﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائيل:۸۰)

# الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی نمبر

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 15

جمعۃ المبارک 25/جولائی و یکم اگست 2008ء

22/رجب 1429 ہجری قمری ❁ 25/وفا 1387 ہجری شمسی

شمارہ 30-31

## خلافت علی منہاج النّبوۃ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دَور ختم ہو جائے گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مسنداحمد۔ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

# ارشادات عالیہ

## سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔

کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔

”بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہؓ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ حقہ اُنہی کے زمانہ تک ختم ہوگئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔ مگر مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہوسکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافتِ راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرّسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کے رُوحانی خلیفوں کے ذریعے سے ظاہر ہوں۔ ایسی باتوں کو سن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مدّت ہوئی ان کا خاتمہ ہو چکا ہے۔...... اگر کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ آیۃ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فائدہ عموم کا دیتی ہے یعنی مقصد اصلی تعمیم تھی نہ تخصیص۔ تو پھر مِنْكُمْ کا لفظ اس جگہ کیوں زیادہ کیا گیا۔ اور اس کی زیادت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ صرف اسی قدر فرمایا ہوتا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وعدہ ان ایمانداروں اور نیکوکاروں کے مقابل پر تھا جو اس امت سے پہلے گزر چکے ہیں۔ پس گویا تفصیل اس آیت کی یوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم سے پہلے ان لوگوں کو روئے زمین پر خلیفے مقرر کیا تھا جو ایماندار اور صالح تھے اور اپنے ایمان کے ساتھ اعمال صالح جمع رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں سے بھی اے مسلمانو ایسے لوگوں کو جو انہیں صفات حسنہ سے موصوف ہوں اور ایمان کے ساتھ اعمال صالح جمع رکھتے ہوں خلیفے کرے گا۔ پس مِنْكُمْ کا لفظ زائد نہیں بلکہ اس سے غرض یہ ہے کہ تا اسلام کے ایمانداروں اور نیکوکاروں کی طرف اشارہ کرے۔.......... اگر صرف اس قدر ہوتا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تو کچھ معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ یہ کن ایمانداروں کا ذکر ہے۔ آیا اس اُمّت کے ایماندار یا گزشتہ اُمّتوں کے۔ اور اگر صرف مِنْكُمْ ہوتا اور الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت نہ ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ فاسق اور بدکار لوگ بھی خلیفے ہو سکتے ہیں حالانکہ فاسقوں کی بادشاہت اور حکومت بطور ابتلا کے ہے نہ بطور اصطفا کے۔ اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ رُوحانی خلیفے ہوں یا ظاہری وہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار ہیں“۔

(شہادۃ القرآن ،روحانی خزائن جلد ششم صفحہ 330-334۔مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

”..........خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّت غائی کو نظرانداز کرتا ہے“۔ (شہادت القرآن ۔روحانی خزائن جلد ششم صفحہ 353)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔.......... وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے.......... مَیں خدا کی طرف سے ایک مجسم قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے“۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ305-306۔مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اداریہ

# نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْب

جب سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا ہے دنیائے احمدیت میں پاک انقلابی تبدیلیوں اور خدمت اسلام کے لئے ایک زبردست ہیجان دکھائی دیتا ہے۔خفتہ روحیں بیدار ہو رہی ہیں اور جو پہلے سے بیدار ہیں وہ زیادہ مستعدی کے ساتھ نیکیوں میں، اخلاص میں، تقویٰ اور عبادات میں قدم آگے بڑھانے کی سعی کر رہے ہیں۔کثرت سے افراد جماعت وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہو کر خلافت کے استحکام اور اشاعت اسلام کے لئے عملی جہاد میں مصروف ہیں۔ خلافت کی عظمت واہمیت، اس کی پاک تاثیرات و برکات کے تذکرے ہر طرف عام ہو رہے ہیں۔خلافت کے حوالہ سے خصوصی سیمینارز، مذاکرے، اجلاسات، جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ملک ملک میں خصوصی نمائشوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور خلافت احمدیہ کی برکات اور اس کے تحت کی جانے والی خدمات سے لوگوں کو روشناس کروایا جا رہا ہے۔احمدی شعراء اپنے اشعار اور پاکیزہ نغمات کے ذریعہ مومنین خلافت کے دلوں میں نئے جذبوں کو ابھار رہے ہیں۔اخبارات ورسائل میں خلافت کے تعلق میں بہت عمدہ مضامین شائع ہو رہے ہیں۔کئی جماعتیں اور ادارے بہت خوبصورت، دیدہ زیب سوونیئرز شائع کر رہے ہیں جن میں خلافت کے موضوع پر بہت سا قیمتی مواد اور اہم تصاویر شائع کی جا رہی ہیں۔ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا یہ ''خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی نمبر'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔اس شمارہ کی خاص بات یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت احمدیہ کے سو سال پورا ہونے پر 27/مئی 2008ء کو Excel سینٹر لندن میں جو عظیم الشان تاریخی خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن حضور انور ایدہ اللہ کی خاص شفقت وعنایت اور اجازت سے سب سے پہلے الفضل انٹرنیشنل کے اس خلافت جوبلی نمبر کی زینت بن رہا ہے۔الفضل انٹرنیشنل کو اس سعادت کے عطا کئے جانے پر ادارہ الفضل اور تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل حضور ایدہ اللہ کے تہ دل سے ممنون ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ اعزاز اس ادارہ کے لئے بہت مبارک فرمائے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا 27/مئی 2008ء کا یہ خطاب اپنی ایک خاص شان رکھتا ہے۔خلافت کی عظمت واہمیت، اس کی برکات وثمرات، خلافت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نشانات سے معمور روشن تاریخ، منافقین ومنکرین خلافت کی ناکامیوں اور نامرادیوں، مخالفوں کی ذلّت اور رسوائی اور مستقبل میں بھی خلافت احمدیہ کے ذریعہ حاصل ہونے والی عظیم تر فتوحات کی پُرشوکت بشارات کے نہایت ہی روح پرور اور ایمان افروز تذکرہ پر مشتمل یہ بہت ہی خوبصورت اور جامع خطاب ہے۔اس کا بغور اور بار بار مطالعہ دلوں کو ایک سکینت اور اطمینان سے بھرتا اور خلافت کے استحکام اور اشاعت اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے جذبوں کو ابھارتا اور عزم اور ہمت اور قوت عمل عطا کرتا ہے۔

حضور انور کا یہ خطاب رحمت کا وہ سحابِ مرکوم ہے جو مومنین خلافت کے قلوب واذہان پر برسا اور خوب کھل کر برسا اور ان کے کشت ایمان کو اس طرح سیراب کر گیا کہ اس میں کھلنے والے نہایت دلکش، خوش رنگ پھولوں کی خوشبو سے سارا گلستان احمدیت مہک رہا ہے۔اسی طرح اس سحاب میں وہ آسمانی رعد و برق بھی ہے جس کی ہیبت سے ظلمتوں کے دلدادہ منافقین اور منکرین خلافت خوفزدہ ہیں اور ان کے دلوں پر ایک لرزہ طاری ہے۔نور خلافت کی ضیاپاشیوں سے شپرہ چشم دشمنوں کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں اور وہ سخت اضطراب میں ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں فرمایا ہے کہ:

۞...... ''خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کے ذریعہ سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سوسالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے''۔

۞...... ''اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں''۔

۞...... ''یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔مَیں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔مَیں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُرمعصیت انسان ہوں۔مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔لیکن یہ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید ونصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔انشاء اللہ۔اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا''۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے ان کلمات کی صداقت ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس سے کوئی انصاف پسند، شریف النفس، حق گو، سعید الفطرت انکار نہیں کر سکتا۔حضور انور ایدہ اللہ کے حالیہ دورہ امریکہ وکینیڈا میں خدائی نصرت وتائید اور غیر معمولی قبولیت کے روشن نظارے ایم ٹی اے کے ذریعہ ایک دنیا نے دیکھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ خطبہ بھی اس شمارہ کی زینت ہے جس میں حضور انور نے اس للّٰہی سفر کے بابرکت ثمرات کا اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔اسی طرح حضور کے دورہ کی قدرے تفصیلی رپورٹ کا آغاز بھی اسی شمارہ سے ہو رہا ہے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

وہ تو جب بولتے ہیں کون و مکاں بولتے ہیں
تم ڈرو ان سے جو اشکوں کی زباں بولتے ہیں

کل وہی لفظ ہی میزانِ سخن ٹھہریں گے
بند ہونٹوں سے جو یہ لب زدگاں بولتے ہیں

تم کو معلوم نہیں شہر پناہوں والو!
کس قیامت کی زباں سیلِ رواں بولتے ہیں

چاہنے والے گزر جاتے ہیں چپ چاپ مگر
کوچۂ یار میں قدموں کے نشاں بولتے ہیں

والیٔ صوت و صدا کے جو مصاحب ہیں رشیدؔ
خامشی میں بھی کراں تا بہ کراں بولتے ہیں

(رشید قیصرانی)

دنیا کے آٹھ بڑے ممالک کی ایک تنظیم جی ایٹ (G-8) کا ایک ممبر ملک کینیڈا بھی ہے۔جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس کے وزیر اعظم احمدیہ مسجد بیت النور کیلگری (Calgary) میں تشریف لائے، اس کی افتتاحی تقریب میں شمولیت کی اور جماعت کی امن پسندی اور خدمت انسانیت کے کاموں کو کھلے دل سے خراج تحسین ادا کیا۔

صرف امریکہ اور کینیڈا ہی نہیں دنیا کے متعدد ممالک میں ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلام احمدیت کے پیغامِ امن ومحبت کی وسیع پیمانے پر تشہیر اگر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہواؤں کے جماعت کے حق میں بڑی شدت سے چلنے کی گواہی نہیں تو پھر اور کیا ہے۔یہ سب کچھ اس خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی برکت ہے اور ان الٰہی وعدوں کا فیض ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور جن کی تشریح وتوضیح آنحضرت ﷺ نے فرمائی اور جن کی خبر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دی۔

خلافت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ گواہ ہے کہ یہ وہی خلافت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں فرمایا ہے۔اور یہ وہی خلافت ہے جس کی بشارت آنحضرت ﷺ نے ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے مبارک الفاظ میں دی تھی۔یہ وہی قدرت ثانیہ ہے جس کی پیشگوئی بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔اور اس کے دائمی ہونے کی بشارت دی تھی۔یہ وہی حبل اللہ ہے جس کو مضبوطی سے تھامنے والوں پر محض اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا مضمون اطلاق پاتا ہے اور جو دشمنان اسلام کے مقابل پر ایک بنیان مرصوص ہیں۔یہ وہی خلافت حقہ اسلامیہ ہے جس کے ذریعہ سے حسب وعدۂ الٰہی تمکنتِ دینِ اسلام کی عظیم الشان مہمات اور مخالفین اسلام پر بھی حجت و برہان اور زمینی وآسمانی تائید ونصرت کے نشانات کے ساتھ عالمگیر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم آگے بڑھ رہی ہے۔عالمی وحدت کی علمبردار یہ وہ خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے جس کے اندر للّٰہی محبت ونصرت اور ایثار اور صدق و وفا کی بے نظیر مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔یہ وہ خلافت ہے جس کا محافظ اور پشتیبان خود خدا ہے۔جس نے بھی اس کی طرف بُری آنکھ سے دیکھا اس آنکھ کو خدا نے پھوڑ دیا اور وہ عبرت کا نشان بن گیا۔حکومت کے سربراہوں نے ٹکّر لی اور وہ پاش پاش ہو گئے کیونکہ کوئی نہیں جو خدا کے مقابل پر ٹھہر سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔اس وقت ہم جماعت کی دوسری صدی کے بیسویں سال میں سے گزر رہے ہیں۔جیسا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمایا اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات کی سچائی پر گواہ ہے۔''اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں''۔

بلاشبہ ''اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے''۔نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْب۔ ؎

مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثار دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم

(نصیر احمد قمرؔ)

**یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر ونواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔**

---

اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تاکہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔

**آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے**

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے قیام اور ہر خلیفہ کے بعد خوف کی حالت امن میں بدلتے چلے جانے کا ایمان افروز بیان)

**اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔**

اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری ودائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کرسکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کرسکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہوسکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

**یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔**

**مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دَور کو اپنی بے انتہا تائید ونصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔**

---

**صدسالہ خلافت جوبلی کے تاریخی موقع پر دنیا بھر کے احمدی احباب مرد وزن سے خلافت کے استحکام اور اس سے وفا کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے کے لئے ایک عظیم الشان عہد۔**

(صدسالہ خلافت جوبلی کے موقع پر 27/مئی 2008ء کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ولولہ انگیز خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۔ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شکر کے جذبات کے اظہار کے لئے یہاں بھی جمع ہوئے ہیں اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا کے تمام ممالک میں احمدی اس تقریب میں شامل ہیں۔ اس اہم موقع پر سب سے پہلے تو مَیں آپ کو بھی اور دنیا کے تمام احمدیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج ہم آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے غلامِ صادق اور مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی بدولت ایک وحدت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارشوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے وعدوں کے مطابق کئے ہیں اور کر رہا ہے اُس بستی کے بھی نظارے کر رہے ہیں۔ (آپ لوگوں کے سامنے سکرین نہیں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں، کچھ کو نظر بھی آرہا ہوگا)۔ وہ بستی بھی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج نہ صرف مسیح محمدی کی بستی کو تمام دنیا جانتی ہے بلکہ اس بستی کے گلی کوچوں اور اس سفید منارے کو جو مسیح محمدی کی آمد کے اعلان اور سمبل (Symble) کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا ایک دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور آج ہم اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے اپنے پیارے مسیح سے کئے گئے وعدے کے مطابق اس اولوالعزم اور موعود بیٹے کے ہاتھ سے انجام پانے والے کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ، بے آب و گیاہ میدان کو ایک سرسبز پھولوں پھلوں اور درختوں سے بھری ہوئی ایک بستی میں بدلنے کا نظارہ بھی کر رہے ہیں اور ربوہ کی یہ تصویریں بھی آج ہمارے سامنے ہیں۔

پس آج مشرق سے مغرب کی طرف آنے والے یہ نظارے اور پھر مغرب سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی آواز اور تصویر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر مشرق میں بھی، مغرب میں بھی، شمال میں بھی اور جنوب میں بھی، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور افریقہ میں بھی سن رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں۔ یہ یقیناً ہر احمدی کو توجہ دلانے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا ہے اور پہنچا رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کے ذریعہ سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سوسالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے۔ کیا یہ سب کچھ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کے حضور اپنے شکر کا اظہار کریں اور آج کی یہ تقریب بھی اسی شکر گزاری کے اظہار کے طور پر ہے۔ یہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھایا ہے اسلام کی تاریخ کا آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کی جماعت کے لئے ایک نیا اور سنہری باب رقم

کر رہا ہے۔ پس اس نیت سے اور اس نعمت کے اظہار اور شکرانے کے طور پر اگر ہم یہ تقریب اور دنیا کے مختلف ممالک میں اس حوالے سے تقریبات منعقد کر رہے ہیں تو یہ نہ صرف جائز بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) یعنی تو اپنے رب کی نعمتوں کا ضرور اظہار کرتا رہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"عجز و نیاز اور انکسار......ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیت کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ: 12) نعماء الٰہی کا اظہار بھی از بس ضروری ہے"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد 5 حصہ دوم بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الضحیٰ آیت 12)

پھر آپؑ مزید فرماتے ہیں:

"یہ عاجز بحکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے ان تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافر دیا ہے اور اس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا۔ بلکہ یہ تمام نشان دئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کرلے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا"۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 339-338۔مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے اور دوسرے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنی نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے"۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ الضحیٰ آیت 13)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے جس انعام سے ہمیں بہرہ ور فرمایا ہے اور بغیر کسی روک کے اسے جاری رکھا ہوا ہے اور آئندہ بھی جاری رکھنے کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس نعمت کا اظہار کریں تا کہ اس نعمت کی برکات میں کبھی کمی نہ آئے بلکہ ہر نیا دن ایک نئی شان دکھانے والا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عاجزی اور انکسار شرط ہے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس اہم شرط کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جتنا ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے جائیں گے، جتنا ہم عاجزی کا اظہار نہ صرف ظاہری طور پر بلکہ دل کی گہرائیوں سے تقویٰ پر چلتے ہوئے کریں گے اللہ تعالیٰ کے انعام سے حصہ لیتے چلے جائیں گے۔

**یہ دن جو آج ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر خاص اہتمام سے منا رہے ہیں یا ہر سال عمومی طور پر مناتے ہیں یہ ہمیں اس بات کی یاد دلانے والا ہونا چاہئے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور تمام اوامر و نواہی پر پوری طرح کاربند رہنے کی کوشش کریں گے۔** آج صرف نظمیں پڑھنے یا غبارے اڑانے یا متفرق پروگرام بنانے یا اِس خوشی میں اچھے کھانے کھانے اور مٹھائی کھانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ یہ پروگرام جو اس وقت ہو رہا ہے یا مختلف جماعتوں میں ہوگا صرف خوشی منانے کے لئے نہیں ہے۔ ٹھیک ہے، یہ بھی ایک مقصد ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔ لیکن اِس اظہار سے ہماری توجہ تقویٰ کی راہوں کی طرف پھر جانی چاہئے۔ اگر یہ ظاہری شور شرابا، تصنع اور بناوٹ اور پروگراموں میں دنیاداری کے اظہار کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے تو یہ عمل اسی طرح قابل کراہت ہے جس طرح جلسہ سالانہ سے پاک تبدیلیاں پیدا کئے بغیر چلے جانا یا کوئی بھی غیر صالح عمل، جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے بغیر ہو۔

**پس آج کا دن ایک نیا عہد باندھنے کا دن ہے۔ آج کا دن ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرنے کا دن ہے۔** آج کا دن ہمیں اُس دن کی یاد دلانے کا دن ہے جب افراد جماعت پر آج سے سو سال پہلے ایک زلزلہ آیا تھا۔ آج کے دن سے ایک دن پہلے ایک واقعہ ہوا جس نے جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ 26 رمئی 1908ء کا دن جب خدا کا پیارا مسیح موعود اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر اللہ تعالیٰ آپؑ کو ایک عرصہ سے دے رہا تھا جس کا ذکر آپ نے جماعت کے سامنے کرنا شروع کر دیا تھا اور رسالہ الوصیت میں بڑا کھل کر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کی خاص طور پر تلقین فرمائی اور جماعت کو تسلی دی کہ یہ نہ سمجھنا کہ میرے جانے سے خدا کا تائیدی ہاتھ تم سے اٹھ جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے میرے بعد بھی پورے ہوتے رہیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ ہر ایک انسان جو اس دنیا میں آیا اس نے جانا ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی قانون کے تحت رخصت ہوئے اور اپنے مولا کی ابدی جنتوں کے وارث ہوئے جس کے لئے وہ بے چین رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ہر لمحہ بھی ہمیں اس زندگی کی آرزو کرتا نظر آتا ہے جو ابدی زندگی ہے۔ آپ کی وفات پر افراد جماعت کو یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بہرحال جب پتہ چلا کہ یہ حقیقت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خود ایک عرصہ سے اس خبر کے لئے جماعت کو تیار کر رہے تھے۔ الہامات بھی اس بارہ میں ہو رہے تھے۔ 20 رمئی 1908ء کو آپ کو الہام ہوا تھا کہ اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ وَالْمَوْتُ قَرِيْبٌ۔ (تذکرہ ۔صفحہ 640 ۔ایڈیشن چہارم 2004ء) یعنی کوچ کا وقت آ گیا ہے، ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے اور موت قریب ہے۔ اس بات پر جب احباب جماعت کو یقین ہوگیا کہ یہ بات سچ ہے۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں مسجد مبارک قادیان کی چھت پر آہ و بکا اور گریہ وزاری سے ایک محشر برپا تھا۔ لیکن دوسری طرف مخالفین کی شرمناک حرکات بھی اپنے عروج پر تھیں۔ لاہور میں احمدیہ بلڈنگ کے نزدیک، جہاں آپؑ کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا شہر کے آوارہ مزاج لوگوں کو مخالفین نے جمع کر کے خوشی کے نعرے لگائے اور گیت گائے۔ بیہودگی اور بے حیائی کی انتہا تھی جو اُس وقت ان لوگوں نے کی۔ اوباشوں سے تو یہ توقع کی جاسکتی تھی لیکن بعض کم ظرف اور ذلیل اخبار نویسوں نے بھی آپ کی وفات پر خوشی کا اظہار کر کے اپنے کم ظرف ہونے کا ثبوت دیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد یہ سلسلہ نعوذ باللہ تباہ و برباد ہوگا۔ لیکن ان بیہودہ لوگوں کو یہ پتہ نہیں تھا، یہ ان کی بھول تھی، یہ دنیا کے ان کیڑوں کی گھٹیا خواہش تھی۔ یہ ان لوگوں کی بھول تھی جو خدا تعالیٰ کی اپنے فرستادوں کے لئے غیرت رکھنے کے علم سے بے بہرہ تھے۔ ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑے ہوئے تھے اور آنکھیں اندھی تھیں، جو نہیں جانتے تھے کہ یہ شخص جو آج اس دنیا سے رخصت ہوا اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چودہ سو سال پہلے کی پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ اس شخص نے مومنین کی وہ جماعت قائم کی ہے جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ مَیں ایسے لوگوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہوں اور اپنی تائید و نصرت سے انہیں نوازتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ حقیقی مومنین کو یہ خوشخبری دی تھی کہ مسیح و مہدی کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دشمن کی خوشی عارضی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کی چادر میں اس مسیح و مہدی کے غلاموں کو لپیٹ لے گا۔ ایک حدیث میں اپنے زمانہ سے لے کر آخرین کے زمانے تک کا نقشہ کھینچتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اور یہ روایت ہے حضرت حذیفہؓ سے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اِس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

پس یہ تسلّی کے الفاظ تھے جو آپؐ نے مومنین کو دئے۔ اُن مومنین کو جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رحم مسیح و مہدی کے ماننے والوں کے لئے جوش میں آئے گا اور دشمن چاہے جتنی بھی تعلّیاں کرتا رہے، جتنے چاہے خوشی کے باجے بجاتا رہے، ڈھول پیٹتا رہے، یہ دائمی خلافت علیٰ منہاج نبوت اس مسیح کے ماننے والوں کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے جو ہر خوف میں انہیں امن کی نوید دیتی چلی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ ایسی تقدیر ہے جو اٹل ہے۔ یہ حقیقی مومنوں کا مقدر ہے۔ یہ چند اوباش یا چند کم ظرف جو اپنے زعم میں بڑا علم رکھنے والے لوگ ہیں وہ اس تقدیر کو نہیں بدل سکتے۔

اس بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا کھول کر رسالہ الوصیت میں فرمایا اور جماعت کو تسلی دی۔ آپ کو علم تھا کہ جس طرح ہمیشہ سے انبیاء کے مخالفین کا یہ کام رہا ہے، یہ شیوہ رہا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کو خیال ہوتا ہے کہ اب یہ ختم ہوئے کہ ختم ہوئے۔ اور مخالفین اور منافقین اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ یہ نظارہ دیکھیں کہ یہ جماعت اب کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے۔ لیکن وہ خدا جو اپنے انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ اپنی تقدیر دکھاتا ہے اور وہ خدا جس نے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا میں بھیجا تھا تو اس نے یہ اعلان بھی کروایا تھا کہ آپ کی شریعت ہمیشہ اور دائمی رہنے والی شریعت ہے۔ آپؐ کی وفات کے بعد اُمّت پر کچھ ابتلا تو آئیں گے لیکن جیسا کہ حدیث سے بھی واضح ہے آخر مسیح محمدی کی آمد کے بعد اس اسلام کے غلبہ کا ایک نیا دور شروع ہوگا جو تا قیامت چلے گا۔ گو مخالفتیں ہوں گی لیکن راستے کی دھول کی طرح فضا میں بکھر جائیں گی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس علم کی بنا پر جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا یہ تسلّی دی تھی کہ مخالفین جب ہنسی ٹھٹھا کریں تو پریشان نہ ہونا۔ چنانچہ آپؑ جماعت کو تسلی دیتے ہوئے رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی (المجادلہ:22)

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچّائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

**ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے اس علاقہ میں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی جماعت احمدیہ کینیڈا کو توفیق دی۔**

**اس مسجد کی خوبصورتی اس وقت مزید بڑھے گی جب ہم بار بار یہاں آئیں گے۔ پانچ وقت نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔**

**(کیلگری (کینیڈا) میں تقریباً 15 ملین ڈالر کی لاگت سے تعمیر ہونے والی وسیع و عریض اور خوبصورت مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے احباب جماعت کو مسجدوں کی آبادی اور عبادت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے سے متعلق اہم تاکیدی نصائح)**

مسجد کا حق اس وقت ادا ہوگا جب سب مل کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں گے اور اس باجماعت نماز سے غرض علاوہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے یہ ہے کہ اتفاق اور اتحاد کو ترقی ہو۔ عبادت کے ساتھ حقوق العباد اور نظام جماعت کی اطاعت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔

**غیر از جماعت میں شادی کرنے اور غیر احمدیوں سے نکاح پڑھوانے والے ایک ایسی غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے باہر نکال دیتی ہے۔**

**جو لوگ مسجدوں میں آکر بھی بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ عملاً اپنے آپ کو سچی اطاعت سے باہر نکال رہے ہوتے ہیں۔**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 4 / جولائی 2008ء بمطابق 4 / وفا 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت النور۔ کیلگری (کینیڈا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ جماعت احمدیہ کینیڈا کو ایک اور مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ گو کہ نمازوں کے ساتھ اس کا افتتاح تو ہو چکا ہے لیکن رسمی افتتاح خطبہ جمعہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کیلگری میں ایک لمبے عرصہ سے مسجد کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ کچھ سال پہلے اگر مسجد بنتی تو ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی اور خوبصورت مسجد نہ بنتی۔ کل جب مَیں ائر پورٹ پر پہنچا ہوں تو شہر کے میئر اور کچھ صوبائی اسمبلی کے ممبران ائر پورٹ پر ریسیو (Recieve) کرنے آئے ہوئے تھے اُن سے بھی باتیں کرتے ہوئے مَیں نے کہا کہ امید ہے کہ یہ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے شہر میں ایک خوبصورت اضافہ ہوگی۔ تو سب نے اس کی خوبصورتی کی تعریف کی اور مجھے بتایا کہ مختلف سڑکوں سے اس مسجد کا خوبصورت نظارہ نظر آتا ہے۔ مَیں نے اُس وقت مسجد دیکھی نہیں تھی لیکن ائر پورٹ سے آتے ہوئے دُور سے ہی اس کا مینارہ اور گنبد نظر آئے۔

پس ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اُس نے جماعت احمدیہ کینیڈا کو اس علاقے میں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق دی۔ یہ مسجد جو تقریباً 15 ملین ڈالر کی لاگت سے بنی ہے اور یہاں یہ جگہ بھی بڑی اچھی مل گئی ہے۔ چار ایکڑ کا رقبہ ہے۔ کیونکہ ساری دنیا سن رہی ہوتی ہے اس لئے معلومات مہیا کر رہا ہوں۔ یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ (Project) تھا جو یہاں کی جماعت نے شروع کیا۔ مجھے اکثر یہاں سے افراد جماعت کے خطوط جاتے تھے اور ابھی بھی آ رہے ہیں کہ ہم نے اتنا وعدہ مسجد کے لئے کیا ہوا ہے بظاہر حالات ایسے نہیں کہ وعدہ جلد پورا ہو سکے۔ دعا کریں کہ ہم نے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر سکیں۔ بڑی قربانی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے جنہوں نے اس مالی قربانی میں حصہ لیا اور ان لوگوں کو بھی توفیق دے جنہوں نے بڑے وعدے کئے ہیں لیکن حالات کی مجبوری کی وجہ سے اپنے وعدے فوری طور پر، مکمل طور پر پورے نہیں کر سکے۔ ایک بے چینی کی کیفیت ان کے دلوں میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت دے۔

یہ مسجد کی تعمیر ظاہر کرتی ہے کہ باوجود ان ملکوں میں رہنے کے جماعت کے افراد خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والے ہیں۔ دنیا میں بسنے والے دوسرے احمدیوں کی معلومات کے لئے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، یہ بھی بتا دوں کہ اس مسجد کا نقشہ اس لحاظ سے بہت خوبصورت اور اچھا ہے کہ ایک تو مسجد کا مین ہال (Main Hall) ہے۔ عورتوں اور مردوں کا جو مسقّف حصہ ہے اس میں 10 ہزار 4 سو مربع فٹ ہے۔ اس کے علاوہ ایک ملٹی پرپز (Multy Purpose) ہال بھی ہے 7 ہزار 200 مربع فٹ کا۔ ڈائننگ ہال ہے تقریباً 18 سو مربع فٹ کا ہے۔ رہائش کے حصے ہیں، جماعت اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ تو ایک اچھا بڑا کمپلیکس (Complex) ہے۔ بہرحال فی الحال تو جماعتی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ضرورتیں بھی بڑھاتا رہے اور اُس کے حضور مزید پیش کرنے کی اور مزید مسجدیں بنانے کی توفیق بھی ہم پاتے رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کو یا مسجدوں کو جماعت کے پھیلنے کا ذریعہ بتایا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد بھی اس مقصد کو پورا کرنے والی ہو اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا ایک سے اگلی مسجد بھی تعمیر ہوتی رہے اور جاگ لگتی چلی جائے۔

مسجدوں کی تعمیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے، پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت باخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تو تب خدا برکت دے گا"۔

فرمایا "غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور

اتفاق میں بڑی برکت ہیں۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد و اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

اس زمانہ میں، ان مغربی ممالک میں ہماری مساجد اسلام کی طرف کھینچنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ بلکہ آج جبکہ اسلام کے خلاف ایک مہم زور و شور سے شروع ہے غیر مسلموں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہماری مساجد ہیں اور ہونی چاہئیں۔ یہ قربانی جو آپ نے کی ہے اس کے پیچھے یقیناً وہ روح ہے اور ہونی چاہئے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد ڈالی جائے۔ مسلمانوں کی توجہ بھی ہوگی اور غیر مسلموں کی توجہ بھی ہوگی۔ پس اللہ کرے کہ یہ مسجد جو آپ نے محض للہ بنائی ہے جس میں یقیناً نفسانی اغراض اور شر کو دخل نہیں ہے اور ہو بھی نہیں سکتا۔ ہم تو اس مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں آنحضرت ﷺ کے اُس عاشق صادق کے ماننے والے ہیں جو اس زمانے میں بندے کو خدا کے قریب کرنے آیا ہے۔ جو بندے کو بندے کے حقوق بتانے آیا ہے۔ جو ہر قسم کے شر کو دور کرنے آیا ہے۔ جو اپنے ماننے والوں کو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلانے آیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں جن کی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولتمند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کے لئے ہو جاتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 596۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس خالص خدا کے ہونے والے مسجد کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور آپ کی بیعت کا بھی حق ادا کرتے ہیں۔ مسجد کا حق کس طرح ادا ہوتا ہے؟ یہ حق جیسا کہ آپؑ نے فرمایا اُس وقت ادا ہوگا جب سب مل کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں گے اور اس باجماعت نماز سے غرض علاوہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے یہ ہے کہ اتفاق اور اتحاد کو ترقی ہو اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظرانداز کیا جائے۔ صرف مسجدیں بنانا کام نہیں، بلکہ یہ مسجدیں اس وقت کارآمد ہوں گی جب ان میں خدا کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں اور خدا کی مخلوق کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں۔ ورنہ ایسی مساجد جو یہ حق ادا نہیں کر رہیں ان کو خدا تعالیٰ نے مسجد ضرار کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جو مومنوں کے دل جوڑنے کی بجائے، جو ایک دوسرے کے حقوق کی طرف توجہ کرنے کی بجائے یا کروانے کی بجائے، مومنوں میں پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ آج دیکھ لیں اُن لوگوں کی مساجد یہی کردار ادا کر رہی ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو نہیں مانا۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے اور اگر کسی جگہ پر کہیں کسی میں آپس میں اتفاق ہے بھی تو جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے دینے پر اتفاق ہے۔ نفرتوں کے لاوے ابل رہے ہیں ان لوگوں کے دلوں میں سے۔ کئی غیر از جماعت بھی بعض دفعہ اس بات کا برملا اظہار کر جاتے ہیں کہ جو امن اور پیار کے درس تمہاری مساجد سے دیئے جاتے ہیں اس سے ہماری مساجد خالی ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں؟ یہ اس نبیٔ صادق کی پیشگوئی ہے جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان خدا سے خبر پا کر کیا تھا کہ میرے مسیح اور مہدی کے ظہور سے پہلے اور اس زمانے میں مساجد کا یہی حال ہوگا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ’’عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا اور الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے‘‘۔ یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب العلم۔ الفصل الثالث صفحہ 38۔ کنزالعمال جلد 6 صفحہ 43)

پس آج ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق ملی۔ پس ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہمیشہ اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ زمانے کے امام سے سچا تعلق قائم کرنے والے بھی ہوں۔ صرف خوبصورت مسجد ہی ہمارے کام نہیں آئے گی۔ خوبصورت مسجد بنا دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اس کے اندر لگے ہوئے قیمتی فانوس جو ہیں یہ ہمارے کسی کام نہیں آئیں گے۔ بلند و بالا مسجد جو دور سے نظر آتی ہے ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانے میں بلند و بالا مساجد تعمیر ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی، حقوق اللہ اور حقوق العباد سے بے بہرہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ مسلمان پیدا کرنے کے لئے مسجدیں بناؤ تو ساتھ ہی آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ضروری نہیں کہ مسجد مرصّع اور پکی عمارت کی ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ مسجد نبوی جو تھی ایک لمبے عرصے تک کچی مسجد ہی رہی تھی لیکن تقویٰ پر اس کی بنیادیں تھیں۔ جس کی خدا نے بھی گواہی دی۔ افریقہ میں ہماری جماعتیں قائم ہوئی ہیں اکثر جگہ غریبانہ سی مسجد ہم بناتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی مسجدیں وہاں مضبوط جماعت کے قیام کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ حالات کے مطابق اور اس لئے کہ غیروں کی توجہ کھینچی جائے بڑی بڑی مساجد بھی جماعت بناتی ہے اور یہ مسجد بھی آپ نے یقیناً اس سوچ سے بنائی ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا بہت سے لوگوں کی توجہ کا مرکز بننا شروع ہو گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید بنے گی۔ لیکن یہ کبھی نہ بھولیں کہ اس کی تعمیر کے بعد ایک اور بہت اہم کام کے ذمہ دار ہم بنا دیئے گئے ہیں اور وہ ہے اس کی آبادی۔ اور ایسے پاک لوگوں سے آبادی جن کا دل اللہ تعالیٰ کے تقویٰ سے بھرا ہوا ہو۔ جو خوف خدا رکھتے ہوں اور اس خوف کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے والے اور اس کی عبادت کرنے والے ہوں۔ اور عبادت کے ساتھ حقوق العباد اور نظام جماعت کی اطاعت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ کیونکہ ہماری مساجد کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اُس گھر کی طرز پر اور ان مقاصد کے حصول کے لئے رکھی جاتی ہے جس کی بنیادیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دعائیں مانگتے ہوئے دوبارہ اٹھائی تھیں تو ان کے بہت بڑے بڑے مقاصد تھے۔ جو گھر لوگوں کے بار بار جمع ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم فرمایا ہے کہ تم بھی اس مقصد کے لئے مسجدیں بناؤ جو مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا، تبھی یہ مسجد ان مسجدوں میں شمار ہوگی جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اور تقویٰ سے بنائی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعَاكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (البقرہ :126) یعنی ہم نے اپنے گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک صاف بنائے رکھو۔

پس یہ مسجد جو آج ہم نے بڑی قربانی کر کے بنائی ہے اس کو ایک خوبصورت عمارت کے طور پر بنا کر چھوڑ دینا ہمارا کام نہیں۔ بلکہ اس کی خوبصورتی اس وقت مزید بڑھے گی جب ہم بار بار یہاں آئیں گے۔ پانچ وقت نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ ہم پانچ وقت کی نمازوں کے لئے یہاں حاضر نہیں ہوتے تو بار بار آنے کا مقصد پورا نہیں کر رہے ہوں گے۔ اور پھر ہم آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ایک نماز سے اگلی نماز اور ایک جمعہ سے اگلے جمعہ، جو انسان کو بڑے گناہوں سے بچاتا ہے اس بات کی ضمانت سے بھی محروم ہو رہے ہوں گے کہ ان گناہوں سے بچیں گے۔

پس اگر برائیوں سے بچنے کی ضمانت حاصل کرنی ہے تو خالص ہو کر واحد و یگانہ خدا کی عبادت کے لئے بار بار اس مسجد میں آنا بھی ضروری ہے اور یہی اس مسجد کی اصل خوبصورتی اور زینت ہے۔ اس میں آپ کے امن کی بھی ضمانت ہے اور علاقے کے امن کی بھی ضمانت ہے۔ نیک اور عبادت گزار لوگوں کی خاطر اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی آفات سے بچا لیتا ہے۔ پھر مسجد میں آنے والے جب خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے، مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور یہ بھی معاشرے کے امن کا باعث بنے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّى یعنی جس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے تم بھی اس مقام پر کھڑے ہونے کی کوشش کرو اور وہ مقام تقویٰ کا تھا۔ ظاہری پتھر یا جگہ کی نشاندہی کی جاتی ہے اصل چیز جو ہے، جو مقام ہے وہ تقویٰ ہے۔ اور انسان جب اس مقام پر کھڑا ہوتا ہے تو خدا کی حقیقی پہچان اسے ہوتی ہے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے دین کی خاطر قربانیاں دینے کی کوشش کرتا ہے۔ پس یہ مَقامِ ابراہیم صرف رسمی اور ظاہری جگہ نہیں بلکہ ان عبادتوں اور قربانیوں کے تسلسل کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے کیں۔ اگر ہم یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، ان دعاؤں کی طرف بھی توجہ کریں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیں تو اپنی نسلوں کے نیکیوں پر قائم ہونے کے سامان کر رہے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے نہ صرف خود حصہ لے رہے ہوں گے بلکہ اپنی اولادوں کو بھی اس انعام کے ساتھ جوڑ رہے ہوں گے جو اس زمانے کے ابراہیم کو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً ابراہیم کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ’’سَلَامٌ عَلٰٓى اِبْرَاهِیْمَ صَافَیْنَاهُ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّى۔ قُلْ رَّبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ‘‘ ............ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ’’یعنی سلام ہے ابراہیم پر۔ یعنی اس عاجز پر (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نمازگاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ یعنی کامل

پیروی کروتا نجات پاؤ اور پھر فرمایا کہ اے میرے خدا مجھے اکیلامت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے.............۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیمؑ کی طرح کثرت نسل کرے گا اور بہتیرے اس نسل سے برکت پائیں گے............‘‘۔

آپؑ فرماتے ہیں ’’اور یہ جو فرمایا کہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ‘‘۔

پھر فرمایا ’’......ایسا ہی یہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا‘‘۔

(اربعین۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ420-421)

پس یہ ہے ایک احمدی کی زندگی کا مقصد کہ کامل پیروی کروتا نجات پاؤ۔ اب کامل پیروی کس طرح ہوسکتی ہے؟ ہر احمدی کامل پیروی کی طرف متوجہ اس وقت قرار پائے گا جب ہر وقت یہ ذہن میں رکھے کہ اطاعت کے بہترین نمونے قائم کرنے ہیں۔ اپنے عہد بیعت کا ہر دم خیال رکھنا ہے۔ شرائط بیعت پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرنی ہے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اولاد میں شامل ہوں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس اولاد کی طرح جو نیکیوں پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنی، اِس زمانہ کے ابراہیم کی کامل اطاعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ آپ کو مخلصین کی جماعت عطا فرماتا چلا جائے گا۔ لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں، اپنی مسجدوں کی آبادی کے وہ معیار حاصل کریں، امن وسلامتی اور محبت کے وہ نمونے قائم کریں جو خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والے ہوں۔ اطاعت نظام کے حق ادا کریں جو کبھی ہمیں ان انعاموں سے محروم نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے مقدر کئے ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بناؤ یعنی ابراہیم کی طرز پر، اس زمانے کے ابراہیم کی طرز پر اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جب ایسا کروگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس مسیح محمدی کی جماعت میں شامل قرار دیئے جاؤ گے جو اسلام کے فرقوں میں سے نجات یافتہ فرقہ ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا بھی انعام فرمایا ہوا ہے۔ جو ایک جماعت کی شکل میں ہے۔ جس کے افراد ایک ہاتھ پر اٹھنا بیٹھنا جانتے ہیں۔ جو قربانیاں کرنے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔ جو خانہ کعبہ کی طرز پر اپنی مسجدیں بناتے ہیں۔ جو اپنی اولادوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دین کی خاطر قربان کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ پس ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہیں حسب توفیق مساجد بھی بناتے چلے جانا ہے تا کہ اسلام کی طرف دنیا کی توجہ بھی رہے اور اپنی اولادوں کو بھی دین کی خاطر قربان کرتے چلے جانا ہے تا کہ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو دنیا میں خدائے واحد کی پہچان کروانے والے ہوں۔ اس کا پیغام دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔

یہاں ایک بات کی طرف مَیں خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ یعنی اب اس زمانے میں نجات اسی میں ہے کہ اپنی عبادتوں کو اس شوق اور توجہ اور اس طریق پر ادا کرو جو اس زمانے کے حکم وعدل نے ہمیں بتائے ہیں یا ہم سے خواہش کی ہے۔ جو زمانے کے امام نے ہمیں بتائے ہیں۔ اپنے عقیدے پر اس طرح قائم ہو جس طرح اس زمانے کے امام ہمیں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان اصولوں پر چلو جو اس زمانے کے حکم اور عدل نے ہمیں بتائے ہیں۔ ذاتی خواہشوں اور دنیاوی مصلحتوں کی وجہ سے اپنے عقیدے کے سودے نہ کرو۔ عقیدہ کیا ہے؟ یہ دلی یقین کی وہ کیفیت ہے جس کے مقابلے پر ہر دوسری چیز ہیچ ہے اور ہونی چاہئے۔ کسی بھی چیز کی اس کے مقابلے پر کوئی اہمیت نہیں۔ ہر احمدی یہ عقیدہ رکھتا ہے اور اس پر کامل یقین اور ایمان کے ساتھ قائم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جس مسیح ومہدی نے آنا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، ان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور آپؑ کی بیعت میں آ کر اب ہمارے لئے آپؑ کا ہر حکم بجالانا ضروری ہے۔ لیکن بعض دفعہ لوگ اپنی ذاتی پسند کی وجہ سے ایسے فعل کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو ان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان اور اعتقاد کو ڈانواں ڈول کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جو اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے وہ ظالم ہے‘‘۔ وہ اس حرکت کی شدت کو نہیں سمجھتے جو وہ بعض دفعہ شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر کر رہے ہوتے ہیں جو انہیں بیعت کے دعویٰ سے منحرف کر رہا ہوتا ہے۔ جس کی ایک مثال میں پیش کرتا ہوں۔ یہ کمزوری ہے جو بعض دفعہ شدت سے بڑھنے لگ گئی ہے اور جو میرے نزدیک بڑی واضح اعتقادی غلطی بھی ہے اور یہ مسئلہ ہے شادی بیاہ کا۔

شادی کرنا ایک احسن عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے بیوگان کو ایک طرح کا حکم دیا ہے کہ وہ شادی کریں اور اس کے عزیز اس کے راستہ میں روک نہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تحریک فرماتے، شادی کی ترغیب دلاتے تھے، رشتے بھی تجویز فرماتے تھے۔ لیکن یہی مستحسن عمل جو ہے بعض حالتوں میں بعض احمدی خاندانوں کے لئے ابتلاء بن جاتا ہے اور اس میں نظام جماعت کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ لیکن بعض لوگ نظام جماعت کو بھی الزام دیتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب ایک شخص اپنی مرضی سے کسی غیر از جماعت لڑکی یا عورت سے شادی کرتا ہے اور اس خوف سے کہ نظام جماعت یا بُرا منائے گا اور مجھے اجازت نہیں ملے گی یا بعض اوقات غیر از جماعت لڑکی والوں کی طرف سے بھی یہ شرط رکھ دی جاتی ہے کہ نکاح غیر از جماعت مولوی یا کوئی شخص پڑھائے تو ایسے لوگ غیر از جماعت سے نکاح پڑھوا لیتے ہیں اور ایک ایسی غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے باہر نکال دیتی ہے۔ کیونکہ یہ نکاح پڑھانے والے وہ شخص ہوتے ہیں، یا ہوتا ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی ہوئی ہوتی ہے۔ آپؑ کی تکفیر کرنے والے ہیں۔ گویا عملاً ایسا احمدی لڑکا یا اس کا خاندان جو اس شادی میں اس کا مددگار ہوتا ہے یہ اعلان کرتا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے باہر نکل کر مولوی سے یہ نکاح پڑھوا کر نعوذ باللہ آپؑ کی تکفیر اور تکذیب کرتا ہوں۔ ایسے شخص یا اشخاص اعتقادی لحاظ سے آپؑ کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے انکاری ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مکفّر اور مکذّب مولوی کو آپؑ کے مقابل پر کھڑا کیا ہے۔ اور جب اس بات پر اخراج از جماعت ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہوا ہے۔ نکاح تو ہم نے مسنون طریقہ سے پڑھایا تھا۔ اگر کسی کے باپ کو کوئی برا بھلا کہنے والا ہو تو اس پر تو مرنے مارنے پر تُل جاتے ہیں لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے غیرت کا سوال آتا ہے تو ایسے لوگوں کی غیرتیں مصلحت اور نفسانی خواہشات کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی کوئی اضطراری کیفیت ہے تو ایسے لوگ اجازت لے کر احمدی سے نکاح پڑھوا لیں تو اپنے ایمان کو بھی بچانے والے ہوں گے اور ابتلاء سے بھی بچ جائیں گے۔ دوسرے ایسے لوگوں کو ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے خوبصورت اصول کے مطابق اپنی خواہشات اور نفسانیت کا شکار ہونے کی بجائے دینی پہلو کو دیکھا کریں اور احمدی خاندانوں میں رشتہ کریں۔ نیک اور دیندار لڑکی کی تلاش کریں تو نہ صرف ابتلاء سے بچ جائیں بلکہ اپنے خاندانوں کو بھی ابتلاء سے بچانے والے ہوں بلکہ ثواب کمانے والے ہوں گے۔

اسی طرح بعض بچیاں جن کو ان کے ماں باپ نے آزادی دی ہوئی ہے یا کسی بھی وجہ سے غیروں سے شادی کر لیتی ہیں، وہ بھی نہ صرف اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے علیحدہ کرتی ہیں بلکہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی اولاد کو غیروں کے ہاتھ میں دے دیتی ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے مَیں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض لڑکیاں نہیں چاہتیں کہ احمدیت سے تعلق توڑیں لیکن شادی کے بعد ایسے حالات ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ ان کی اولاد دوسروں کی گود میں پلے بڑھے۔ تو یہ مسئلہ چونکہ بڑھ رہا ہے اس لئے اس کا ذکر کرنا بھی مَیں نے ضروری سمجھا۔

پس ہر احمدی کو ہمیشہ اپنے اس عہد کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ جہاں یہ احساس پیدا ہو کہ میرے کسی فعل کی وجہ سے میرا دین متاثر ہو رہا ہے وہاں تمام دنیاوی خواہشات اور عمل پر ایک سچے احمدی کو بند باندھ دینا چاہئے۔ اگر ہر احمدی اس کی پہچان کر لے، اگر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو یقیناً خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اس زمانہ کے ابراہیم کے ساتھ سچا تعلق قائم کرنے والے ہوں گے اور سچی پیروی اور اطاعت کرنے والے ہوں گے اور ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کیونکہ جب سزا کے معاملات میرے سامنے آتے ہیں تو بہرحال اصولی بات ہے سزا دینی پڑتی ہے۔ لیکن جب مَیں کسی کو سزا دیتا ہوں تو یہ بات میرے لئے بہت تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔

پھر امن کا قیام بھی مسجدوں سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جو مسجد میں اس نیت سے آئے گا کہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے گا۔ لیکن جو لوگ مسجدوں میں آ کر بھی بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ عملاً اپنے آپ کو سچی اطاعت سے باہر کر رہے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی کتابوں میں اپنے ملفوظات میں اس قدر دوسروں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپؑ کا سچا پیرو کبھی اس سے صَرفِ نظر کرے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ، بعض احمدی اس خوبصورت تعلیم سے دُور ہٹتے چلے جا رہے ہیں اور پھر

دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں۔ ایک دوسرے پر الزام تراشیاں، جھگڑے، خاص طور پر میاں بیوی کے جھگڑے ہوں تو پورے کا پورا خاندان اس میں ملوث ہوجاتا ہے۔ پھر لڑکیوں پر، عورتوں پر گندے الزام لگانے سے بھی باز نہیں آتے۔ تو اُن کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے جائزے لیں، کچھ خدا کا خوف کریں۔

مجھے بعض دفعہ شکایات آتی ہیں بعض عہدیدار بھی انصاف کے تقاضے پورے نہ کرتے ہوئے۔ غلط قسم کے لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ ان سے بھی مَیں یہی کہوں گا کہ انصاف کے تقاضے پورے کریں۔ اس وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ ورنہ عہد کا پاس نہ کرنے والے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے والے بلکہ خیانت کرنے والے کہلائیں گے۔ اور ایسے لوگ پھر اگر یہاں کسی پکڑ سے بچ بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوکر اس کا حق ادا کرنے والا ہو۔ مسجدوں کی تعمیر اور اس میں عبادتوں کا حق اس طرح ادا کرنے والا ہو جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے توقع کی ہے۔ آپس میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنے والے ہوں۔ امن اور سلامتی کا پیغام دینے والے ہوں۔ مسجد جہاں ہمارے اندر عبادت کا شوق پیدا کرے وہاں ہمیں ایک وحدت کی لڑی میں پرونے کا باعث بھی بنے۔ ہمیشہ ہم میں سے ہر ایک دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے، اپنی خواہشات کو اپنے دین پر قربان کرنے والا بنائے اور بن جائے۔ اس مسجد سے جوں جوں رابطے اور تعارف وسیع ہوں گے، یقیناً بڑھیں گے کیونکہ نئی مسجد بنی ہے تو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام ہم نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے عمل سے بھی پہنچانے والے ہوں کہ تبلیغ کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ اسلام کے خلاف غلط فہمیاں دُور کرنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ ہر ایک کا جو عمل ہے وہ جتنا اثر ڈالتا ہے آپ کی بحثیں یا دلیلیں اتنا اثر نہیں ڈالتیں۔ آپ کی نیکی کا اثر یہاں اکثریت پر قائم ہے، اس کو قائم کرنا ہے آپ نے اور اسی نے پھر جماعت کے پھیلنے کے مقصد پورے کرنے ہیں۔ اسی سے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

(عطاء المجیب راشد۔ افسر جلسہ گاہ۔ برطانیہ)

جولائی کا مہینہ شروع ہوتے ہی لندن کی فضاؤں میں ایک عجیب بھینی بھینی خوشبو رچ بس جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ہم ایک ایسی منزل کے قریب تر ہورہے ہیں جس کا سارا سال انتظار لگا ہوا تھا۔ یہ ساعت سعد آئے گی تو اکناف عالم سے احمدیت کے شیدائی اور شمع خلافت کے پروانے اڑ کر یہاں پہنچیں گے اور اس ملک کے مخلصین کے ساتھ مل کر تین دن کچھ ایسی محویت اور فدائیت کے عالم میں گزاریں گے کہ یہ حسین اور بابرکت دن تو چند لمحوں کی طرح پل جھپکتے گزر جائیں گے لیکن سب کو دل وجان سے پیارے آقا کے بابرکت کلمات سے ایک مستجاب، محبوب الٰہی وجود کی دعاؤں کی برکت سے، کچھ اس طرح مالا مال کر جائیں گے کہ ان کی روح پاتال تک سیراب ہوجائے گی اور اس روحانی تجربہ کی لذّت سارا سال ان کے دلوں کو گرماتی رہے گی۔ واپس جاتے ہی وہ پھر اگلے جلسہ سالانہ کے انتظار میں دن گننے لگ جائیں گے۔

یہ کوئی تصوراتی خاکہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال جلسہ میں شامل ہونے والے ہزاروں افراد اس تجربہ سے گزرتے ہیں اور جلسہ کی حسین یادیں ان کی زندگی کا مستقل حصہ بن جاتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اپنی ایک منفرد شان اور امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفس نفیس اس میں شمولیت، حضور انور کے جلسہ کے دوران ایک خطبہ جمعہ اور چار روح پرور خطابات، پانچوں نمازوں میں موجودگی، جملہ انتظامات کی براہ راست تفصیلی نگرانی اور رہنمائی اور حضور انور کی ہمہ وقت جلسہ کے ماحول میں موجودگی کی برکت سے جلسہ سالانہ یوکے کی فضاؤں میں ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ روحانی کیفیت مخلصین کے دلوں میں اترتی، دعاؤں میں ڈھلتی اور مومنین کی باہمی محبت والفت میں چھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ جلسہ کے یہ تین دن کہنے کو صرف تین دن ہوتے ہیں لیکن مخلصین کے دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرجاتے ہیں اور جوان دنوں کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب برپا کردیتے ہیں۔

امسال تو اس جلسہ سالانہ کی شان عام جلسوں سے بہت بڑھ کر ہوگی۔ ابھی سے دلوں میں ایک جذباتی ہیجان کی کیفیت پیدا ہورہی ہے۔ خلافت کی نعمت الٰہی پر سو سال پورے ہونے پر ہر احمدی کا دل جذبات تشکر سے لبریز ہوگا۔ وہ جابجا سجدات شکر بجالاتا نظر آئے گا۔ اس نعمت خلافت کے زندہ وتابندہ مظہر کو اپنے درمیان پاکر عشاق کے دل کی کیا حالت ہوگی اور دوسری طرف شمع خلافت پر پروانوں کو نثار ہوتے دیکھ کر پیارے آقا کے دل سے کس طرح محبت بھری دعائیں بے اختیاری کے عالم میں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہوں گی۔ ہر طرف خلافت کی برکتوں کے تذکرے ہوں گے۔ ہر زبان پر خلافت سے وابستگی کی باتیں ہوں گی۔ ہر مجلس میں اس شمع پر پروانہ وار فدا ہونے کے وعدوں کی تجدید ہورہی ہوگی۔

یہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا 42واں جلسہ سالانہ ہے جو 25، 26 اور 27 جولائی 2008ء کو جماعت احمدیہ کی بہت وسیع جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی میں منعقد ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس جلسہ سالانہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ یہ خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے سال میں برطانیہ میں منعقد ہورہا ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ خلافت احمدیہ کی دوسری بابرکت صدی کا پہلا جلسہ سالانہ ہے جو حدیقۃ المہدی برطانیہ میں منعقد ہورہا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں شاملین کی تعداد گزشتہ سب سالوں سے زیادہ ہوگی اور یہ تعداد خلافت احمدیہ سے احباب جماعت کی دلی محبت کا نشان بن کر ہمیشہ ایک یادگار رہے گی۔

جلسہ سالانہ کے دوران نماز تہجد کا باجماعت اہتمام ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں پانچوں نمازیں جلسہ گاہ میں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کا درس ہوتا ہے۔ ذکر الٰہی اور رسول پاک ﷺ پر صبح وشام درود پڑھنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی میں سب سے اہم حصّہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علمی اور روحانی خطابات ہوتے ہیں۔ غیر از جماعت معززین بھی خطاب کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ علاوہ ازیں امسال جلسہ سالانہ کے دوران مندرجہ ذیل احباب وکرام کی تقاریر بھی ہوں گی۔

- مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ۔ (اسلام میں نظام خلافت کی اہمیت) اردو میں۔
- مکرم رفیق احمد حیات صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ برطانیہ (خلافت احمدیہ کے سوسال) انگریزی میں۔
- مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب۔ ناظر اصلاح وارشاد ربوہ (نظام خلافت کی برکات اور ہماری ذمہ داریاں)۔ اردو میں۔
- مکرم نصیر احمد صاحب قمر ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن (خلافت احمدیہ اور خدمت قرآن) اردو میں۔
- مکرم ومحترم روایل بخارائف صاحب۔ لندن (عصر حاضر میں خلافت کی اہمیت) انگریزی میں۔

عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن۔ (خلافت راشدہ) انگریزی میں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ سب تقاریر کے دنیا کی بارہ زبانوں میں رواں ترجمہ کا انتظام ہوتا ہے۔ اس طرح اکناف عالم سے آنے والے احباب اپنی اپنی زبانوں میں سب تقاریر سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے آخری روز ایک نہایت ہی ایمان افروز اور دلربا تقریب بھی منعقد ہوتی ہے جو بیعت کی عالمگیر تقریب کہلاتی ہے۔ دوران سال جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے لاکھوں افراد بیک وقت خلیفۂ وقت کے دست مبارک پر بیعت کرکے اور اپنی اپنی زبانوں میں ساتھ کے ساتھ بیک وقت بیعت کے الفاظ دہرا کر جماعت احمدیہ کے روحانی عالمگیر نظام میں شامل ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر مواصلاتی نظام MTA کے ذریعہ ساری دنیا کے نو احمدی اور پرانے احمدی اس غیر معمولی اور منفرد نوعیت کی تقریب میں شمولیت کرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کی ساری کارروائی MTA پر ساتھ کے ساتھ نشر کی جاتی ہے جو ساری دنیا میں دیکھی اور سنی جاتی ہے۔

برطانیہ میں کئی ماہ سے جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں تیاریاں ہورہی ہیں۔ جلسہ سالانہ، جلسہ گاہ اور خدمت خلق کے ہزاروں رضاکار کارکنان لمبے عرصہ سے اپنے اپنے شعبہ جات میں مصروف عمل ہیں اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے کے لئے آنے والوں کے لئے ہر ممکن سہولت مہیا کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ ساری جماعت کے احباب ان مہمانوں کے لئے چشم براہ ہیں جو اس مقدس جلسہ میں شمولیت کے لئے اور اپنے دامن جلسہ سالانہ کی برکتوں سے بھرنے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہیں۔ یہ مہمان دراصل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں جو اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آرہے ہیں جس کا آغاز آپ علیہ السلام نے 1891ء میں فرمایا تھا۔ پہلے جلسہ میں صرف 75 افراد شامل ہوئے اور سب نے ایک روز کا جلسہ قادیان دارالامان کی ایک چھوٹی سی مسجد، مسجد اقصیٰ میں منعقد کیا۔ یہ دراصل ایک مقدس بیج تھا جو خدائی اذن سے بویا گیا اور اب اسی کے فضل سے ایک عظیم الشان عالمگیر درخت بن گیا ہے جس کی شاخیں ساری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ آج کروڑوں افراد اس عالمگیر درخت کی چھاؤں میں قرب الٰہی اور وصل الٰہی کی دائمی لذتوں سے فیضیاب ہورہے ہیں۔

جلسہ سالانہ کی برکتوں کا کوئی شمار نہیں۔ ماموّر من اللہ اور امام الزمان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کی دعوت پر امام وقت کے در پر حاضر ہونے سے تو دنیا وآخرت سنور جاتی ہے اور ہر شخص ان محبت بھری دعاؤں کا وارث بنتا ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان سب لوگوں کے حق میں فرمائیں جو قیامت تک اس آسمانی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خلوص نیت کے ساتھ ان جلسوں میں شامل ہوتے رہیں گے۔ ذرا اندازہ تو کیجئے اس خوش نصیب کا جو جلسہ سالانہ میں سچی نیت سے آتا ہے اور دن رات اپنے ایمان کو تازہ کرنے اور اپنے دینی علم کو بڑھانے کے بعد جب واپس جاتا ہے تو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی یہ شفقت بھری دعائیں اس پر سایہ فگن ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''ہر یک صاحب جو اس لِلّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کردیوے اور اُن کے ہمّ وغم دور فرماوے اور اُن کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل ورحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(اشتہار 7/دسمبر 1892ء- مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

''اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین''۔

(آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-353۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 302-304)

خدا کرے کہ یہ سب مقدس دعائیں سب شاملین جلسہ کے شامل حال رہیں۔ آمین

**بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4**

ابوبکرصدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرصدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُم وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا (سورۃ النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پَیر جما دیں گے"۔ (رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ304-305۔مطبوعہ لندن)

آپؑ اپنی جماعت کو فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے"۔ آپ فرماتے ہیں "وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20صفحہ 305-306۔مطبوعہ لندن)

یہ آیت جس کا کچھ حصہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے پڑھا ہے یہ پوری آیت اس طرح ہے جس کو ہم آیت استخلاف کہتے ہیں کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُم وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔

(سورۃ النور:56)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پس جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یہ آیت مومنین کے لئے ایک عظیم خوش خبری ہے اور دلوں کی بصیرت کے لئے ایک ایسی مرہم ہے جس پر جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ فکر میں ڈالنے والی بات بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ میرا وعدہ ہے مومنین سے، ایسے لوگوں کے ساتھ جو ایمان میں پختہ ہیں، جو نمازیں ادا کرنے والے ہیں جو زکوٰۃ دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

ایمان کی اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہ پر جو وضاحت فرمائی ہے اس میں سب سے پہلے غیب پر ایمان ہے۔ اگر یہ ایمان کامل ہوگا تو پھر انسان خالص خدا تعالیٰ کا عبد کہلانے والا ہوگا۔ پھر ایسے شخص کی تمام محبتیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوں گی۔ ایسے مومنین کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہیں گے اور وہ تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہوں گے۔ وہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کو کامل فرمانبرداری سے ماننے والے ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے۔ صرف نمازیں پڑھنا ہی کافی نہیں، صرف روزے رکھنا ہی کافی نہیں، صرف زکوٰۃ دینا ہی کافی نہیں، صرف حج کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جن اعمال صالحہ کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے ان کو بجالانے کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ اصل میں تو ایمان اور اعمال صالحہ لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال کسی قابل نہیں اور اعمال صالحہ کے بغیر ایمان کامل نہیں۔ **پس اللہ تعالیٰ خلافت کے ساتھ وابستہ کر کے ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے والا بھی ہو اور حقوق العباد ادا کرنے والا بھی ہو۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان اور عمل صالح کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ:

"قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔ عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ریاکاری (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے)۔ عُجب (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔ عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریاء، تکبر، حقوق انسان کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں عمل صالح سے بچتا ہے ویسے ہی اس دنیا میں بھی بچتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو"۔ فرماتے ہیں کہ "اگر ایک آدمی بھی گھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک کہ تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا"۔

(البدر جلد 9 مورخہ 26/دسمبر 1902ء صفحہ 66)

فرماتے ہیں کہ "عمل صالح ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا"۔ ہر ایک کی اپنی مرضی کے مطابق عمل صالح نہیں ہے۔ عمل صالح کی تشریح ہر شخص نے خود نہیں کرنی۔ فرمایا کہ "عمل صالح اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہوسکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی بھی نوع کا کوئی فساد نہ ہو۔ کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے جیسے غذا طیب اس وقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو۔ اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو۔ بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو، نہ عُجب ہو، نہ ریاء ہو، نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریت احمر ہے" یعنی ایک بہت نایاب چیز ہے اور ایک بہت قیمتی چیز ہے۔ یہی عمل ہے جو مومن کو اپنانا چاہئے۔ (الحکم۔جلد 8 نمبر 14-15 مورخہ 30/ اپریل و 10/ مئی 1904ء صفحہ 1)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی حالت پیدا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت سے فیض پاتے رہیں گے۔ ایسے لوگ ہوں گے جو خلافت کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہوگی۔ اور یہ فیض اور حفاظت کے نظارے تبھی نظر آئیں گے جب اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامیں گے۔ یعنی یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں۔

**آج اُمّت مسلمہ میں کتنی کوششیں ہو رہی ہیں خلافت کے قیام کے لئے، لیکن وہ بارآور نہیں ہوسکتیں اور کبھی نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی مرضی کی بجائے اپنی مرضی کا دین جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی بھیجی ہوئی خلافت کی اطاعت کی بجائے بندوں کی بنائی ہوئی خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔** باوجود اس احساس کے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کر رہے ہیں۔ لیکن اس آیت استخلاف میں جو تسلی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہے اور جس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ آج جماعت احمدیہ کی تاریخ خاص طور پر خلافت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ جو ہے ہر فرد کو آیت استخلاف کی حقیقی تصویر کا فہم و ادراک دے چکی ہے۔ اور ہر احمدی کو عملی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش کا مصداق بنا دیا ہے۔

پس آج یہ بات ہر احمدی پر واضح ہے اور واضح رہنی چاہئے کہ اس کے مصداق وہی لوگ بنتے ہیں جو ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کرنے والے اور اعمال صالحہ بجا لانے والے ہوں۔ آج تو غیر بھی ہمارے نظارے دیکھ کر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں کہ خوف کی حالت کو امن میں بدلتے اگر کسی نے اس زمانہ میں دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کو دیکھ لے ۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر اس انعام کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

پس یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اور اس کے کچھ حصے کا ذکر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں سنا، ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اپنے ایمان اور اعمال کی طرف نظر رکھیں ۔ یہ لوگ جیسا کہ مَیں بتا رہا تھا کہ غیر کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں بھی خلافت قائم ہو۔ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ان میں یہ قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اپنی مرضی سے اس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اللہ تعالیٰ کی خلافت لینے کے اپنی خلافت ٹھونسنا چاہتے ہیں ۔ پس یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ان کے خوف کی حالت امن میں بدلے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ان میں خلافت کا نظام قائم ہو۔ **یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کے تحت جہاں مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلتا ہے وہاں اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے دل سے ہر قسم کے دنیاوی خوف نکال کر خوف کی حالتوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ ہر مشکل حالت میں اپنے فضل سے تسلی دیتا ہے تاکہ خلیفۂ وقت جماعت کو تسلی دے۔ پس کیا دنیاوی تدبیریں الٰہی تدبیروں کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔**

اللہ تعالیٰ اس آیت میں پھر اس بات کی تلقین فرماتا ہے، یہ تسلّی دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے خوفوں کو امن میں بدلے گا، خلیفۂ وقت کی رہنمائی تو کرے گا۔ اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی اور وہ توکّل دنیا کے خوفوں اور چاہتوں کو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شریک بنا کر کھڑا نہیں کرے گا۔ وہ تو ناشکری نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس بات کا ثبوت ہوں گی ۔ اور اگر بشری کمزوری کی وجہ سے خلیفۂ وقت سے ایسی حالت ہو بھی گئی تو خدا تعالیٰ خود خلیفۂ وقت کا قبلہ درست کر دے گا۔ خدا تعالیٰ اپنے انعام کی وجہ سے، اپنے انتخاب کی وجہ سے ایسی حالت میں بھی بہتر نتائج پیدا فرمائے گا لیکن افراد جماعت کو بھی اس طرف توجہ کرنی ہوگی کہ عبادت کی طرف توجہ دیں، شرک کی چھوٹی سے چھوٹی حالت سے بھی بچنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکرگزار بندے بنے رہیں۔ (نعرے) مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ افراد جماعت کو بھی اس انعام کی قدر کرتے ہوئے اس کے شکرگزار بندے بنے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ ہوگا تو پھر بے فکر ہو جائیں کہ خدا ان کے آگے بھی ہوگا، پیچھے بھی ہوگا، دائیں بھی ہوگا اور بائیں بھی ہوگا اور کوئی نہیں جو نہیں نقصان پہنچا سکے۔

پس یہ حالت ہم نے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت پر اس وقت بھی دیکھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس نے ہر ایک دل کو ہلا کر رکھ دیا، ہر ایک احمدی کو ہلا کر رکھ دیا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، دشمن نے خوشی کے شادیانے بجائے کہ اب یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اپنے انجام کو پہنچی کہ پہنچی۔ مخالفین کی بیہودہ گوئیاں جو تھیں، ہرزہ سرائیاں جو تھیں ان میں سے بعض یہاں پیش کرتا ہوں تا کہ نئی نسل اور نئے آنے والوں کو بھی پتہ چلے کہ کس کس طرح مخالفین نے جماعت میں فتنہ کی افواہیں اڑائیں۔ مثلاً ایک پراپیگنڈہ پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے کیا کہ کثرت سے مرزائی لوگ

تائب ہو کر بیعت کر رہے ہیں''۔(المجدّد)(لاہور) جون 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3صفحہ204۔ نیا ایڈیشن)۔یعنی احمدیت چھوڑ کر اُن کے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔حالانکہ حقیقی اسلام اب احمدیت میں ہے۔تو یہ ان کی باتیں تھیں۔آج بھی بیچارے مولوی، ہمارے مخالفین، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔لیکن یہ ان کی خواہش ہے۔نہ پہلے پوری ہوئی اور نہ آج پوری ہوگی۔آج تو یہ مخالفین بیچارے جماعت کی ترقی دیکھ کر اتنے حواس باختہ ہو چکے ہیں کہ ایک طرف تو یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو ختم کر دیا اور ساتھ ہی یہ بیان دیتے ہیں ، اسلامی حکومتوں پر زور دیتے ہیں کہ اسلامی حکومتیں قادیانیت کی پیش قدمی کو روکیں ورنہ یہ لوگ ساری امت مسلمہ کو''گمراہ'' کر دیں گے۔بہرحال یہ تو اُن کی باتیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد کس کس طریقہ سے انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی اس کے بھی ایک دو واقعات سن لیں۔

مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ مرزا (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) انہوں نے اپنی زبان میں لکھا کہ'' مرزا کی کل کتابیں کسی سمندر میں نہیں، کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے''۔

(اخبار وکیل امرتسر۔ 13/جون1908ء بحوالہ الحکم 18/جون1908ء صفحہ8 کالم نمبر1)

خواجہ حسن نظامی صاحب جو بظاہر بڑے سنجیدہ طبع اپنے میں مست رہنے والے آدمی تھے، وہ احمدیوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت سے صاف انکار کر دیں'' ورنہ اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب جیسے سمجھدار اور منتظم شخص کی عدم موجودگی کے سبب احمدی جماعت مخالفین کی شورش کو برداشت نہ کر سکے گی اور اس کا شیرازہ بکھر جائے گا''۔

(تاریخ احمدیت جلد 2صفحہ554۔ بحوالہ پیسہ اخبار۔ لاہور۔5/جون1908ء بعنوان'' قادیانی مشن'')

بڑے نرم الفاظ میں انہوں نے بڑی عزت سے نام لے کے ذکر کیا ہے لیکن وہی بات کہ احمدی اس بیعت سے نکل جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کی ہے اور آپ کے دعویٰ سے انکاری ہو جائیں۔تو یہ حالات اس وقت پیدا ہوئے۔ وہ لوگ جن کی فطرت میں فساد ہے وہ تو ہرزہ سرائیاں کر ہی رہے تھے سنجیدہ طبع لوگ بھی اپنے دلوں کے غبار نکالنے لگے۔

لیکن چونکہ ان کی صرف دنیا کی آنکھ تھی اس لئے خدائی وعدوں کی طرف ان کی نظر نہ گئی اور نہ جا سکتی تھی۔ ان کو خدا کے اس مسیح کے اعلان کا فہم ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ مَیں جب جاؤں گا تو خدا تعالیٰ تمہیں دوسری قدرت دکھائے گا۔اور ایک دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کس شان سے مسیح محمدی کے حق میں پورے ہوئے۔ان کی تعلّیاں اور ان کی گھٹیا خواہشیں ان کے منہ پر ماری گئیں۔جس لٹریچر کو جلانے کی تلقین کی جا رہی تھی آج یہی لٹریچر دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو کر سعید روحوں کی رہنمائی کا باعث بن رہا ہے۔جس شخص کے نام کو تاریخ سے نکالنے کی باتیں ہو رہی تھیں آج اس کی جَے کے نعرے یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ میں لگ رہے ہیں۔آج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا نام ،تصویر اور لٹریچر ہواؤں کے دوش پر دنیا کے ہر خطہ اور ہر گھر میں پہنچ رہا ہے۔ جو یہ کہہ رہے تھے کہ مخالفین کی شورش جماعت احمدیہ برداشت نہیں کر سکے گی ،آج وہ زندہ ہوں تو دیکھیں کہ شورش برداشت کرنے کا تو کیا سوال، احمدیت کا نام دنیا کے ہر شہر میں پہنچ چکا ہے اور مخالفین، احمدیت کا نام سن کر دنیا کے ہر ملک میں پہلو بچاتے ہوئے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ ہاں مغلّظات جتنی ان سے سننی ہوں، سن لیں۔

اگر ان میں جرأت ہے تو ہر اسلامی ملک کا ٹی وی چینل اور ریڈیو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے احمدیوں کو ملکی ٹیلیویژن پر اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت اور سہولت دیں۔ملکی حکومتیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور احمدیوں کو تحفظ فراہم کریں ۔ دین کے معاملہ میں تو کوئی جبر نہیں۔ ماشاء اللہ ہر بالغ ،صاحب عقل، اپنا اچھا بُرا جانتا ہے تو پھر ان لوگوں کو خوف کس چیز کا ہے۔زبردستی تو کوئی کسی کو احمدی نہیں بنا سکتا۔

یہ مخالف حضرات ،آج کل جو ہمارا ایم ٹی اے چینل ہے اس کو بھی بند کرنے کے نعرے لگاتے رہتے ہیں اور کئی جگہ کوششیں کرتے رہتے ہیں۔کوششیں ہوئی بھی ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ ایک جگہ سے اگر دبانے کی کوشش کی جاتی ہے تو دوسری جگہ سے ابھر کر اور نئی شان سے ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ ان کی یورش نے جماعت کا کیا بگاڑنا تھا آج کل تو ایم ٹی اے نے ہی ان کو خوفزدہ کیا ہوا ہے۔ یہ ہیں خدائی وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے ۔اگر خدا تعالیٰ سے کسی نے جنگ کرنی ہے تو کر لے۔پہلے بھی اپنا انجام دیکھتے آئے ہیں۔آج بھی دیکھ لیں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات پر دشمنوں نے ہر طرح کوشش کی اور پوری قوت سے کوشش کی کہ احمدیت کے اس پودے کو ختم کر دیں اور اس کے لئے ہر حربہ انہوں نے استعمال کیا لیکن وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ'' غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ ''(تذکرہ صفحہ 72ایڈیشن چہارم 2004ء) کہ مَیں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا ہے۔پس یہ دشمن کی بھول تھی کہ جو یہ سمجھتے تھے کہ احمدیت کا پودا اپنی ابتدائی حالت میں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نعوذ باللہ یہ ختم ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ درخت لگا دیا ہے اپنی رحمت اور قدرت کا ایسا درخت لگا دیا ہے جس کا مقدر پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جس دوسری قدرت کی خوشخبری دی تھی اور یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ دائمی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لگائے ہوئے درخت کے ثمر آور ہونے اور تناور ہونے کی پیشگوئی تھی۔ وہ درخت جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا جس نے تمام دنیا کی سعید روحوں کو اپنے سایہ عاطفت میں پناہ دینی تھی اور دے رہا ہے وہ ان بونوں کی ٹھوکروں سے بھلا کہاں ملنے والا تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ فرمایا تھا کہ''مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں''۔

(تذکرہ صفحہ 630جدید ایڈیشن ۔مطبوعہ ربوہ)

یہ الہام ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

(اس موقع پر لندن، قادیان اور ربوہ سے بلند ہونے والے نعروں پر حضور انور نے فرمایا۔نعروں سے جوش بے شک اپنا نکالیں لیکن ابھی میں نے کافی کچھ کہنا ہے اس لئے ذرا تھوڑا سا صبر کر کے نعرے لگائیں۔ خاص طور پر قادیان والے زیادہ جوش میں ہیں)

مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ الہام کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں ہر دن بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے اور ہوتا چلا جا رہا ہے جس کا پہلا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ہوا جب مومنین کی تسکین کے سامان فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر تمام جماعت کو جمع کر دیا۔اس وقت غیروں کا خیال تھا کہ اس اسّی سالہ بوڑھے نے جماعت کو کیا سنبھالنا ہے۔

ایک اخبار کرزن گزٹ نے لکھا کہ'' اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے ایک شخص جو ان کا امام بنا ہے اس سے اور تو کچھ ہوگا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے''۔

(اخبار بدر۔نمبر10۔ جلد 8۔ 7/جنوری1909ء صفحہ5 کالم 1-2)

لیکن اس شخص نے جس کے متعلق کہتے تھے کہ کچھ ہوگا نہیں وہ کام تو یقیناً کیا جس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں تھی یعنی قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنا۔اور اصل میں تو یہی حقیقی کام ہے جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا جس کے کرنے کے لئے آخرین میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور یہی کام تھا اور ہے جس کے لئے جماعت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے۔لیکن دنیا کی آنکھ اس عظیم مقصد کو کیا سمجھ سکتی ہے ۔بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس بات پر فرمایا کہ'' خدا کرے کہ یہی ہو کہ میں تمہیں قرآن سنایا کروں''۔

(اخبار بدر نمبر 10جلد 8مورخہ 7/جنوری 1909ء صفحہ 5 کالم 1-2)

لیکن مخالفین اور بعض اپنے جن کے دلوں میں نفاق تھا سمجھتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بوڑھے اور کمزور ہیں جماعت کو کیا کنٹرول کریں گے۔دشمن سمجھتا تھا کہ انتظامی کمزوری کی وجہ سے آہستہ آہستہ جماعت ختم ہو جائے گی اور منافق طبع جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو جماعت کا ستون سمجھتے تھے ان کے خیال میں انجمن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی نائب ہے۔ان کے سپرد سب کام ہونا چاہیے۔ان ہر دو قسم کے فتنوں اور حملوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی سختی سے دبایا کہ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خلافت کا ہی کام ہے۔آپ نے خلافت کے منصب پر فائز ہوتے ہی پہلی تقریر جو فرمائی اس کے آخر پر فرمایا:

'' اب تمہاری طبیعتوں کے رُخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی اور اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں''۔ یعنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے تھے۔''ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوۃ کا انتظام کرنے ،واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔پھر تعلیم دینیات ۔ دینی مدرسے کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ (آل عمران:104)۔یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی ہے''۔(تاریخ احمدیت جلد 3صفحہ190۔ نیا ایڈیشن ۔الحکم 6/جون1908ء صفحہ8)۔

غیروں کی خواہش کہ جماعت کو ٹوٹتا ہوا دیکھیں تو پوری نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی لیکن اندرونی خطرے بعض منافقین یا ان کے ہاتھوں کھلونا بننے والوں کی وجہ سے اٹھتے رہے اور جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا علم ہوا آپ ان کا پُرحکمت اور سختی سے نوٹس لیتے رہے۔

ایک ایسے ہی موقع پر آپ نے مسجد مبارک میں بڑا جلالی خطاب فرمایا۔آپ نے فرمایا:'' تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے............''۔ مسجد مبارک کا کچھ حصہ بعد میں بڑھتا چلا گیا تھا جو پہلا حصہ تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا تھا۔ آپ اس حصے میں کھڑے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہے۔اور بعد میں جو جماعت کے چندوں سے بنا وہ علیحدہ ایکسٹینشن (Extention) ہے ۔آپ نے فرمایا کہ:

''......تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ مَیں اپنے میرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں'' ۔نیز فرمایا ''میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔انجمن مشیر ہے۔اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے''۔

اسی طرح فرمایا کہ'' جس نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لینا ہے اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کوئی تجھے چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو مَیں اس کے بدلے تجھے ایک جماعت دوں گا............''۔

پھر آپ نے فرمایا کہ'' کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔

(تاریخ احمدیت ۔جلد3صفحہ262۔ نیا ایڈیشن۔ الفضل 11/اپریل1914ء صفحہ11 کالم 3)

پس یہ خطاب آپ کا ایسا جلالی تھا کہ کہنے والے کہتے ہیں، بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مختلف

جماعتوں سے جو سینکڑوں کی تعداد میں لوگ جمع تھے اور جن پر خلافت کے مخالف اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے انتہائی کرب اور درد سے رونا شروع کر دیا اور مسجد کے فرش پر اس طرح تڑپتے رہے جیسے پانی کے بغیر مچھلی تڑپتی ہے۔ **پس یہ ہے جماعت احمدیہ میں خوف کی حالت کو امن میں بدلنے کا پہلا جلوہ جو جماعت کے افراد پر بھی ظاہر ہوا اور خلیفۂ وقت کی ذات میں بھی ایک شان سے نظر آیا۔** بغیر کسی خوف اور خطرے کے حضرت خلیفہ اوّل نے یہ اعلان فرمایا کہ اگر کوئی مرتد ہوتا ہے تو ہو جائے خدا تعالیٰ مجھے اس کے بدلے جماعت عطا کرے گا۔ ایک شخص جب جائے گا تو ایک جماعت ملے گی۔ پس جہاں مخلصین کی اصلاح آپ کے اس اعلان سے ہوئی اور مخلصین کے ایمان کے بڑھنے کا موجب ہوئی، وہاں ان منافقین کا گروہ بھی کچھ وقت کے لئے دب گیا اور جماعت ترقی کی منزلیں طے کرتی چلی گئی۔

پھر آخر کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کے مطابق 13 مارچ 1914ء کو آپ اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ اس وقت جماعت میں پھر ایک زلزلے کی سی کیفیت تھی۔ وہ سرکردہ انجمن کے عمائدین جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وجہ سے چُپ تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور کوشش کی کہ خلافت کی بجائے انجمن کو تمام اختیارات دئے جائیں۔ اور انجمن سارے معاملات کی کرتا دھرتا بن جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کی وجہ سے مخلصین تو غم کی وجہ سے نڈھال تھے۔ نئی قدرت کے لئے دعاؤں میں مشغول تھے لیکن یہ عمائدین جو اپنے آپ کو بڑا علم والا سمجھتے تھے اور پھر ساز باز میں لگے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو بھی قائل کرنے کی کوشش کی لیکن آپؓ نے یہی فرمایا کہ جماعت کا ایک خلیفہ بہر حال ہونا چاہے۔ انجمن پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ اور فرمایا کہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگ جس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے میں اور میرا خاندان سچے دل سے اس کی بیعت کریں گے۔ آپ میرے سے خوف زدہ نہ ہوں۔ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا۔ لیکن اپنے زعم میں اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے والے ان عالموں فاضلوں کا پرنالہ وہیں رہا کہ نہیں انجمن جو ہے وہی صحیح حق دار ہے۔ آخر جب ان کی یہ ڈھٹائی نہیں گئی تو جماعت کا ایک بڑا حصہ مسجد نور میں جمع ہوا اور چودہ مارچ 1914ء کو خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور دو ہزار کے مجمع میں ہر طرف سے حضرت میاں صاحب، حضرت میاں صاحب یعنی حضرت میرزا محمود احمد صاحب کے نام کی آوازیں آنے لگیں اور لوگوں نے ایک دوسرے کے سروں پر سے پھلانگتے ہوئے بیتاب ہو کر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کوشش کرنی شروع کر دی۔ اس نظارے کے بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ یوں لگتا تھا کہ فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے اس انتخاب کی طرف لا رہے ہیں۔ آخر یہ نظارہ دیکھ کر خلافت کے منکرین جو انجمن اور انجمن کے پیسے کے مالک تھے وہاں سے غائب ہو گئے اور یوں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدے کے مطابق خلافت احمدیہ کے ذریعہ جماعت کو تمکنت عطا فرمائی۔ اور ان کے خوف کو امن میں بدلا۔ **اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اولوالعزم فرزند اور مصلح موعود کے 52 سالہ دور خلافت میں جماعت نے ترقی کے وہ نظارے دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر ممکن نہ تھے۔ خزانہ خالی کر کے جانے والے اور یہ دعویٰ کرنے والے کہ قادیان میں اب عیسائیوں کی حکومت ہوگی، آج زندہ ہوں تو دیکھیں کہ قادیان میں عیسائیوں کی تو کیا حکومت ہونی تھی، اولوالعزم موعود بیٹے نے ہزاروں عیسائیوں کو مسیح محمدی کے جھنڈے تلے جمع کر دیا ہے۔**

احرار کا فتنہ اٹھا تو جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے تو حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کا آغاز کر کے تمام دنیا میں جماعت کے تبلیغی مشنوں کے جال پھیلانے کی بنیاد ڈال دی۔ قرآن کی تفسیر اور دوسرا لٹریچر جو ہمیشہ کے لئے آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کی پیشگوئی پر گواہ بن گیا وہ دنیا میں پھیل گیا۔

ہجرت کا وقت آیا تو اس اولوالعزم نے جماعت کی ایسی راہنمائی فرمائی کہ کم از کم نقصان کے ساتھ افراد جماعت پاکستان میں آ کر آباد ہوئے۔ تمام تر مشکل حالات کے باوجود قادیان میں اپنے بیٹوں سمیت ایسے قربانی کرنے والے لوگوں کو چھوڑا جنہوں ہر قیمت پر شعائر اللہ کی حفاظت کی۔ پاکستان میں مرکز احمدیت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک بے آب و گیاہ بستی کو اپنی عظیم راہنمائی اور فراست سے ایک سرسبز شہر بنا دیا جس کے نظارے آج بھی ہم کر رہے ہیں۔ پس وہی نوجوان جو 25 سال کا تھا اور جس کے مقابلے پر بڑے بڑے عالم فاضل اور سرکردہ تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہوا، جب اللہ تعالیٰ کی نظر انتخاب اس پر پڑی، جب اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قدرت ثانیہ کا مظہر بنا تو ایک کامیاب جرنیل کی طرح میدان پر میدان مارتا چلا گیا اور اپنے ماننے والوں اور مسیح محمدی کے غلاموں کی حالت کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے خوف کے بعد امن میں بدلتا چلا گیا۔

آخر الٰہی تقدیر کے مطابق جب آپ 1965ء نومبر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا جلوہ دکھایا۔ خلافت ثانیہ کا 52 سالہ دور اتنا لمبا عرصہ تھا جس میں کئی نسلوں نے آپ سے فیض پایا۔ اس زمانے میں ایک ذاتی تعلق ہر احمدی کا آپ سے پیدا ہو چکا تھا۔ آپ کی وفات کا صدمہ لگتا تھا کہ جماعت برداشت نہیں کر سکے گی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ موجود ہو تو پھر فوراً ہی خدا تعالیٰ خوف کو امن میں بدل دیتا ہے۔ چنانچہ یہی نظارہ ہم نے خلافت ثالثہ کے دور میں دیکھا۔ **ہر قدم پر جماعتی ترقی، افریقہ میں سکولوں، ہسپتالوں کا قیام، تبلیغی میدان میں آگے بڑھنا۔ پھر 1974ء کے حالات جو پاکستان کی جماعت کے لئے بڑے سخت تھے بلکہ خلیفۂ وقت کی پاکستان میں موجودگی کی وجہ سے تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے بڑے پریشان کن تھے۔ لیکن خلافت کی ڈھال کے پیچھے جماعت ان خوفناک حالات سے کامیاب ہو کر نکلی اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگئی۔**

پھر 1982 کا سال آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی ہم سے رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی جماعت کو سہارا دیا اور خلافت رابعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ آپ کے وقت میں جماعتی ترقی کا ایک اور نیا دور شروع ہوا۔ دشمن جماعت کی ترقی کو دیکھ کر حواس باختہ ہوا اور خلافت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ جماعت کا سر کچلنے کی اپنے زعم میں کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں کا ساتھ دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو معجزانہ طور پر دشمن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے یہاں پہنچا دیا۔ اور دشمن جو خلافت کا سر کچلنا چاہتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کچلا کہ اس کے جسم کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں بچا۔

اور پھر ایک نیا دور یہاں آ کر اسلام کی تبلیغ کا شروع ہوا۔ MTA کا اجراء ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ ایک نئی شان کے ساتھ زمین کے کناروں تک پہنچی۔ ہمارے خدا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا وعدہ عظیم الشان طور پر پورا ہوا۔ **دشمن تو خلافت پر ہاتھ ڈال کر اسے عضو معطل بنانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا منصوبہ اسے ایسے ذریعہ سے لوگوں کے گھر تک پہنچانے کا تھا جس کی راہ میں کوئی جغرافیائی روک حائل نہیں ہو سکتی تھی۔** اگر ان جماعتی ترقیات کا میں ذکر کرنے لگوں تو کئی گھنٹے لگنے کے بعد بھی یہ ذکر ختم نہیں ہو سکتا۔ جلسوں کی تقاریر میں یہ ذکر آ رہا ہے اور کچھ انشاء اللہ آئندہ بھی آتا رہے گا۔

**بہرحال خلافت رابعہ کا سنہری دور جماعت کو نئے نئے راستوں کی نشاندہی کرتا ہوا اپریل 2003ء تک الٰہی منشاء کے مطابق رہا اور جماعت آپ کی وفات پر ایک بار پھر خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوئی۔** کیونکہ یہی ایک مومن کو حکم ہے اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ جب بھی تکلیف میں ہو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔ بہر حال الٰہی وعدوں کے پورے ہونے کا دور تو دائمی ہے۔ اس کی تسلّی ہمیں اللہ تعالیٰ نے کروائی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو جو امن بخشا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ ’’خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے‘‘۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

**پس خلافت رابعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر جماعت کے امن کے سامان پیدا فرما دیئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ وہ قدرت ثانیہ دائمی ہے۔ اس کا نظارہ تمام دنیا نے M.T.A کے ذریعہ سے ایک بار پھر دیکھا۔** اسلام کے ابتدائی دور میں اگر خلافت راشدہ کچھ عرصہ تک محدود ہوئی اور چار خلافتیں تھیں تو وہ بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے حدیث بیان کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد اسلام کی تاریخ نے ہر میدان میں ایک نیا باب کھولنا تھا۔

**سو قدرت ثانیہ کا پانچواں دور بھی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ایک نیا باب ہے۔ دشمن پر ایک تازیانہ ہے۔ دشمن کی خوشیوں کو خاک میں ملانے کا ایک ذریعہ ہے۔ آج دشمن کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر حسد کی نظر سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ یہ خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔**

(فلک شگاف نعروں کی گونج پر حضور نے فرمایا۔ ربوہ میں زیادہ Delay ہے قادیان کی نسبت۔ اچھا پھر مجھے انتظار کرنا چاہئے)

چونکہ یہ لوگ، یہ مخالفین خود اس بات کو حسرت سے دیکھتے ہیں کہ تمام تر مخالفتوں کے باوجود جماعت احمدیہ خلافت کے سایہ تلے ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی وارث بنتی چلی جارہی ہے کہ میں مومنین میں خلافت قائم کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو تمکنت عطا کرتا چلا جا رہا ہے۔ ہر روز اس کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ ان مومنین کے ہر خوف کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ خلافت کی ڈھال کی وجہ سے اپنے تحفظ میں رکھے ہوئے ہے۔ باوجود دشمنوں کی تمام تر کوششوں کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں اس حبل اللہ کو پکڑنے کی وجہ سے احمدی پہنچا رہا ہے اور بھولی بھٹکی انسانیت کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لا رہا ہے تا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانیں۔

**خود یہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ خلافت کے بغیر امت مسلمہ کا اتحاد ناممکن ہے۔** نہ اسلام کی ترقی ممکن ہے۔ نہ یہ اتحاد ممکن ہے۔ **لیکن آنکھوں پر پٹّی پڑے ہونے کی وجہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے خاتم الخلفاء بنا کر بھیجا ہے اور اس کے بعد جو خلافت جاری فرمائی ہے اس کے انکاری ہیں۔** خلافت کے بارے میں جو ان کی حسرتیں ہیں اس کی ایک دو مثالیں میں پیش کر دیتا ہوں۔

ایک مولانا ہیں عبدالرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ کراچی۔ وہ کہتے ہیں:

’’جہاں تک نظام خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوۃ کا تعلق ہے اس سے بہتر اور اچھا کوئی نظام نہیں۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے خرید لیا ہے مومنین کا جان مال بدلے جنّت کے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں آپس کے تنازعات عروج پر ہیں۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے تو خلیفہ کس کو مانیں اور اگر مکّہ مکرمہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے تو سب سے پہلے تنازعہ بریلوی حضرات کریں گے۔ اور میں نے خلافت کے بارہ میں ساتھیوں سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں نظام خلافت ممکن نہیں‘‘۔

(ماہنامہ ضرب حق کراچی۔ ماہ اپریل 2004ء صفحہ 4 کالم 5-6 بقیہ صفحہ 3 کالم 3)

پھر ایک دانشور ہیں ہمایوں گوہر اپنے مضمون ’’سفر کا آغاز ہوتا ہے‘‘ دسمبر 2005ء میں لکھتے ہیں کہ: ’’آج ہم اپنے آپ کو فرسودہ خیالات، ناقص رسومات اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پاتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی برائیاں ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ عدم انصاف عروج پر ہے۔ اور ماحولیاتی آلودگی گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے جو

اُمّہ کی اصلاح کر سکے۔اس کے لئے بہت زیادہ ہمت وجذبے کی ضرورت ہے۔جس کے لئے ارادے کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔یہ مسلمانوں کے خلافت جیسے ادارے کی وجہ سے ممکن ہے‘‘۔

(نوائے وقت۔19/دسمبر 2005ء)

پس یہ ہیں ان کی حسرتیں کہ محسوس بھی کرتے ہیں لیکن قائم نہیں کر سکتے۔

خلافت خامسہ کے انتخاب اور بیعت کے نظارے MTA نے تمام دنیا کو دکھائے۔جن باتوں کا یہ حسرت سے ذکر کر رہے ہیں خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت دنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت نے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر وحدت کا مظاہرہ کیا۔ان میں سے بعض نے برملا تسلیم بھی کیا کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔لیکن اس بات نے ان کو اصلاح کی طرف مائل کرنے کی بجائے حسد میں اور بڑھا دیا۔**آج پاکستان میں ملّاں جماعت کے خلاف اس لئے جلسے کر رہے ہیں کہ جماعت کی اکائی اور ترقی ان کو برداشت نہیں۔یہ حسرتیں اب ان لوگوں کا مقدر بن چکی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں۔ انشاء اللہ ان لوگوں کی تمام آرزوئیں اور کوششیں ہوا میں بکھر جائیں گی۔**

**اے دشمنانِ احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیّت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری ودائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے،تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکّر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔**

یہ باتیں جو غیروں کے بارے میں مَیں نے بیان کیں صرف ہمارے لئے ان کی حسرتوں پر خوش ہونے کی وجہ نہیں بنی چاہئیں۔یا صرف چند ہمدردوں کے دلوں میں ان کے لئے ہمدردی پیدا نہ ہو۔بلکہ حسد کی جس آگ میں دشمن جل رہا ہے تو یہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتا ہے اور جہاں کمزور احمدیوں کو دیکھتا ہے اُن پر حملے بھی کرتا ہے۔اس وجہ سے **آج خلافت کے ساتھ چمٹے ہوئے احمدیوں کا فرض ہے کہ خلافت کی مضبوطی اور استحکام کی دعاؤں کے ساتھ افرادِ جماعت ایک دوسرے کے لئے بھی دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان حاسدوں اور شریروں کے شر اور حسد سے محفوظ رکھے۔**


قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

**شریف** جیولرز ربوہ

| ریلوے روڈ | اقصیٰ روڈ |
| --- | --- |
| 6214750 | 6212515 |
| 6214760 | 6215455 |

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500


**یہ دور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔**مَیں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔مَیں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُر معصیت انسان ہوں۔مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔لیکن یہ مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید ونصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔انشاء اللہ۔اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا۔**

گزشتہ پانچ سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر بھی جلسے کی تقریروں میں ہوتا رہا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔پس خلافت احمدیہ کے ساتھ جو ترقی وابستہ کی گئی ہے اور جس کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں بھی فرمایا ہے۔یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور **ہر وہ شخص جو خلافت سے جُڑا رہے گا، جو اپنے ایمان اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ ان انعامات کے نظارے کرائے گا جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہر فرد جماعت پر بھی ہوں گے۔اور اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کو بھی ایسے افراد عطا فرماتا رہے گا جو اخلاص ووفا میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے۔جو قیام واستحکام خلافت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ خود خلافت کی محبت سے بھر دے گا اور بھر رہا ہے اور بھرا ہوا ہے۔**اور میں تو ایسے نظارے روزانہ ہر قوم اور ہر ملک میں دیکھ رہا ہوں۔ابھی افریقہ کے دورے کے نظارے آپ نے دیکھے لئے کہ وہ لوگ کس طرح محبت سے سرشار ہیں۔**میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلّی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔**

گزشتہ دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا کہ جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ خلافت کے سو سال پورے ہو رہے ہیں وہاں اس بات سے فکر بھی پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہم سو سال دور چلے گئے ہیں اور اس وجہ سے ہم میں کمزوریاں بڑھتی نہ چلی جائیں۔فکر بڑی جائز ہے لیکن خدا تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو اگر ہم سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔انشاء اللہ۔

یہ بھی الٰہی توارد ہی سمجھتا ہوں کہ اس خط کے ساتھ ہی امریکہ سے ہمارے ایک مبلغ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک عہد کی طرف توجہ مبذول کروائی جو آپ نے 1959ء میں خدام کے اجتماع پر خدام سے لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ایسا عہد ہے جسے انصار بھی دہرایا کریں اور دہراتے چلے جائیں اور تمام جلسوں پر دہرایا جائے اور اگلی نسلوں کو منتقل کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسلام اور احمدیت کا غلبہ دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے۔مجھے پہلے دوست کے خط کی وجہ سے یہ توجہ تھی اور یہ خط آنے پر مزید توجہ پیدا ہوئی اور مجھے یہ تجویز اچھی لگی کہ خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر تمام دنیا کے احمدی یہ عہد دہرائیں۔

پس آج مَیں معمولی تبدیلی کے ساتھ اس صد سالہ جوبلی کے حوالے سے آپ سے بھی یہ عہد لیتا ہوں تا کہ ہمارے عمل زمانے کی دوری کے باوجود ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور اللہ کے حکموں اور اسوہ سے دور لے جانے والے نہ ہوں بلکہ ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی قدر کرنے والا بنائے۔پس اس حوالے سے اب میں عہد لوں گا۔آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو جائیں، دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ **آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے۔اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔**

**ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جہد وجہد کرتے رہیں گے۔اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔**

اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔

(اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔ تشریف رکھیں)

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! مَیں امید کرتا ہوں کہ اس عہد نے آپ کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہوگا۔شکرگزاری کے پہلے سے بڑھ کر جذبات ابھرے ہوں گے۔پس اس جوش اور ولولے اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہو جائیں۔یہ 27/مئی کا دن ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دے، ایک ایسا انقلاب برپا کر دے جو تا قیامت ہماری نسلوں میں یہی انقلاب پیدا کرتا چلا جائے۔اللہ تعالیٰ کا اس دور میں ہمیں داخل کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بننے کی ہم کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

آپ علیہ السلام اپنی جماعت کو کس پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں، کتنا حسن ظن رکھتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

’’جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے یہ زمانے بھر میں کسی دوسرے میں نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 536 ۔جدید ایڈیشن)

کیا یہ حسن ظن ہم سے تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جو خلافت کی صورت میں اس نے ہم پر کیا اپنی روحانی ترقی کی نئی منزلوں کی نشاندہی کریں۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اپنے عہد بیعت کو نبھانے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر، خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔اس احسان کے شکرانے کے طور پر اپنوں اور غیروں میں پیار اور محبت کے نغمے بکھیرتے چلے جائیں۔یقیناً یہی نیکیاں اور شکرگزاری ہمارا مطمح نظر ہونی چاہئیں۔یقیناً پیار اور محبت کے سوتے ہمارے دلوں سے پھوٹنے چاہئیں۔یقیناً عہد وفا کے نئے نئے راستوں کا تعین ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔اور جب یہ ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرنے والے ٹھہریں گے۔جب یہ ہوگا تو ہم دائمی خلافت کے فیض سے فیضیاب ہونے والے بنتے چلے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کی نہ ختم ہونے والے بارشیں ہم پر برسیں گی۔

**پس اے میرے پیارو اور میرے پیاروں کے پیارو! اٹھو آج اس انعام کی حفاظت کے لئے نئے عزم اور ہمت سے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گرتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے میدان میں کود پڑو کہ اسی میں تمہاری بقا ہے، اسی میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے اور اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے۔اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔**

اَللّٰهُمَّ آمِيْن‘‘۔

(اس کے بعد حضور نے دعا کروائی۔)

# حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(تحریر فرمودہ: مکرم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی۔ مرحوم)

یہ اسلام کے اُس عظیم الشان فرزند کے نصیحت آمیز اور سبق آموز حالات ہیں جو سب سے پہلے اسلام لایا اور جس نے اسلام لانے کے بعد اپنا سب کچھ اسلام پر قربان کر دیا۔ جو بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے زیادہ مخلص خادم تھا جس نے اسلام کی نصرت و اعانت اور امداد و حمایت میں کوشش و ہمت کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ جو ختم المرسلین اور خاتم النبیینؐ کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ مضبوط جانشین تھا۔ جس نے جسمانی لحاظ سے ضعیف اور کمزور ہونے کے باوجود حیرت انگیز استقلال اور جوانمردانہ عزم کے ساتھ اسلام کی اُس وقت پشتیبانی کی جب پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد اسلام کی کشتی منجدھار میں تھی اور مرکز اسلام کو چاروں طرف سے دشمنان اسلام کی فوجوں نے گھیر رکھا تھا۔ یہ اُسی مردِ مومن کے حالات ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز اور سب سے زیادہ محبوب تھا۔ یہی وہ عظیم انسانی شخصیت تھی جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تین دن تنگ و تاریک غار میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس موقع پر حضورؐ نے ان کو ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' کا مژدہ سنایا تھا۔ یہی وہ بے نظیر بہادر تھا جس کو اَشْجَعُ الْعَرَبؐ نے وقت ہجرت اپنا ہمسفر بنانے کی سعادت بخشی۔ یہ وہی نہایت متقی و پرہیزگار شخص تھا جسے آقائے دوجہان نے مرض الموت میں اپنی بجائے نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ یہ اسی صدیقہ اور طاہرہ خاتون کا باپ تھا جسے خیر البشرؐ اور افضل الرسل کی سب سے چہیتی بیوی اور رفیق زندگی ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ یہی وہ محترم انسان تھا جس کے متعلق حضور رحمۃ للعالمینؐ نے ارشاد فرمایا تھا لَوْ کُنْتَ مُتَّخِذًا مِنَ الْعِبَادِ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا۔

حضرت ابوبکرؓ قریش کے ایک معزز قبیلہ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے اور آپؓ کا سلسلۂ نسب چھ سات پشت کے بعد مرہ بن کعب پر آنحضرت ﷺ کے شجرہ سے مل جاتا ہے۔ آپ کے والد کا نام عثمان بن عامر اور کنیت ابوقحافہ تھی۔

آپؓ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر اور کنیت اُمّ الخیر تھی۔ آپؓ آنحضرت ﷺ سے دو سال تین ماہ چھوٹے تھے۔ آنحضورؐ کی ولادت 20/اپریل 571ء کو ہوئی تھی۔ اس حساب سے آپ کی پیدائش ماہ جون 573ء میں مکّہ میں ہوئی۔

آپ کے پیدا ہونے کے وقت اگرچہ تمام قوم اور تمام ملک اصنام پرستی میں مبتلا تھا۔ مگر عرب کے بُت پرست کعبہ کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا نہایت مقدس اور محترم سمجھتے تھے اور اسی تقدس کے احترام میں کعبہ کے اندر اپنے تین سو ساٹھ معبودوں کو رکھ چھوڑا تھا۔

آپ کے والدین نے اسی کعبہ کی تقدیس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بیٹے کا نام ''عبدالکعبہ'' رکھا مگر چونکہ یہ مشرکانہ نام تھا اس لئے جب آپ مسلمان ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام بدل کر عبداللہ رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام کی عادت تھی کہ مسلمان ہو جانے کے بعد لوگوں کے وہی نام باقی رہنے دیتے تھے مگر جو نام مشرکانہ ہوتا تھا اسے بدل کر دوسرا نام رکھ دیتے تھے۔

آپ کی کنیت ابوبکر تھی۔ بَکْرٌ کے معنے ہیں جوان اونٹ۔ چونکہ آپ کو اونٹوں کی غور و پرداخت اور ان کی پرورش و دیکھ بھال سے بڑی دلچسپی تھی لہٰذا اونٹوں کے اس تعلق کی وجہ سے آپ کو لوگ ابوبکر کہنے لگے۔ جیسے حضرت عمیر بلّیوں سے محبت کے باعث ابوہریرہ کہلانے لگے۔ جو لوگ حضرت صدیق کی کنیت کی نسبت ان کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف کرتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ لفظ بِکْرٌ (کنواری) ہے۔ بَکْرٌ نہیں۔ مشہور مصری فاضل محمد حسین ہیکل اپنی قابل قدر تالیف ''الصّدِیق ابوبَکر'' میں آپ کی اس کنیت کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھتا ہے کہ اِنَّہٗ بَکَرَ اِلَی الْاِسْلَامِ قَبْلَ غَیْرِہٖ۔ یعنی آپ کی یہ کنیت اس سے پڑی کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

آپ کا لقب صِدّیق وعَتِیْق تھا۔ صِدّیق: صدق کو بلا تامل قبول کرنے والا۔ عَتِیْق: حسین، خوبصورت اور جوانمرد و بہادر۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم میں ''ثَانِی اثْنَیْنِ'' کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ اردو دنیا میں ''یارِ غار'' آپ کا مشہور لقب ہے۔ اور یہ لفظ ہماری زبان میں بطور محاورہ نہایت مخلص، بے ریا اور سچے دوست کے لئے بولا جاتا ہے۔

اسلام لانے سے قبل آپ ساری قوم میں نہایت عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے اور تمام اہل مکّہ آپ کو نہایت راستباز اور دیانتدار سمجھتے تھے۔ آپ بڑے عقلمند و فہیم اور نہایت حلیم و بردبار تھے۔ رحم و شفقت اور ملنساری و مروّت آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ اُس وقت جبکہ عرب میں شراب پانی کی طرح پی جاتی تھی آپ اس اُمّ الخبائث سے بکلّی متنفر رہے اور ساری عمر شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں چکھا۔ غرباء کی امداد، مساکین کی اعانت، بیواؤں کی ہمدردی، یتیموں کی دلدہی، عزیزوں سے سلوک اور مسافروں کی خدمت آپ کے مخصوص اوصاف تھے۔

قریش کے تمام قبائل کے آباء و اجداد اور عرب کے مختلف خاندانوں میں حسب نسب کے اعتبار سے آپ تمام مکّہ میں بڑے عالم اور ماہر مانے جاتے تھے۔ پھر باوجود قوم کا ایک معزز اور ذی وقار فرد ہونے کے لکھنا پڑھنا بھی اچھی طرح جانتے تھے (اس دورِ جاہلیت میں نوشت و خواند کافی شرفاء کے لئے باعث ننگ سمجھا جاتا تھا)

آپ کے معاش کا ذریعہ کپڑے کی تجارت تھا۔ اس تجارت میں آپ نے بڑا روپیہ کمایا۔ جس وقت دولت اسلام سے مشرف ہوئے تو چالیس ہزار دینار پاس تھے جو آپ نے سارے کے سارے خدا کے راستے میں خرچ کر دیئے۔

قبل از اسلام کی ایک خصوصیت صدیق اعظمؓ میں یہ تھی کہ آپ کے تعلقات آنحضرت ﷺ سے نہایت دوستانہ اور مخلصانہ تھے اور بچپنے کا یہ تعلق اتنا مستحکم اور استوار تھا کہ مرنے کے بعد بھی نہ چھوٹا۔ جب خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ ہی ایمان لائے۔ عورتوں میں یہ فخر حضرت خدیجہؓ کو حاصل ہوا۔ لڑکوں میں سے یہ سعادت حضرت علیؓ کے حصہ میں آئی اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

اسلام لانے کے بعد حضرت صدیقؓ نے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے بالکل وقف کر دیا۔ وہ ہر موقع پر اور ہر جگہ اپنے پیارے آقا کے ساتھ رہے اور وہ تمام مصیبتیں بھی انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیں جو اسلام قبول کرنے کے نتیجہ میں کفار مکّہ مسلمانوں کو پہنچاتے تھے۔ اس وقت سب سے زیادہ مصیبت اور تکلیف میں وہ غلام تھے جو دولت اسلام سے مشرف ہو گئے تھے مگر کافر آقاؤں کے قبضے میں تھے اور وہ ان کو سخت سے سخت جسمانی ایذائیں دیتے تھے۔ حضرت صدیقؓ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ایسے بے یار و مددگار غلاموں کو ان کے آقاؤں سے خرید کر راہ خدا میں آزاد کر دیتے تھے۔ لقب ''چشم پیغمبر'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایسے ہی غلاموں میں سے ایک تھے۔

خود حضرت صدیقؓ بھی کفار کے ان ظلموں سے بچے ہوئے نہیں تھے۔ ایک دن بازار میں جا رہے تھے کہ لوگوں نے پکڑ کر اتنا مارا کہ ادھ مؤا کر دیا۔ رشتہ دار اٹھا کر گھر لے گئے۔ ہوش آتے ہی پوچھا کہ مجھے جلدی بتاؤ رسول اللہ کیسے ہیں اور کہاں ہیں؟ والدہ اسی زخمی حالت میں ان کو آنحضرت ﷺ کے پاس لے گئیں۔ صدیقؓ نے چہرہ انور دیکھا تو اپنی تکلیف بھول گئے۔ ماں پر عشق و محبت کے اس مظاہرہ کا بڑا اثر ہوا اور فوراً مسلمان ہو گئیں۔ باپ ابھی تک حالت کفر پر قائم تھے۔

سر راہ مکان تھا۔ حضرت صدیقؓ ایسے اثر انگیز طریقے سے اور ایسے درد و سوز کے ساتھ آیات قرآن کی تلاوت کرتے کہ راستہ چلتے لوگ کھڑے ہو کر سننے لگتے۔ عورتوں پر خصوصاً زیادہ اثر ہوتا۔ کفار نے روکا کہ یہ کام نہ کیا کرو کہ ہماری عورتیں گمراہ ہوتی ہیں مگر یہ باز نہ آئے۔ لیکن جب تکلیفوں اور مصائب کی انتہاء ہو گئی تو حضورؐ سے اجازت لے کر ہجرت کے لئے نکلے۔ شہر کے باہر پہنچے تو ادھر سے مکّہ کا رئیس ابن الدغنہ آ رہا تھا۔ اس نے پوچھا ''کدھر چلے؟''۔ صدیقؓ نے جواب دیا تمہارے شہر والے مجھے نہیں رہنے دیتے۔ محض اس جرم میں کہ مَیں نے بتوں کو چھوڑ کر خدا کو کیوں مانا۔

ابن الدغنہ نے کہا: نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم جیسا شریف، نیک نفس، یتیموں کا ہمدرد، غریبوں کا معاون اور اعلیٰ درجہ کا مہمان نواز شخص مکّہ سے چلا جائے۔ مَیں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ کوئی شخص تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

یہ کہہ کر وہ حضرت صدیقؓ کو اپنے ساتھ لایا اور اپنی امان کا خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا۔ مگر جلد ہی حضرت صدیقؓ نے اس کی امان واپس کر دی اور آپ پھر بدستور کافروں کے نرغہ میں تھے۔

کافروں کے پیہم مظالم کے باعث بیشتر مسلمان ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور مکّہ میں آنحضرت ﷺ اپنے رفیق حضرت صدیقؓ اور اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کے ساتھ رہ گئے۔ جب کفار نے یہ دیکھا تو ایک دن فیصلہ کیا کہ تمام قبائل سے ایک ایک بہادر منتخب کیا جائے اور سب تلواریں سونت کر محمدؐ پر ٹوٹ پڑیں تاکہ ہمیشہ کے لئے جھگڑا ختم ہو جائے۔ خدا تعالیٰ نے بروقت آنحضرت ﷺ کو خبر دے دی اور آنحضرت ﷺ خود حضرت صدیقؓ کے مکان پر پہنچے اور ان سے فرمایا کہ مَیں آج شب کو حکم خداوندی کے ماتحت مکّہ چھوڑ رہا ہوں۔

نہایت ہی بیتابی کے ساتھ حضرت صدیقؓ نے پوچھا ''حضور! میرے لئے کیا حکم ہے؟''۔ خدا کے رسولؐ نے فرمایا: ''تم میرے ساتھ رہو گے''۔

اُس وقت حضرت صدیقؓ کو ایسا معلوم ہوا جیسا انہیں دنیا جہان کی نعمتیں دے دی گئی ہوں اور مارے خوشی کے ان کا چہرہ چمکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد رات کے اندھیرے میں مکّہ سے تین میل دور حضرت صدیقؓ غار ثور کو اپنے آقا کی رہائش کے لئے اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہے تھے۔

قیام غار کے دوران میں حضرت صدیقؓ نے یہ انتظام کیا تھا کہ اپنی لڑکی حضرت اسماءؓ سے کہا تھا کہ وہ کھانا پکا کر اور سب لوگوں سے چھُپ کر رات کے وقت ہمیں دے آیا کرے تاکہ حضورؐ بھوکے نہ رہیں۔ اور اپنے غلام کو حکم دیا تھا کہ وہ سارا دن جنگل میں بکریاں چرانے کے بعد شام کو بکریوں کا ریوڑ غار پر لے آیا کرے تاکہ ان کا دودھ دوہ کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا جا سکے۔

ذرا غور کرو حضرت صدیقؓ کی محبت رسولؐ پر۔ جہاں خطرہ ہو وہاں انسان اپنے آپ کو اس میں مبتلا کرنا منظور کر لیتا ہے۔ مگر اولاد کو اس سے بچانا چاہتا ہے۔ جہاں عزت کا سوال ہو وہاں انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے مگر اولاد کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ جہاں جان دینے کا سوال ہو وہاں انسان خود اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے مگر چاہتا ہے کہ اولاد بچ جائے۔ مگر صدیق اعظمؓ نے عشق رسول میں نہ اپنی جان کی پرواہ کی نہ اپنی جوان بیٹی کی عزت اور جان کا خیال کیا۔ آج کون ہے جو کسی بڑے سے بڑے مقصد کے لئے بھی اپنی جوان بیٹی کو لق و دق جنگل اور رات کے خوفناک اندھیرے میں تن تنہا پتھروں اور سنگریزوں کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے تین میل آنے اور تین میل جانے کا حکم دے۔ یہ صدیق اعظمؓ ہی کا حوصلہ اور جگرہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی خطرہ کی پرواہ نہ کی اور ان کی جوان بیٹی گھُپ اندھیرے میں تین راتوں تک تین میل کا ہولناک سفر کر کے کھانا پہنچاتی رہی۔ عشق رسولؐ میں کتنا مدہوش تھا باپ جس نے جان بوجھ کر بیٹی کو خطرات کے سمندر میں دھکیل دیا اور کتنی بہادر تھی بیٹی جس نے بغیر ذرہ تامل کے اپنی جان کو سخت خطرہ میں ڈال کر باپ کے حکم کی تعمیل کی۔

تین دن میں یہ مقدس قافلہ غار سے نکل کر مدینہ روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک گوالا ملا۔ حضرت صدیقؓ نے اس سے اجازت لے کر پہلے برتن صاف کیا۔ پھر اپنے ہاتھ اور بکری کے تھن پانی سے دھوئے۔ اس کے بعد برتن کے منہ پر صاف کپڑا لپیٹا اور دودھ دوہ کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس سے تھوڑا سا دودھ پیا اور باقی حضرت صدیقؓ کو پلایا۔

مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے اس بات کی اشد ضرورت محسوس ہوئی کہ خدا کا رسولؐ خدا کی عبادت کے لئے ایک مسجد بنائے۔ اس کے لئے زمین خریدی گئی اور اس کی ساری قیمت حضرت صدیقؓ نے اپنے پاس

سے ادا کی۔ مسجد بننے لگی تو حضرت صدیقؓ بھی اس کے مزدوروں میں سے ایک تھے۔ یہ وہی مقدس ترین مسجد ہے جس میں پورے چودہ سو برس سے لاکھوں کروڑوں مسلمان خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی پیشانیاں سجدہ کے لئے جھکا چکے ہیں۔ اور قیامت تک جھکاتے رہیں گے۔ اور یہ وہی جگہ ہے جہاں خدا کا آخری رسولؐ حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کے ساتھ ابدی نیند سو رہا ہے۔

مکّی زندگی کی طرح مدینہ میں بھی یہ عاشق صادق سایہ کی طرح ہر وقت اپنے محبوبؐ کے ساتھ رہا۔ کوئی موقع اور کوئی جنگ ایسی نہ ہوئی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرکت فرمائی ہو اور حضرت صدیقؓ اس میں شامل نہ ہوئے ہوں۔ اور نہایت جوانمردی، نہایت بہادری اور پامردی کے ساتھ اپنے مقدس آقا کی خدمت اور حفاظت نہ کی ہو۔ جنگ بدر میں حضورؐ کے لئے نہایت محبت سے قلب لشکر میں ایک سائبان تیار کیا اور اس کے ساتھ ایک تیز رفتار اونٹنی باندھ دی اور عرض کی کہ حضورؐ سائبان میں چل کر تشریف رکھیں تاکہ گرمی اور تپش آفتاب سے امن میں رہیں۔ حضور نے پوچھا یہ اونٹنی یہاں کیوں باندھی ہے؟ انتہائی عقیدت کے ساتھ صدیقؓ نے جواب دیا: حضور! اس لئے کہ ہم تین سو تیرہ نہتے آدمی ہیں اور کفار ایک ہزار مسلح جوان۔ اگر خدانخواستہ حالت دگرگوں دکھائی دے اور ہم جانثار آپ پر فدا ہو جائیں تو حضور اس اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں جہاں لوگ آپ کی پوری حفاظت کریں گے اور آپ کو دشمنوں کے نرغے سے بچائیں گے۔

اسی طرح جنگ اُحد، غزوہ بنی مصطلق، جنگ احزاب، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، فتح مکّہ، غزوہ حنین و طائف اور جنگ تبوک سب ہی حضرت صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور جان اور مال سے ہر ممکن خدمت کرتے رہے۔ ان کے ایثار اور ان کے خلوص کو دیکھ کر صحابہؓ کو ان پر رشک آتا تھا اور وہ کوشش کرتے تھے کہ حضرت صدیقؓ سے خدمت اسلام میں بڑھ جائیں لیکن کوئی صحابی بھی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک موقع پر جنگ کے لئے چندہ کی تحریک حضور علیہ السلام نے کی۔ عمرؓ سوچنے لگے کہ اس موقع پر تو مَیں ضرور ابوبکرؓ کو شکست دے دوں گا۔ کیونکہ ان کے پاس اس وقت اتفاق سے کافی مال تھا۔ بھاگے بھاگے گھر گئے اور آدھا مال لا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مگر پیچھے پھر کر دیکھا تو صدیقؓ اپنے گھر کا سارا اثاثہ لئے کھڑے تھے۔ فاروق اعظم یہ ایثار دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اپنی ہار مان لی اور پھر کبھی مقابلہ کا خیال نہ کیا۔

اب وہ وقت آیا کہ اس سے المناک وقت صحابہؓ پر کبھی نہ آیا تھا۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کام پورا کرنے کے بعد اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے اور صحابہؓ کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہوگئی۔ ان کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ آفتاب رسالت بھی کبھی غروب ہو سکتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام بھی کبھی رحلت فرما سکتے ہیں۔ فاروق اعظمؓ کی حالت تو اس صدمہ سے اتنی غیر ہوئی کہ مسجد میں کھڑے ہو کر تلوار کھینچ لی اور کہنے لگے جو کہے گا کہ محمدؐ کا انتقال ہو گیا ہے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ صدیق اکبرؓ نے یہ نظارہ دیکھا تو اگرچہ اُن کو خود بھی اپنے پیارے آقا کا کچھ کم صدمہ نہ تھا مگر انتہائی ضبط کے ساتھ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔ اور اس کے بعد قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ۔ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا۔ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (آل عمران145)

”محمدؐ صرف ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے (اور بھی) رسول گزر چکے ہیں۔ اگر (محمدؐ اپنی موت سے) مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پیروں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے۔ اور جو اُلٹے پیروں (کفر کی طرف) لوٹ جائے گا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور جو لوگ (اسلام کی نعمت کا) شکر کرتے ہیں خدا ان کو عنقریب جزائے خیر دے گا“۔

جس پر نڈھال اور غمگین صحابہ نے سمجھ لیا کہ واقعی حضورؐ وفات پا گئے۔ حضرت عمرؓ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

یہ حضرت صدیقؓ کا اعجاز تھا کہ انہوں نے اپنی برموقع اور برجستہ تقریر سے حضرت عمرؓ کی دماغی حالت کو درست کر دیا جو اگر اس المناک صدمہ سے متاثر ہو کر خراب ہو جاتی تو دنیائے اسلام ایک بہت بڑے عظیم الشان انسان کی بے نظیر خدمات سے محروم ہو جاتی۔

رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد سب سے بڑا اور سب سے اہم مسئلہ حضور علیہ السلام کی جانشینی کا تھا۔ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر حضرت صدیقؓ کو اس ذمہ داری کا اہل قرار دیا اور اس طرح آپؓ دنیائے اسلام کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے۔ ایک شیعہ بزرگ رائٹ آنریبل سید امیر علی اپنی کتاب تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ:

”حضرت ابوبکرؓ اپنی بزرگی اور اپنے اثر کے باعث آنحضرت صلعم کے جانشین منتخب کر لئے گئے۔ آپؓ کی دانائی اور اعتدال پسندی مسلم تھی۔ آپ کے انتخاب کو حضرت علیؓ اور آنحضرت صلعم کے خاندان کے افراد نے تسلیم کر لیا“۔

(تاریخ اسلام سید امیر علی۔ترجمہ باری علیگ صفحہ 42)

خلیفہ ہونے کے فوراً بعد جو خطبہ حضرت صدیقؓ نے مسجد نبوی میں دیا وہ یہ تھا:

”لوگو! مجھے خلافت کی خواہش نہیں تھی مگر اب جبکہ تم نے مجھے اپنا سردار بنایا ہے تو تمہیں میری اطاعت کرنی پڑے گی۔ مجھ سے یہ توقع تو فضول ہے کہ مَیں وہی کام کر سکوں گا جو آنحضرت ﷺ کرتے تھے۔ ان پر آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور دم بدم ان پر تازہ وحی نازل ہوتی رہتی تھی۔ مَیں ایک معمولی سا شخص ہوں اور تم میں سے کسی سے بہتر نہیں۔ تاہم مَیں اپنی انتہائی کوشش کروں گا کہ تم پر عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کر سکوں۔ اگر مجھے سیدھی راہ پر دیکھو تو میری اطاعت کرو۔ مَیں غلط راہ اختیار کروں تو مجھے درست کر دو۔ یاد رکھو تم میں سے سب سے کمزور انسان میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک مَیں اس کا حق ظالم سے نہ لے لوں۔ اور تم میں کا سب سے طاقتور شخص میرے نزدیک کمزور ہے۔ جب تک مَیں مظلوم کو اس کے پنجہ سے نہ چھڑا لوں“۔

خلافت پھولوں کی سیج نہیں تھی جس کو صدیق اکبرؓ نے اختیار کیا تھا بلکہ کانٹوں کا بستر تھا جس پر ابوبکرؓ کو مجبوراً لیٹنا پڑا۔ کیونکہ ادھر حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر پھیلی اور عرب بھر کے قبائل میں بغاوت اور سرکشی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اکثر قبیلے مرتد ہو گئے۔ بعضوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا اور بعضوں نے نماز سے۔ اور متعدد جھوٹے نبی اس امید پر کھڑے ہو گئے کہ جب محمدؐ کو کامیابی ہو گئی تو ہمیں کیوں نہ ہو گی۔ ہزاروں لوگ لوٹ مار کے لئے ان کے ساتھ ہو گئے اور ہر طرف جھوٹے نبیوں کا کلمہ پڑھا جانے لگا۔

باغیوں نے اپنے اپنے علاقہ میں ہی بغاوت پھیلانے پر اکتفا نہ کی بلکہ مجتمع ہو کر مدینہ پر بھی حملہ کر دیا۔ مدینہ سے بارہ بارہ میل تک مرتدین کی فوجیں ہی فوجیں پھیلی پڑی تھیں اور صحابہ پر قیامت کی گھڑی گزر رہی تھی۔ ان کو نہ اپنی جان بچتی نظر آتی تھی، نہ عزت، نہ اپنی عورتوں کی عصمت۔ صدیق اکبرؓ نے اس نہایت ہی صعب اور سخت وقت میں پہاڑ جیسے استقلال اور محیر العقول بہادری کے ساتھ کام لے کر ایک طرف مرتدین کا نہایت کامیاب مقابلہ کیا اور ان کو چارو ناچار ضربت صدیقی کے آگے ہتھیار ڈال دینے پڑے۔ دوسری طرف جھوٹے مدعیان نبوت کا بڑی سختی کے ساتھ قلع قمع کیا۔ یہاں تک کہ ایک بھی جھوٹا نبی میدان میں کھڑا نہ رہ سکا۔ اور سب پر مستزاد یہ کہ ایسے ہولناک اور خطرناک وقت میں جبکہ خود دارالخلافہ میں ایک ایک سپاہی کی اشد ترین ضرورت تھی نتائج اور عواقب سے مطلقاً بے پرواہ ہو کر حضرت اسامہؓ کے اس لشکر کو سرحد شام پر روانہ کر دیا جسے حضور علیہ السلام روانہ کرنے والے تھے مگر حضورؐ کی علالت کے باعث اسے رُک جانا پڑا تھا۔

یہ آسان کام نہ تھا مگر حضرت صدیقؓ نے کہا کہ ابوقحافہ کے بیٹے کی یہ مجال نہیں کہ وہ اس لشکر کو روک سکے جسے اس کا آقا روانگی کا حکم دے چکا تھا۔ اگر مجھے یقین ہو کہ بھیڑیے آئیں گے اور مدینے کے لوگوں کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لے جائیں گے تب بھی مَیں اس لشکر کو روانہ کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔

لشکر روانہ ہوا اور چالیس دن بعد مظفر و منصور واپس آ گیا جس کی وجہ سے تمام عرب میں خلیفۂ اسلام کی بہادری اور مسلمانوں کی طاقت کی دھاک بیٹھ گئی اور اس اولوالعزمی کو دیکھ کر تمام فتنے اندر ہی اندر دب کر رہ گئے۔

بلاشبہ یہ صدیق اکبرؓ ہی کا عزم صمیم اور بے نظیر استقلال تھا جس نے طرفۃ العین میں تمام فتنوں اور تمام باغیوں اور تمام مرتدین اور تمام مدعیان نبوتِ باطلہ کا سر کچل کر رکھ دیا اور اسلام کو گویا نئی زندگی بخشی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی خاص مصلحت صدیق اکبرؓ کو تخت خلافت پر نہ بٹھاتی تو اسلام کی کشتی منجدھار میں پڑ کر کتنے ہچکولے کھاتی۔

اندرونی فسادات رفع کرنے کے بعد حضرت صدیقؓ اس ہتک اور توہین کا بدلہ لینے کے لئے مستعد ہوئے جو شہنشاہِ ایران نے اس وقت کی تھی جب حضور علیہ السلام نے اسے ایک تبلیغی خط لکھا تھا اور اسے اس نے اپنے غرور اور گھمنڈ میں آ کر پھاڑ کر پھینک دیا تھا۔ جسے سُن کر حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح کسریٰ کی شوکت و طاقت کو بھی پارہ پارہ کر کے رکھ دے گا جس طرح اس نے خدا کے رسول کا یہ خط پھاڑا ہے۔

اس کے ملک ایران پر حملے کی ایک فوری وجہ یہ بھی پیدا ہوئی تھی کہ جب عرب کے لوگ بغاوت پر تیار ہو کر اسلامی فوجوں کے مقابلہ پر آئے تو شاہِ ایران نے فوجیں بھیج کر ان باغیوں کی مدد کی اور اس طرح اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری۔

اس متکبر و مغرور شہنشاہ کو ہتک رسول کا مزہ چکھانے اور باغیوں کی مدد کرنے کی سزا دینے کے لئے نائب رسولؐ نے اس بے نظیر بہادر انسان کو مقرر کیا جسے دربار نبوت سے سیف اللہ کا خطاب ملا تھا۔ چنانچہ خالدؓ بن ولید نے سرحد ایران پر حملہ کر کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا اور عراق عرب کا تو تمام علاقہ اسلامی قبضہ میں آ گیا۔ یہ دیکھ کر شہنشاہ ایران کے حواس جاتے رہے اور اس نے سوچنا شروع کیا کہ اب کیا کروں مگر تقدیر پلٹ چکی تھی اور آسمان سے فرشتے اس کی تباہی اور بربادی کا نشان لے کر چل پڑے تھے۔ جو بھی تدبیر اس نے اسلامی فوجوں کے روکنے کی کی اور جتنی بھی عظیم الشان فوجیں وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں لایا تب بھی اسے ذلّت آمیز شکست ہوئی اور بالآخر کسریٰ کی سلطنت کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ بدقسمت شہنشاہ ایران نہ سمجھا کہ ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں

آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط روانہ فرمائے تھے۔ بُصریٰ کے حاکم کے پاس حضرت حارثؓ بن عمیر کو دعوت اسلام کا پیغام دے کر بھیجا۔ عنانیوں نے ان کو راستہ میں شہید کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس خونِ ناحق کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار کی فوج روانہ کی۔ مگر اس کا مقابلہ ایک لاکھ عنانیوں سے پڑا۔ اور رومی شہنشاہ نے بھی ایک لاکھ سپاہ بھیج کر عنانیوں کی مدد کی جس کے نتیجہ میں مشہور جنگ مؤتہ واقع ہوئی۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی جلد اول صفحہ 293)

اب وقت آ گیا تھا کہ رومیوں کو ان کے کبر و غرور کا مزا چکھایا جائے اور حضرت حارث بن عمیر کے خونِ ناحق کا بدلہ لیا جائے۔

دوسرا سبب مسلمانوں کے روم پر حملہ آور ہونے کا یہ ہوا کہ رومی سرحد کا ایک حاکم فروۃ بن عمرو والیٔ معان نے مسلمانوں کی خوبیوں اور ان کی نیکی و تقویٰ سے متأثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ رومیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے فروہ کو پکڑ کر سُولی پر چڑھا دیا۔

(سیرۃ النبی شبلی جلد دوم صفحہ32)

اس زبردستی کے ظلم پر مسلمان کس طرح خاموش رہ سکتے تھے۔ بقول مولانا حالی ؎

ملک سارا چھین کر بھی ان کو چین آتا نہ تھا

اپنے اک مقتول کا جب مانگتے تھے خوں بہا

ٹھیک اسی طرح ہوا۔ ایک اکیلے فروہ کا خون ساری رومی سلطنت کی قیمت کے برابر ٹھہرا۔

مگر دونوں فوجوں کا مقابلہ بڑا ہی عجیب و غریب تھا۔ ایک طرف چالیس ہزار مسلمان تھے جن کی حالت یہ تھی کہ کسی کے پاس نیزہ ہے تو تلوار نہیں۔ تلوار ہے تو نیزہ نہیں اور دوسرے سامان کو بھی اسی پر قیاس کرو۔ ادھر دو لاکھ چالیس ہزار کا لشکر جرار ہر طرح مسلح ان کے بالمقابل صف آراء تھا۔

دولاکھ چالیس ہزاراورصرف چالیس ہزار کامقابلہ کیا ۔مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کوحیرت انگیز فتح حاصل ہوئی اوراجنادین کاسارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اس موقع پر کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایران وروم کی سلطنتیں اس وقت نہایت کمزور ہوگئی تھیں جن پر مسلمانوں نے آسانی سے فتح پالی۔ یا مسلمانوں کی عسکری طاقت اس قدر زبردست تھی کہ کسریٰ ایران اور قیصر روم اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہ گئے ۔نہیں ، یہ دونوں باتیں نہیں تھیں۔ ایران اوررومی شہنشاہیاں اس وقت پورے عروج پر تھیں ۔ بڑے وسیع القدر ملک پران کا قبضہ تھا۔فوج ان کے پاس بکثرت تھی ۔ آلات جنگ اور سامان حرب کی انہیں کمی نہ تھی۔ ان کے خزانے زروجواہرات سے اوران کے اصطبل گھوڑوں سے بھرے ہوئے تھے۔دولت کی فراوانی تھی اور زروجواہرات کی کثرت ۔ظاہری شان وشوکت کے لحاظ سے بھی دنیا کا کوئی حکمران ان کے برابر کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔

دوسری طرف مسلمان نہایت کمزور ونحیف تھے۔ نہ ان کے پاس کافی ووافر سامان حرب تھا۔نہ معقول خچر اوراونٹ ہی ساتھ تھے۔لڑنے والوں کی تعداد بھی بہت تھوڑی اورقطعًا ناکافی تھی ۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ کیا چیز تھی جس کے باعث ان کو پے درپے فتوحات حاصل ہوئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں عظیم الشان سلطنتیں پیوندزمین ہوگئیں۔ جواب صاف ہے کہ وہ صرف حرارت دین اورقوت ایمانی تھی جس نے خدا کے فضل کے ساتھ مل کر عربوں کو ہرمیدان میں نہایت کامیابی کے ساتھ فتح مبین عطافرمائی۔

ایران اورروم پر مزید پیش قدمی جاری ہی تھی کہ حضرت صدیقؓ نے 63 برس کی عمر میں 22/جمادی الثانی 13 ہجری (مطابق 23/اگست 634ء) کووفات پائی اورسوا دو برس بڑی مضبوطی اورنہایت شان کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد اپنے آقا کے پہلو میں جاسوئے۔

مرتدین کی سرکوبی، معاندین کی پسپائی ،مفسدین کی ہلاکت ،جھوٹے نبیوں کا استیصال اور ایران وروم پرفوج کشی کے علاوہ حضرت صدیق ؓ کے دو زبردست اورمہتم بالشان کارنامے اوربھی ہیں۔

ایک جمع قرآن ۔یعنی جن جن مختلف اجزاپرقرآن کریم لکھا ہوا تھا اُن کو اسی ترتیب سے ایک لڑی میں منسلک کرنا جس طرح حضور علیہ السلام کے زمانہ میں حفاظ کے سینے میں محفوظ تھا تا کہ ظاہر میں بھی قرآن لکھا ہوا محفوظ رہے جوآج ہمارے ہاتھوں میں ہے اورجس کی نقلیں بعد میں حضرت عثمانؓ نے کروا کر بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھیج دیں تھیں۔

دوسرا اپنے بعد حضرت فاروق اعظم کا بحیثیت خلیفہ انتخاب ۔ یہ انتخاب ایسا بہترین ، اتنا اعلیٰ اوراس قدر بےنظیر ثابت ہوا کہ دنیا حیران رہ گئی۔ابتدائے عالم سے تا ایندم کوئی بھی انتخاب اتنا بہتر اوراس قدر شاندار ثابت نہیں ہوا جیسا یہ انتخاب ہوا۔

(بشکریہ ماھنامہ الفرقان ۔ جولائی و اگست 1958ء)

---

## خلافت کی برکات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ منافقت کی جڑ کوکاٹنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اگراس کی جڑ کو نہ کاٹا جائے تو وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورة النور:56) میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت سے جو وعدہ فرمایا ہے اس کے پورا ہونے میں شیطان کئی قسم کی رکاوٹیں حائل کرسکتا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ کا یہ کتنا شاندار وعدہ تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورا ہوا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت صرف اڑھائی سال کی تھی لیکن اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے جو تائید ونصرت کے نظارے دکھائے وہ کتنے ایمان افروز تھے۔ حضرت ابوبکرؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ غلام تھے لیکن انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں رومی فوجوں کو گاجر مُولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ آخر اڑھائی سال کے عرصہ میں لاکھوں مسلمان تو نہیں ہو گئے تھے۔ اس وقت قریباً قریباً وہی مسلمان تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے۔

لیکن خلافت کی برکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں وہ شان اورامنگ اور جرأت پیدا کی کہ انہوں نے اپنے مقابل پر بعض اوقات دو دو ہزار گنا تعداد کے لشکر کو بُری طرح شکست کھانے پر مجبور کردیا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو آپؓ نے ایک طرف رومی سلطنت کو شکست دی تو دوسری طرف ایران کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے رکھ دیا۔

پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور آیا۔ اس دور میں اسلامی فوج نے آذر بائیجان تک کا علاقہ فتح کرلیا۔ اور پھر بعض مسلمان افغانستان اور ہندوستان آئے اور بعض افریقہ چلے گئے اوران ممالک میں انہوں نے اسلام کی اشاعت کی۔ یہ سب خلافت کی ہی برکات تھیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل ۔ 28/اپریل 1957ء صفحہ 5 کالم 2تا 4)

---

## مبارک سو مبارک

### خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی مبارک ہو

اللہ ہمیشہ ہی خلافت رہے قائم    ہر دور میں یہ نور نبوت رہے قائم

احمد کی جماعت میں یہ نعمت رہے قائم    یہ فضل ترا تا بہ قیامت رہے قائم

---

# خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی

## (تہنیتی گیت)

مبارک۔ مبارک۔مبارک ۔مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک
نبوّت کے زندہ اُلوہی شجر کی    پھلوں سے لدی ڈال سب کو مبارک

کرو بھر کے جی اُس کی حمد و ثنا    بہت مہرباں ہے ہمارا خدا
اکیلے نہ ہوں ہم کسی حال میں    سو اُس نے یہ نعمت ہمیں کی عطا
کیا اُس نے خوشحال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

رہی اس کی چھاؤں میں برکت بہت    ملی دین کو سطوت و تمکنت
جو خاکی تھے وہ آسمانی ہوئے    عطا مومنوں کو ہوئی منزلت
یہ عزت یہ اقبال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

یہ دلدار پیکر یہ بہجت رقم    یہی ہے سبھی کی مسیحائے غم
سمٹتی گئی اس کی خاطر زمیں    اُڑے ہیں فلک پر اسی کے علم
اُڑے ہیں فلک پر اسی کے علم    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

محبت کے لعل و گہر رولتے    لیا تھام دیکھا جسے ڈولتے
وساوس کا تریاق یہ بن گئی    عدُو رہ گئے زہر ہی گھولتے
محبت کی یہ شال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

نئے آسماں کی یہ قوس قزح    صدا المدد کی نوید فتح
چلے اس کے نور فراست میں ہم    نظر میں تھے سب اس کی حسن و قبح
یہ رہبر یہ گوپال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

سمو کے رگ و پے میں قرآن کو    بہت آب دی اس نے ایمان کو
کئی رند اس نے ولی کر دئے    خدا سے ملایا ہے انسان کو
یہ ہمّت یہ اعمال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

دعاؤں سے موسم بدلتے ہوئے    صدی اس کی گزری ہے چلتے ہوئے
اسی کی بدولت دکھائی دئے    گھٹاؤں سے سورج نکلتے ہوئے
یہ رفتار یہ چال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک

یہ نجم یقیں مسکراتے ہوئے    اُجالے کی دف کو بجاتے ہوئے
دلاتا رہا ہے امید سحر    کڑی شب کے دکھ خود اٹھاتے ہوئے
اندھیروں میں یہ ڈھال سب کو مبارک    خلافت کے سو سال سب کو مبارک
نبوّت کے زندہ اُلوہی شجر کی    پھلوں سے بھری ڈال سب کو مبارک

(جمیل الرحمٰن ۔ہالینڈ)

# خلافت احمدیہ کی ترقی کے صد سالہ نظارے

مغربی افریقہ کے دورہ سے واپسی پر لجنہ اماء اللہ U.K. کی ریسیپشن کے موقع پر یکم مئی 2004ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"......حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضور اقدس علیہ السلام کو بتایا کہ اب آپ کا واپسی کا وقت قریب ہے اور ایک مقبرہ قائم کیا جائے جس میں اعلیٰ معیار اور قربانی کرنے والے لوگوں کی تدفین ہوگی۔ اس وقت آپ نے ایک رسالہ لکھا "رسالہ الوصیت" کے نام سے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔

**ہم نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو، اس خوشخبری کو، ہمیشہ گزشتہ سو سال میں سچا ہوتے دیکھا اور دیکھتے رہے۔ خلافت اولیٰ** کے وقت لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو گئی ہے اب احمدیت چند دن کی مہمان ہے۔ **پھر خلافت ثانیہ** میں جب اندرونی فتنہ بھی اٹھا اور ایسے لوگ جو خلافت کے منکر تھے ان کو پیغامی بھی کہا جاتا ہے اور لاہوری بھی اور غیر مبائعین بھی۔ انہوں نے بہت زور لگایا کہ انجمن اب حقدار ہونی چاہئے نظام جماعت کو چلانے کی اور خلافت کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی عمر اس وقت صرف چوبیس سال تھی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے علماء اور دین کا علم رکھنے والے اور جو اس وقت اسلام کے، احمدیت کے، نظام جماعت کے ستون سمجھے جاتے تھے اس وقت علیحدہ ہو گئے اور کچھ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ رہے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا باون سالہ دورِ خلافت ہر روز ترقی کی ایک نئی منزل طے کرتا تھا۔ آپ کے دور میں افریقہ میں مشن کھلے، یورپ میں مشن کھلے اور خلافت کے دس سال بعد ہی یہاں لندن میں آپ نے اس مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔

**پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔** اس میں بھی خاص طور پر افریقن ممالک میں اور ان افریقن ممالک میں جو انگلستان کی ایک کالونی رہی کسی زمانے میں، ان میں احمدیت خوب پھلی اور کافی حد تک establish ہوگئی۔

**پھر خلافت رابعہ کے دور میں** ہم نے ہر روز ترقی کا ایک نیا چکر دیکھا۔ افریقہ میں بھی یورپ میں بھی اور ایشیا میں صرف ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا کے کونے کونے تک جماعت کی آواز پھیلی۔

تو یہ ترقیات جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دوسری قدرت کا آنا ضروری ہے کیونکہ وہ دائمی ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہمیشہ وہی چیزیں رہا کرتی ہیں جو اپنی ترقی کی منازل بھی طے کرتی چلی جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی وابستگی کی وجہ سے جماعت ترقی کرتی چلی گئی **اور خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ منصب دیا** تو باوجود اس خوف کہ جو میرے دل میں تھا کہ جماعت کس طرح چلے گی، اللہ تعالیٰ نے خود ہر چیز اپنے ہاتھ میں لے لی اور ہر طرح کی تسلی دی۔ اور جو ترقی کا قدم جس رفتار سے بڑھ رہا تھا اسی طرح بڑھتا چلا گیا اور چلتا چلا جا رہا ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے خدا کا وعدہ ہے کہ "مَیں تیری جماعت کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمین کے کناروں تک پہنچ رہی ہے اور لوگ جوق در جوق اس میں شامل بھی ہو رہے ہیں۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کو اپنے پیاروں کی عزت کا بڑا خیال رہتا ہے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک کام ہے جو بعض لوگوں کے ذریعہ سے کرواتا ہے۔ اور انبیاء کو جو اس دنیا میں بھیجتا ہے وہ اپنے پیارے، جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، ان کے ذریعہ سے وہ دنیا میں اپنی تعلیم اور اپنا نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور پھر انبیاء کے بعد ان کے ماننے والوں کے ذریعہ اور پھر خلافت کے ذریعہ سے وہ نظام جاری رہتا ہے اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے"۔

✿✿✿✿✿✿

## ہمارا یہ ایمان ہے
## کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوم خلافت کے حوالہ سے جماعت احمدیہ راولپنڈی کے نام اپنے پیغام میں فرمایا:

"......ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے خدا یہ کرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کرتے کو اس سے اتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے کمزور بندے کو چنتا ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے۔ اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔

(روزنامہ الفضل 30/مئی 2003ء صفحہ 2)

✿✿✿✿✿✿

## جماعت اور خلافت ایک وجود کی طرح
## ہمیشہ رہے ہیں اور رہیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"............آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا فیض آج بھی جاری ہے اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روح القدس کی تائیدات کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور زندہ اور قدوس خدا کے جلوے ہیں جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ اَنَا اللّٰہُ ذُوالْمِنَنْ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ یعنی مَیں اللہ بہت احسان کرنے والا ہوں مَیں یقیناً اپنے رسول کی مدد کے لئے کھڑا ہوں گا۔ پس یہ سلوک اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی جماعت کے ساتھ آج بھی چل رہا ہے۔ روح القدس کے ساتھ تائیدات کا فیض آج بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہی سلوک ہیں جس نے آخرین کو اوّلین کے ساتھ ملایا ہوا ہے جو روح القدس کے اس جاری چشمے سے اس زمانے میں بھی اعمال صالحہ بجا لانے والے مومنین کو سیراب کرتا ہے، جو اپنی قدوسیت کے جلووں سے اس زمانے کے لوگوں کو بھی فیض پہنچاتا ہے۔ اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری فیض سے خدا تعالیٰ آپؐ کے عاشق صادق کی جماعت کو فیضیاب کر رہا ہے جس کے نظارے انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی ہم دیکھتے ہیں۔ ہر احمدی بلکہ مَیں کہوں گا کہ بعض غیروں نے بھی ایک بار پھر، چند سال پہلے دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں کو پاک کرتے ہوئے اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے زیادہ روح القدس سے فیض یافتہ ہیں کی سچائی ثابت کرنے کے لئے آپ کے ایک ایک لفظ کو پورا کرتے ہوئے، آپ کے غلام صادق کے الفاظ کو سچ کر دکھاتے ہوئے، قدرت ثانیہ کی برکت سے حصہ دینے کے لئے مومنین کے دلوں کو صرف اور صرف ایک دعا اور پاک خواہش سے بھر دیا کہ اے خدا ہمیں اکیلا نہ چھوڑنا اور خلافت کے نظام کو ہم میں ہمیشہ جاری رکھنا۔ ہر مومن نے اپنے دل کی عجیب کیفیت دیکھی۔ وہ کیا تھی، وہ کیفیت یقیناً خدائے قدوس اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا اس زمانے میں اظہار تھا جس نے ان دنوں میں ہر دل کو پاک صاف کیا ہوا تھا۔ بعض کو اس قدوس خدا نے رؤیا سے نواز کر دلوں کو تسلی اور دلوں کو پاک کرنے کے سامان بھی کئے۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ خلیفۂ وقت کے لئے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے محبت بھر دی اور خلیفۂ وقت کے دل میں بھی ہمیشہ کی طرح لوگوں کے لئے محبت بھر دی۔ ایک شخص جو جماعت کی اکثریت کیا بلکہ بہت تھوڑی تعداد کو جاننے والا تھا اس کے لئے جماعت کے ہر فرد کو عزیز ترین بنا دیا۔ وہ محبت کے جذبات ابھرے جو سوچے بھی نہیں جاسکتے تھے۔ جماعت اور خلافت ایک وجود کی طرح ہمیشہ رہے ہیں اور رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27اپریل 2007ء)

✿✿✿✿✿✿

## نظام خلافت انشاء اللہ تعالیٰ
## قیامت تک قائم رہے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"......خلیفہ بھی جو نبی کے بعد اس کے مشن کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی ایک جماعت کے ذریعہ مقرر کردہ ہوتا ہے وہ بھی اس تعلیم کے انہی احکامات کو آگے چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔ اور اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کر کے ہمیں بتائے تو اب اسی نظام خلافت کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت میں قائم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا ان میں شریعت اور عقل کے مطابق ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے اور یہی معروف فیصلے ہیں۔ اگر کسی وقت خلیفۂ وقت کی غلطی سے یا غلط فہمی کی وجہ سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے جس سے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اللہ تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ اس کے بدنتائج کبھی بھی نہیں نکلتے اور نہ انشاء اللہ نکلیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ستمبر 2003ء)

✿✿✿✿✿✿

## اس قافلہ کو آگے بڑھاتے چلے جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"......نہایت پیار سے مَیں عرض کر دیتا ہوں کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت سے بہت پیار ہے اور سختی یا نرمی کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی طرح جانتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دی ہوئی توفیق سے فیصلے کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی مجھے توفیق دے۔ لیکن پھر یہ بڑے پیار سے عرض کر دوں کہ جو جماعت کے لئے بہتر سمجھوں گا ضرور کہوں گا اور یہ کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ جب کہہ دیا ہے تو جماعت کے مفاد میں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا، علیم ہے، قدرتوں کا مالک ہے، وہ آپ ہی میرے دل سے خیال نکال دے گا۔ مجھے اس بارہ میں کسی کے اس تبصرہ کی ضرورت نہیں کہ کیوں کہا۔ ہاں حالات سے باخبر رکھیں تاکہ تربیتی نقطۂ نظر سے جہاں کہیں کچھ کہنے کی ضرورت ہو کہہ سکوں۔ لیکن آخر میں پھر ایک وضاحت کر دوں کہ اس بات کو ختم کریں، مزید خطوط میں ان کا ذکر نہ کریں۔ ہاں اپنے اخلاص، وفا اور پیار کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گائیں اور اسی کی حمد کرتے ہوئے، دعا کرتے ہوئے اس قافلے کو آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/مئی 2003ء)

✿✿✿✿✿✿

# مسلمانوں کے لئے خلافت کی ضرورت واہمیت اوراس کے قیام کے لئے زمینی کوششوں کا تذکرہ

## (بعض غیر احمدی مسلمان مشاہیر و دانشوروں کی تحریرات کے حوالہ سے)

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان۔ ربوہ)

آج ساری دنیا میں مسلمان گوناگوں مشکلات، پریشانیوں اورمحرومیوں سے دوچار ہیں۔ ہرچھوٹا بڑا،مختلف علماء نیز دنیاوی امور کے ماہرین،عربی اور عجمی اہل فکر و دانش یعنی مسلمانوں کا ہر طبقہ موجودہ کسمپرسی، بے یقینی اور بدعملی پر سرگرداں اورنوحہ کناں ہے۔لیکن ان سب کوکوئی صحیح راہ سوجھ نہیں رہی اور کہیں سے امید کی عملی کرن دکھائی نہیں دیتی۔اس سلسلہ میں ہرمکتب فکراور ہرنوع کے اہل نظروخبر کے اس قدر نوحے اوراظہارواعترافات ہرروز دیکھنے اور پڑھنے میں آتے ہیں کہ ان کا شمار بلکہ اندازہ بھی ممکن نہیں۔ یہاں صرف نمونۃً دوتین حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

......**1**۔ پاکستان کے معروف دانشور ارشاد احمد حقانی اپنے کالم ''حرف تمنا'' مطبوعہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 29 جنوری2001ء کے کالم نمبر1 میں لکھتے ہیں:

''اُمہ کو درپیش داخلی و خارجی چیلنجوں کا صحیح ادراک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دیکھیں کہ 21ویں صدی کے آغاز پر ہم کہاں کھڑے ہیں اور ماضی کے مقابلے پر آج ہماری قوت اورضعف کے عوامل کیا ہیں۔19ویں صدی کے آغاز پر عالم اسلام زوال اور انحطاط کے ایک نئے دور میں داخل ہورہا تھا...... 20ویں صدی کے پہلے ربع میں زوال کا یہ عمل کئی قدم آگے بڑھ گیا۔خلافت عثمانیہ رسمی طور پر ختم ہوگئی اور پہلی جنگ عظیم کے انجام نے خلافت عثمانیہ کی تقدیر پر شکست کی مہر ثبت کردی......''

آگے چل کر کالم نمبر2 میں تحریر کرتے ہیں:

''اب 21ویں صدی کے آغاز میں صورت حال یہ ہے کہ دنیا میں 50 سے زیادہ آزاد مسلم ممالک ہیں لیکن ان میں سے بیشتر میں ایسی حکومتیں قائم ہیں اور ایسے حکمران طبقے غالب ہیں جو اپنے تسلسل اور وجود کے لئے اپنے عوام کی رضامندی اور انتخاب کے مرہون منت نہیں ہیں...... بیشتر مسلمان ممالک میں قانون کی حکمرانی، آئین اور دستور کی پابندی، آزاد عدلیہ، آزاد مقنّنہ، آزاد پریس، قومی مالیاتی وسائل پرعوامی کنٹرول اور جوابدہی کا نظام موجود نہیں......آج کی دنیا میں مسلمان معاشروں کی نئی صورتگری پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور طبقات کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل تین بڑے طبقات نظر آتے ہیں:

(1) علماء جس سے میری مراد روایتی علماء ہے۔

(2) ان ممالک کی اشرافیہ جو بالعموم مغربی افکار سے رہنمائی لیتی ہے اوراس کا نظام اقدار اسلامی اور مغربی عناصر پر مشتمل چُوں چُوں کا مربّہ ہے۔

(3) ایسی اسلامی تحریکیں جو نہ تو پوری طرح علماء اور ان کے فہمِ اسلام کے تابع ہیں اور نہ ہی ان کے مآخذ رہنمائی کلی طور پر مغربی ہیں۔

اس وقت عالم اسلام میں ان تینوں طبقات کے درمیان مسابقت کی ایک دوڑ جاری ہے جو کئی حوالوں سے کشیدگی پیدا کرنے کا باعث بھی بن رہی ہے۔''

(روزنامہ ''جنگ'' پاکستان29جنوری2001ء صفحہ 9)

......**(2)** ایک اور دانشور ہمایوں گوہر (جو ایوب خان کے معروف سیکرٹری الطاف گوہر کے فرزند ہیں) اپنے مضمون ''سفر کا آغاز ہوتا ہے'' مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 19دسمبر2005ء میں ''اعلانِ مکہ'' (6دسمبر2005ء) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''آج ہم اپنے آپ کو فرسودہ خیالات، ناقص رسومات اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں پاتے ہیں۔ معاشرتی اور سماجی برائیاں ہمیں گھیرے ہوئے ہیں۔ عدم انصاف عروج پر (ہے) اور ماحولیاتی آلودگی گزرتے دن کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی (ہے)۔اس لئے ہمیں ایک تازہ ہوا کے جھونکے کی ضرورت ہے جو اُمہ کی اصلاح کرسکے...... اس کے لئے بہت زیادہ ہمت وجذبے کی ضرورت ہے جس کے لئے ارادے کی پختگی اور ایمان کی مضبوطی درکار ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلافت جیسے ادارے کی وجہ سے ممکن ہے۔''

(اخبار 'نوائے وقت' مورخہ05-12-19 کالم نمبر2,3)

......**(3)** پاکستان کے ایک معروف عالم اور مقرر ڈاکٹر اسرار احمد ایک عرصہ سے امتِ مسلمہ کی زبوں حالی اور ممکنہ حل سے متعلق مختلف مضامین لکھ رہے ہیں۔خاص طور پر انہوں نے 1993ء میں نوائے وقت میں باقاعدگی سے اس نوعیت کے مضامین کثرت سے تحریر کئے ہیں۔ ان متعدد اور متنوع مضامین میں سے ایک دو اقتباسات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) ڈاکٹر اسرار احمد اپنے مضمون ''ہیں آج کیوں ذلیل......؟'' مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 16اپریل 1993ء میں لکھتے ہیں:

''ہم سورہ بقرہ کی آیت 61 میں وارد شدہ الفاظ ''ان پر ذلت اور مسکنت تھوپ دی گئی، اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے''! کو پڑھتے ہوئے اطمینان سے گزر جاتے ہیں اس لئے کہ یہ الفاظ یہودیوں کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ **لیکن اگر موجودہ حالات کا معروضی مطالعہ کیا جائے تو اس وقت ان الفاظ قرآنی کے مصداقِ کامل مسلمان ہیں نہ کہ یہود!** (واضح رہے کہ ذرا سی تقدیم وتاخیر کے ساتھ یہ مضمون سورۃ آل عمران کی آیت 112 میں بھی وارد ہوا ہے) اسی طرح سورۂ فاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر پر مفسرین کا تقریباً اجماع ہے کہ ''مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ'' کی عملی تفسیر یہود ہیں اور ''ضالین'' کی نصاریٰ ہیں، جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ موخر الذکر یعنی عیسائیوں کا گمراہ ہونا تو یقیناً اب بھی صدفی صد درست ہے، **لیکن ''مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ'' کی عملی تفسیر تو اس وقت یہود نہیں، مسلمان ہیں......**

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''الغرض ہماری کیفیت اس وقت بالکل وہی ہے جس کا نقشہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک حدیث مبارک (رواہ احمد وابوداؤد عن ثوبان) میں کھینچا تھا کہ ''مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ نہایت کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت سیلاب کے ریلے کے اوپر جھاگ سے زیادہ نہیں رہے گی۔'' ان ''لطیف'' حقائق پر مستزاد یہ تلخ واقعات تو نگاہوں کے عین سامنے موجود ہیں کہ مغرب ہو یا مشرق، اس وقت ساری دنیا میں مسلمان شدید ترین مصائب وآلام سے دوچار ہیں...... گویا عزت ووقار کے ساتھ ساتھ غیرتِ ملّی کا جنازہ بھی نکل چکا ہے اور سو ارب سے زیادہ افراد پر مشتمل عالمی ملت اسلامیہ اس وقت بالفعل ''کہ غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے'' کا نقشہ پیش کررہی ہے تو سوچئے کہ الفاظ قرآنی ''ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے'' کے مصداق اس وقت ہم نام نہاد مسلمان ہیں یا یہود؟''

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ16اپریل 1993ء)

(ب) ڈاکٹر اسرار احمد ایک اور مضمون ''عالمی امن کے قیام کا واحد راستہ'' مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 5 جنوری 1993 میں تحریر کرتے ہیں:

''آج اس دین کے نام لیوا جس نے ہر قسم کی قوم پرستی کا خاتمہ کیا اور جس کی تعلیم وتربیت کا منتہائے کمال یہ تھا کہ قریش کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والا اور پورے عالمِ اسلام اور وقت کی عظیم ترین مملکت کا فرمانروا ایک حبشی النسل سیاہ فام آزاد شدہ غلام کو ''سیدنا'' کے خطاب سے یاد کرتا تھا، اپنی مشکلات کا حل ایک نسلی قومیت میں تلاش کررہے ہیں۔ اللہ اکبر، خود فراموشی ہو تو ایسی......! اور قلبِ ماہیت ہو تو اتنی۔ چاہے ہمیں اس کے تسلیم کرنے میں کتنی ہچکچاہٹ محسوس ہو، **واقعہ یہی ہے کہ قرآن کی تعلیمات سے سب سے زیادہ بعید خود ہم مسلمان ہیں۔''**

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت1993-02-05)

(ج) اپنے مضمون ''پاکستان کے استحکام کی واحد ضمانت۔ نظام خلافت'' مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 22 جنوری 1993ء میں **ڈاکٹر اسرار احمد اپنی سوچ کے مطابق ''نظام خلافت'' برپا کرنے کا طریق بتاتے ہیں:۔**

''اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پورے نظام کو بدلنے کے لئے **ایک عوامی تحریک برپا کی جائے** اوراس نظام عدل اجتماعی کو قائم کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے جس کا مجموعی عنوان ''نظام خلافت'' ہے...... اور جس کے بارے میں مفکر ومصور پاکستان نے فرمایا تھا ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر!

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت 1993-01-22)

## گوہرِ مقصود مسلمانوں کے ہاتھ کیوں نہیں آتا

مندرجہ بالا حوالوں میں خلافت کو مسلمانوں کے تمام مسائل کے حل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔سوال یہ ہے کہ اب تک مسلمان اس گوہرِ مطلوب اورمنزل مقصود سے محروم کیوں ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اکابرین خلافت کے ادارہ کو خود اپنے ہاتھوں سے برپا کرنا چاہتے ہیں جبکہ اس طرح کی زمینی اور خودساختہ خلافت کو تائید ایزدی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ دراصل امت مسلمہ کی روحانی بیماریوں اور دنیاوی محرومیوں کا حل آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مسلمانوں کو اس خوشخبری میں بتادیا تھا کہ: اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابوداؤد)۔ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمائے گا۔ جو ان کے لئے ان کا دین تازہ کرے گا۔

## مجدّدِ ربّانی ہی زندہ خدا کے زندہ نشان دکھا سکتا ہے

اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو تاقیامت انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے چنانچہ امت محمدیہ کے ربانی وجود ہی اپنے علم ومعرفت کے ذریعہ اسلام کی تمام ادیان پر برتری ثابت کرتے رہے ہیں اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ جبکہ علمائے ظاہر زندہ نشانات دکھانے سے قاصر ہوتے ہیں۔اس بارے میں ایک حوالہ اپنے زمانے کے علمائے ظاہر کے سرخیل مولوی محمد حسین بٹالوی کا پیش کیا جاتا ہے۔انہوں نے ''جلسہ مذاہبِ عالَم'' (منعقدہ 1896ء بمقام لاہور) میں کی گئی اپنی تقریر میں اعتراف کیا ہے اوران کا یہ بیان ہم نے ''جلسہ مذاہب عالَم'' کی شائع شدہ رپورٹ سے لیا ہے۔

......مولوی محمد حسین بٹالوی نے تمام مذاہب کے نمائندوں اور جلسہ میں شرکاء کے سامنے برملا اعلان کیا:

''امت محمدیہ کے بزرگ ختم ہوچکے ہیں۔ بے شک وارث انبیاء ولی تھے۔وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیرزمین ہوگئے۔ آج اسلام ان کرامات والوں سے خالی ہے اور ہم کو گزشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ہم نہیں دکھا سکتے۔''

(تقریر مولوی محمد حسین بٹالوی برموقع جلسہ مذاہب عالم منعقدہ دسمبر 1896ء (از مطبوعہ رپورٹ ''جلسہ مذاہب عالم'' صفحہ 147)

......دوسرا حوالہ ماضی قریب کا ہے۔مولانا مودودی کے قریبی ساتھی اور جماعتِ اسلامی کے اعلیٰ عہدیدار مولانا امین احسن اصلاحی (جو بعد میں مولانا مودودی سے الگ ہوگئے تھے) کی محفلِ سوال و جواب کا ایک حصہ نوائے وقت ''فرائیڈے'' میگزین مورخہ 6اگست 1993 میں شائع ہوا ہے۔فی زمانہ امتِ مسلمہ کے حوالے سے ایک سوال اوراس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا آپ کسی صالح صاحبِ امر کی تلاش کرکے اس کی بیعت کا مشورہ دیں گے؟

جواب: ''اس وقت دنیا میں کوئی صاحب ایسے نہیں جو بیعت لے سکیں۔ اس وقت امتِ مسلمہ بھیڑ کی شکل میں ہے۔ ہرجگہ چرواہے ہیں جو لٹھ لئے پھر رہے ہیں اوراس گلے کو سنبھالنے کی فکر میں ہیں۔''

(جواب از مولانا امین احسن اصلاحی مطبوعہ نوائے وقت جمعہ میگزین مورخہ1993-8-6 صفحہ6 کالم1)

## خلافت ترکیہ یا عثمانیہ فقط زمینی خلافت تھی

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ خلافتِ اسلامیہ یا خلافتِ حقہ تو وہ الٰہی انعام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے سچے مومنین سے قرآن کریم کی سورہ نور میں وعدہ فرما رکھا ہے۔

فرمایا: وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56)

ترجمہ: ''اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لانے والے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا وہ اس دین کو ان کے لئے مضبوطی سے قائم کردے گا اوران کے

---

### خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سارا عالم اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھادے۔ وہ نہیں بنا سکتے کیونکہ خلیفہ کا تعلق خدا کی پسند سے ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 2/اپریل1993ء)

خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کے لئے امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر اختیار کریں گے تو وہی لوگ فاسق ہوں گے۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافتِ اسلامیہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق قائم ہوتی ہے اور خلیفہ برحق اللہ تعالیٰ کے اذن اور منشاء کے مطابق مقرر ہوتا ہے۔

......دنیاوی طور پر اپنی کوششوں سے خلافت قائم کرنے کی ایک مثال خلافت ترکیہ یا عثمانیہ ہے۔ اس کے متعلق ایک دو تاریخی باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

یونیورسٹی نصاب کی کتاب "مطالعہ پاکستان" از پروفیسر محمد بشیر احمد میں تحریر ہے۔

"برصغیر میں مغل سلطنت کے زوال کے بعد سلطان ترکی کا نام خطبوں میں پڑھا جاتا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آخر میں سلطان ٹیپو شہید نے انگریزی سامراج کے خلاف مدد لینے کے لئے اپنا سفیر سلطان ترکی کی خدمت میں بھیجا تھا مگر سلطان ترکی نے انگریزوں سے اپنے تعلقات کی بناء پر ٹیپو سلطان کو یہ جواب بھیجا تھا کہ انگریزوں کے ساتھ دوستی قائم کی جائے۔ 1857ء کی جنگ میں بھی انگریزوں نے ترکی کے شیخ الاسلام سے اپنے حق میں فتویٰ لے لیا تھا۔ مگر بیسویں صدی میں ترکی اور برطانیہ ایک دوسرے کے مخالف کیمپوں میں تھے"۔ (صفحہ 90-89)

انگریزوں اور ترکوں کے ایک دوسرے کے مخالف ہوجانے کے بعد پہلی جنگِ عظیم (1914-18ء) کے دوران ترکی اور اس کے ہمنوا ملکوں کو اتحادیوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اتحادیوں نے سلطنتِ ترکیہ کے حصے بخرے کرنے شروع کر دیئے جس سے خاص طور پر برصغیر کے مسلمانوں کو بے حد دکھ پہنچا اور انہوں نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے:

## خلافت ترکیہ کو بچانے کے لئے خلافت کانفرنس کا آغاز اور گاندھی جی کی زبردست پذیرائی

......معروف ادیب اور قلمکار عبدالکریم عابد کا ایک مضمون بعنوان "برصغیر کی نئی قیادت" نوائے وقت مورخہ یکم جون 2005ء میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کچھ تاریخی واقعات و حالات بڑی وضاحت سے تحریر کئے ہیں۔ آیئے ان کے مضمون کے کچھ متعلقہ اور اہم حصے پڑھتے ہیں۔ عبدالکریم عابد اپنے مضمون کے پہلے کالم میں رقمطراز ہیں:

"سیٹھ چھوٹانی کی سربراہی میں ایک خلافت کمیٹی تھی اس نے پہلی آل انڈیا خلافت کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام بمبئی میں کیا۔ یہ 1919ء کی بات ہے۔ گاندھی جی بھی اس کانفرنس میں شریک تھے...... کانفرنس میں گاندھی جی پر اس قدر پھول پھینکے گئے کہ ان کے گرد پھول ہی پھول نظر آ رہے تھے۔ سیٹھ عبداللہ ہارون، خواجہ حسن نظامی، حکیم اجمل خان، بنگال کے فضل حق ہر طرح کے مسلم رہنما کانفرنس میں شریک تھے اور پُر جوش تھے۔ ہندو لیڈر سوامی شردھانند بھی حاضرین میں شامل تھے۔ چندہ کی اپیل پر گاندھی جی نے ایک پیسہ کا چندہ دیا جو پانچ سوا ایک روپے میں نیلام ہوا۔

(از مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 1-6-2005)

## خلافت ترکیہ کو قائم رکھنے کی زمینی کوششیں

......پاکستان کے معروف تحقیقی مضمون نگار ڈاکٹر محمد سلیم کا ایک مضمون "علامہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر" نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ 16 اکتوبر 2005ء میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد سلیم 1918ء کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"1918ء کے شروع میں جب یہ نظر آنے لگا کہ برطانیہ اور اس کے اتحادی جنگ جیت جائیں گے تو مسلمانوں نے برطانیہ سے اپیل کی کہ وہ اپنی یقین دہانی کے مطابق جنگ کے بعد ترکی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے اور خلافت کو قائم رکھے۔ 31 اکتوبر 1918ء کو ترکوں نے چند شرائط پر صلح کر لی اور 11 نومبر 1918ء کو جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ یہ دیکھ کر خلافت عثمانیہ اور ترکی کے تحفظ کے لئے مسلمانوں نے 20 ستمبر 1919ء کو لکھنؤ میں خلافت کانفرنس بلائی۔ یہ تحریک خلافت کا باقاعدہ آغاز تھا۔" (کالم نمبر 2)

## علّامہ اقبال کی خلافت کمیٹی میں شرکت اور پھر علیحدگی

......صاحبِ مضمون لکھتے ہیں:

"اقبال شروع میں تو تحریک کے حامی تھے کیونکہ یہ تحریک اسلام کے اسی تصور پر مبنی تھی جس کی تعلیم اقبال کئی سال سے دیتے چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو اقبال پنجاب خلافت کمیٹی کے سیکرٹری منتخب ہوگئے۔ تحریک خلافت سے ان کی ہم آہنگی کچھ مدت تک برقرار رہی۔ لیکن وہ مسئلہ تحفظ خلافت پر مسلمانوں کے ہندوؤں کے ساتھ ملک گیر تحریک چلانے کے خلاف تھے...... جب انہیں احساس ہوا کہ ہندو تحریک خلافت کے سائے میں اپنے آپ کو منظّم کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو آلۂ کار کے طور پر استعمال کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں تو انہوں نے نہ صرف سیکرٹری کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا بلکہ تحریک سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ ان کا ردعمل اتنا شدید تھا کہ وہ لکھتے ہیں:

"**خلافت کمیٹیوں کے ممبر...... بظاہر جوشیلے مسلمان معلوم ہوتے ہیں لیکن درباطن اخوان الشیاطین ہیں۔** اسی وجہ سے میں نے خلافت کمیٹی کی سیکرٹری شپ سے استعفیٰ دے دیا تھا۔"

(کالم نمبر 2 کالم نمبر 3)

## مولانا محمد علی جوہر کی غلط جذباتی سوچ

......ڈاکٹر محمد سلیم اپنے متذکرہ مضمون میں لکھتے ہیں؛

"محمد علی جوہر کی سوچ بالکل مختلف تھی۔ وہ اس تحریک کو کامیاب کرانے کے لئے پوری تگ و دو کر رہے تھے۔ تحریک کے مقاصد میں ایک یہ بھی تھا کہ منظور شدہ تعلیمی ادارے بند کئے جائیں۔ چنانچہ علی برادران علی گڑھ پہنچ گئے تاکہ مسلم یونیورسٹی بند کرا سکیں۔ وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین نے ان کی شدید مخالفت کی۔ پھر بھی علی گڑھ کے سینکڑوں طلبا نے تعلیم ترک کر دی۔ علی گڑھ کے بعد مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ اپنے رہنما گاندھی جی کے ہمراہ لاہور آئے تاکہ اسلامیہ کالج کا پنجاب یونیورسٹی سے الحاق ختم کرائیں۔ (لیکن وہ لوگ ناکام رہے۔ ناقل)

## ترک موالات کے حق میں پانچ سو علماء کا فتویٰ

......ڈاکٹر محمد سلیم آگے چل کر لکھتے ہیں:

"اس تحریک کی تائید میں مولانا محمود حسن کی قیادت میں دہلی میں پانچ سو علماء نے ترک موالات کا فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے۔" (کالم نمبر 4)

## علّامہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر کے درمیان ایک مکالمہ

اپنے مضمون میں ڈاکٹر محمد سلیم نے ایک دلچسپ واقعہ بھی لکھا ہے جو قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے درج ہے:

......"تحریک خلافت کے سلسلے میں جب محمد علی جوہر لاہور آئے تو اقبال سے ملنے کے لئے گئے۔ اقبال بیٹھک میں دُھسّہ اوڑھے بیٹھے حقہ کے کش لگا رہے تھے۔ محمد علی نے جن سے ان کی بے تکلفی تھی کہا ظالم! ہم تو تیرے شعر پڑھ کر جیلوں میں چلے جاتے ہیں لیکن تُو دُھسّہ اوڑھے حقّے کے کش لگا تا رہتا ہے۔ اقبال نے برجستہ جواب دیا: محمد علی میں تو قوم کا قوّال ہوں اگر قوّال خود ہی حال میں شریک ہو کر "ھُو حق" میں تہ و بالا ہونے لگے تو قوّالی ہی ختم ہوجائے گی۔" (کالم نمبر 4)

## خلافت ترکیہ کے حق میں حکومتِ برطانیہ سے اپیل

......ڈاکٹر محمد سلیم اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

"معلوم ہوتا ہے کہ ستمبر 1919ء میں اس بات پر سوچ بچار ہو رہا تھا کہ برطانیہ کے سامنے خلافت کو برقرار رکھنے کی اپیل کرنے کے لئے مولانا محمد علی جوہر کی سربراہی میں ایک وفد انگلستان بھیجا جائے۔ علامہ نے اس سوچ کو پسند نہیں کیا۔ چنانچہ 27 ستمبر 1919ء کو انہوں نے سید سلیمان ندوی کو اس بارے میں مندرجہ ذیل اشعار "معارف" میں اشاعت کے لئے بھیجے۔ (دو اشعار درج ذیل کئے جاتے ہیں) (کالم نمبر 5)

بہت آزمایا ہے غیروں کو تُو نے
مگر آج ہے وقت خویش آزمائی
نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی

## یورپ سے ناکام واپسی

"لیکن وفد آخرکار یکم جنوری 1920ء کو محمد علی جوہر کی قیادت میں انگلستان کے لئے روانہ ہوگیا...... تقریباً ساڑھے سات سال بعد 12 اگست 1927ء کو مولانا جوہر نے خود اعتراف کیا:

"خلافت کے لئے مسلمانان ہندوستان نے یورپ کو ایک وفد بھیجا جس کا سرکردہ مَیں تھا تو ڈاکٹر صاحب کو اس قدر غیرت آئی (اور میں اس غیرت کو بجا سمجھتا تھا) کہ انہوں نے "دریوزۂ خلافت" نام کا قطعہ لکھا۔ **دریوزہ گرانِ خلافت خالی کاسہ گدائی لے کر یورپ سے لوٹے......**" (کالم نمبر 5)

مذکورہ کالم (نمبر 5) کے آخر میں ڈاکٹر محمد سلیم لکھتے ہیں:

......"یہ ترکی کے قوم پرست رہنما اور فوج (کے) ہیرو مصطفیٰ کمال اتاترک تھے جنہوں نے بیک جنبشِ قلم خلافت کو ختم کر دیا۔" (مضمون مطبوعہ نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ 16-10-05 صفحہ 10)

## علمائے ظاہر و معاصرین میں خلافت کے سب سے بڑے داعی

پاکستان کے جانے پہچانے عالم ڈاکٹر اسرار احمد (امیر تنظیم اسلامی) ایک عرصہ سے خلافت کی اہمیت اور ضرورت کو اپنے مختلف مضامین اور تقاریر میں واضح کرتے چلے آ رہے ہیں۔ خاص طور پر 1993ء میں ان کے بے شمار مضامین روزنامہ "نوائے وقت" میں شائع ہوئے ہیں۔ جن میں انہوں نے خلافت کے قیام پر بے حد زور دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ عام مولویوں کے مقابل پر کھلم کھلا قرآن کریم کی سورہ نور (آیت 56) اور احادیث نبویہ سے خلافتِ حقہ یعنی خلافت علی منہاج نبوت کے حق ہونے کا واضح اور بار بار اقرار کرتے ہیں۔ ان کے متعدد شائع شدہ مضامین سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

### (الف) خلافت علی منہاج نبوت کا تفصیلی ذکر

......ڈاکٹر اسرار احمد اپنے مضمون "آنے والے دور کی ایک واضح تصویر" (مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 23 مئی 1993ء) میں بالوضاحت تحریر کرتے ہیں:

(i) "ایک حدیث مبارکہ تو وہ ہے جس کی رو سے دنیا میں وہ نظام ایک بار پھر قائم ہو کر رہے گا جو آپؐ کے زمانے میں قائم ہوا تھا اور آپ کے انتقال کے بعد بھی کم از کم تیس برس تک اپنی کامل اور آئیڈیل صورت میں برقرار رہا۔ اسے امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت کیا ہے اور اس کے مطابق آنحضورؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "تمہارے مابین نبوت موجود رہے گی، (آپؐ کا ارشاد خود اپنی ذات اقدس کی جانب تھا) جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھا لے گا۔ اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی۔ اور یہ بھی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھا لے گا پھر کاٹ کھانے والی (یعنی ظالم) ملوکیت آئے گی اور وہ بھی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر مجبوری کی ملوکیت (غالباً مراد ہے مغربی استعمار کی غلامی) کا دور آئے گا اور وہ بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھا لے گا...... **اور پھر دوبارہ نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔**"

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 23-5-1993)

(ii) اسی مضمون میں آگے چل کر ڈاکٹر اسرار احمد سورۂ نور کی آیت استخلاف کا ذکر اور تشریح کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

"**الغرض قیامِ قیامت اور دنیا کے خاتمے سے قبل کل روئے ارض پر وہ دور سعادت ہو کر رہے گا جس میں اللہ ایمان اور عمل صالح کی شرائط پوری کرنے والے مسلمانوں کو لازماً زمین کی خلافت اسی طرح عطا فرمائے گا جس طرح ان سے** پہلے لوگوں کو (مثلاً حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو عطا کی تھی) اور ان کے لئے ان کے اس دین کو لازماً تمکن عطا فرما دے گا۔ جسے اس نے ان کے لئے پسند فرما لیا ہے اور ان کی خوف زدگی کی کیفیت کو لازماً امن و سکون کی حالت سے تبدیل کر دے گا (سورہ نور 55) اور اس میں ہرگز کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس دورِ سعادت کی نوید ہندو دھرم کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔"

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 23-5-1993)

### (ب) برکات خلافت علی منہاج النبوۃ

اپنے مضمون "ہیں آج کیوں ذلیل......؟" (مطبوعہ نوائے وقت 16 اپریل 1993) میں ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"پورے کرّہ ارض پر بالآخر امت محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حکومت قائم ہوگی اور اللہ کے دین کا بول بالا ہوگا۔ گویا موجودہ نیو ورلڈ آرڈر جو درحقیقت جیوز ورلڈ آرڈر (یعنی یہودیوں کی بالادستی کا عالمی نظام) ہے وہ بالآخر اسلام کے "جسٹ ورلڈ آرڈر" یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے عدل و قسط پر مبنی عالمی نظام میں تبدیل ہو کر رہے گا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے پوری زمین کو لپیٹ کر (یا سکیڑ کر) دکھا دیا۔ چنانچہ میں نے اس کے سارے مشرق بھی دیکھ لئے اور تمام مغرب۔ اور یقین رکھو کہ میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے لپیٹ کر (یا سکیڑ کر) دکھائے گئے۔" (مطبوعہ نوائے وقت 16 اپریل 1993)

### (ج) ڈاکٹر اسرار احمد سے ایک معقول مطالبہ جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد کی یہ تشخیص بالکل بجا ہے کہ مسلمانوں کے مصائب و زبوں حالی کا حل خلافت میں ہے لیکن چونکہ یہ صرف زبانی دعویٰ ہے اس لئے نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی نے ان سے ایک معقول مطالبہ کیا ہے۔ ایک تقریب میں ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک مقالہ پڑھا جناب مجید نظامی نے کہا:

"ڈاکٹر اسرار احمد کی طرف سے جو مقالہ پڑھا گیا ہے

اس میں کہا گیا ہے کہ دنیا میں موجود پچاس اسلامی ممالک میں سے کسی بھی ملک میں مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کسی موقع پر بتائیں کہ جو نظام یا خلافت وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کس طرح نافذ ہو سکتی ہے؟"

(نوائے وقت 23-11-1994 صفحہ 1، صفحہ 7)

ظاہر ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد نظام خلافت کو خود سے تو کبھی قائم نہیں کر سکتے اور خلافت حقہ اسلامیہ کے علمی طور پر قائل ہونے کے باوجود وہ اسے عملی طور پر تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ گویا بقول شاعر

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

**(د) برصغیر ہندو پاک اور الٰہی مشیت**

اپنے مضمون "ملت اسلامیہ کی خصوصی ذمہ داری" (مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 3 جولائی 1993ء) میں ڈاکٹر اسرار احمد ابوداؤد کی حدیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایسے لوگوں کو اٹھاتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔ یعنی اسے تازہ کرتے رہیں گے۔" (ابوداؤد عن ابی ہریرۃؓ)

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب تجدید دین سے متعلق اسلامی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اور اب اس پس منظر میں مشاہدہ فرمائیے اس عظیم حقیقت کا کہ پورے ایک ہزار برس تک مجددین کا یہ سلسلہ عالم عرب میں ہی جاری رہا۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت امام حسن بصری سے امام غزالی اور شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ تک پورے سات سو برس کے عرصے میں تمام مشاہیر علماء وائمہ ہدایت اور مجددین امت عالم عرب میں پیدا ہوتے رہے...... تا آنکہ جیسے ہی امت کی تاریخ کے "الف ثانی" یعنی دوسرے ہزار سالہ دور کا آغاز ہوا تجدید دین کا اصل مرکز ہندوستان بن گیا۔ چنانچہ گیارہویں صدی ہجری کے عظیم ترین مجدد شیخ احمد سرہندیؒ بھی یہیں پیدا ہوئے...... پھر بارہویں صدی ہجری کے مجدد اعظم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی یہیں پیدا ہوئے...... پھر تیرھویں صدی ہجری میں سید احمد بریلویؒ بھی یہیں پیدا ہوئے جو بلاشبہ سلوک محمد ﷺ اور جہاد اسلامی کے مجدد اعظم تھے۔"

(مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 3 جولائی 1993ء)

شعبہ مخزن تصاویر (مرکزی امیج لائبریری) حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں جماعت کی تاریخی تصاویر کو ریکارڈ میں محفوظ کرنے کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی بھی ایسی تصویر / تصاویر ہیں جو جماعتی لحاظ سے تاریخی اہمیت کی حامل ہیں تو براہ کرم یہ تصاویر مع کوائف مثلاً نام، تاریخ، مقام وغیرہ درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

Makhzan-e-Tasaweer
Tahir House
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
info@amjinternational.org

انشاء اللہ ان تصاویر کو ریکارڈ میں محفوظ کر کے اصل تصاویر آپ کو بحفاظت لوٹا دی جائیں گی۔

اسی پتہ پر شعبہ ہذا کے زیر اہتمام ایک تصویری نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ مزید تفصیلات ٹیلی فون نمبر 02085447630 یا ہماری ویب سائٹ

**www.amjinternational.org**

سے حاصل کریں۔

## ایک اہم سوال

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے نہایت عمدگی سے مندرجہ بالا حقائق تحریر فرمائے ہیں لیکن حیرت ہے کہ جب وہ چودہویں صدی ہجری کا ذکر کرتے ہیں تو کسی شخصیت کا بطور مجدد ذکر نہیں کر پاتے۔ سوال یہ ہے کہ برصغیر سے متعلق ڈاکٹر صاحب اپنی مندرجہ بالا تصریح واستدلال کے مطابق جو گیارہویں صدی ہجری سے شروع ہوا، چودھویں صدی کے لئے سوادِ اعظم اور "انبوہِ کثیر" میں سے کسی بھی شخص کا نام بطور مجدد ہوں پیش نہیں کر سکے۔ وہ سچے مجدد کا نام پیش کرنے سے عمداً اور مجبوراً خاموشی اختیار کر گئے ہیں۔ گویا ان کے ساتھ وہی معاملہ ہوا:

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا!!

(ر) مضمون "پاکستان کا مستقبل" (مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 16 جولائی 1993) میں ڈاکٹر اسرار احمد اپنے بیان کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

"اس کی اصل اور محکم اساس گزشتہ چار سو سال کی تاریخ پر قائم ہے جو گواہی دیتی ہے کہ پچھلی چار صدیوں کے دوران میں تجدید دین کا سارا کام برعظیم پاک و ہند میں ہوا اور اس عرصے میں تمام مجددین اعظم اسی خطے میں پیدا ہوئے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشیت ایزدی اور حکمتِ خداوندی میں کوئی طویل المیعاد منصوبہ اس خطۂ ارض کے ساتھ وابستہ ہے۔"

(مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 16 جولائی 1993)

**(س) تشنہ بیٹھے ہو کنار جوئے شیریں حیف ہے**

اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس زمانہ کے دیگر علماء سے ہٹ کر بڑے جرأتمندانہ انداز میں خلافت اور آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام سے متعلق قرآنی آیت (سورہ نور: 56) اور متعدد احادیثِ مبارکہ کا تذکرہ کر کے اس مضمون کی عمدہ وضاحت کی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ چشمۂ مطلوب اور گوہر مقصود کے قریب پہنچ کر بھی اس سے کتنے دور ہیں!! اس امر کی وضاحت کے لئے ڈاکٹر اسرار احمد کے مضمون "خلیج کی جنگ ۔۔ جنگوں کی ماں (۲) مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 26-6-1993 کے یہ عبرتناک الفاظ پڑھئے:

"یہود کی روایات اور عہد نامہ قدیم میں مذکور انبیاء کرام کی پیشگوئیوں میں ایک ایسے "مسیحا" کی خبر تواتر کے ساتھ وارد ہوئی تھی جو بنی اسرائیل کو "ذلت" اور "مسکنت" سے نجات دلا کر انہیں ارض مقدس کے علاوہ اس پورے علاقے پر از سرِ نو غلبہ اور تمکن عطا کر دے گا جہاں تاریخ کے کسی بھی دور میں انہیں حکومت یا بالادستی حاصل رہی ہے۔ چنانچہ مکابی سلطنت کے زوال کے بعد جب بنی اسرائیل پر پہلے یونانیوں اور پھر رومیوں کی محکومی مسلط ہوئی تو وہ اپنے "مسیح موعود" کا شدت سے انتظار کرنے لگے۔ لیکن جب وہ مسیح موعود، عیسیٰ بن مریم کی صورت میں تشریف لے آئے تو یہود کی انتہائی بدبختی کہ انہوں نے بحیثیت مجموعی ان کا انکار کیا اور انہیں صرف رد ہی نہیں کیا بلکہ کافر اور مرتد ٹھہرا کر واجب القتل قرار دے دیا...... بہرحال اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہود کے یہاں "مسیح" کی جگہ تا حال خالی ہے اور وہ اپنے مسیحا کا اب بھی انتظار کر رہے ہیں۔"

(مضمون "خلیج کی جنگ۔ جنگوں کی ماں (2) مطبوعہ نوائے وقت 26-6-1993)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی بیان کردہ اس معنی خیز اور عبرت انگیز تاریخی اور دینی حقیقت کے بعد ہمیں ڈاکٹر صاحب سے فقط یہ سوال کرنا ہے:

کب کھلا تجھ پر یہ راز
انکار سے پہلے کہ بعد

❁❁❁❁❁❁

# جشنِ خلافت

آج خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں — یہ حقیقت ہے کوئی فسانہ نہیں
آج تارے ہیں اُترے زمیں پر یہیں — جیسے رنگوں کی برسات ہو دلنشیں
ہم دُعاؤں کی کلیاں پروتے ہوئے — آج سجدوں میں سر کو جھکانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

دل میں عشقِ نبیؐ کا اُجالا لئے — اور مسیحؑ کی دُعا کا سہارا لئے
جگ کی رعنائیوں سے کنارا کئے — اپنے جذبوں کو ظلمت میں تارا کئے
نفرتوں کی چتائیں جلاتے ہوئے — امن کی فاختائیں اُڑانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

ہم نے دیکھیں بہت ظلم کی آندھیاں — خوف کی ناگنیں ، دن کی تاریکیاں
اپنے سینوں میں گھٹتی سی آہ و فغاں — اور شعلوں میں جلتے ہوئے آشیاں
اپنے قدموں کو پھر بھی جماتے ہوئے — ہم دیئے چاہتوں کے جلانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

خوں شہیدانِ اُمت کے بہتے رہے — زہر قاتل بدیسی کے پیتے رہے
اور اسیری کے چابک بھی سہتے رہے — غرض مقتل نئے روز سجتے رہے
حق پرستی کی قیمت چکاتے ہوئے — آج فتح کے پرچم اُڑانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

تیر و تلوار سے جو ناممکن ہوئے — وہ سبھی کام ہم نے قلم سے لئے
کتنے کوہسارِ علم و ہُنر سر کئے — کتنے اِسرارِ عالَم عیاں کر دیئے
ہر زباں میں ہی قرآں سناتے ہوئے — پھول حمد و ثنا کے سجانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

یہ مسیح الزماںؑ کے حسیں باغ کی — ہر علاقے ، زباں ، رنگ اور نسل کی
کچھ نئی کونپلیں ہیں نئے عہد کی — جو مجاہد ہیں تحریکِ نَو وقف کی
یہ سِپاہ تازہ دَم مسکراتے ہوئے — پیار کی کہکشائیں بنانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

ایک ذرّہ جو چمکا تو تارا بنا — ایک قطرہ کہ دریا سے ساغر ہوا
ایک ہی گُل سے سارا گلستاں سجا — جس کی خوشبو سے عالم مہکنے لگا
اُس کے فضلوں کی جھڑیاں سمیٹے ہوئے — نصرتوں کے نشاں یہ دکھانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

یہ خلافت نبوت کا فیضان ہے — یہ شجر احمدیت کی پہچان ہے
یہ کہ واحد ہی وحدت کی سلطان ہے — اور یہ نعمت خدا کا ہی احسان ہے
ہم فلک بوس نعرے لگاتے ہوئے — یہ حقیقت جہاں کو بتانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

یہ بحر وہ کہ جس کے کنارے نہیں ہیں — ابھی اِس کی تہ میں خزانے کئی ہیں
یہ صدیاں جزیرے ہیں منزل نہیں ہیں — "ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں"
حوصلوں کو بُلند تر بناتے ہوئے — ہم محاذوں پہ پھر لوٹ جانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

اے میرِ سِپاہ اور سالارِ دیں — عہد کرتے ہیں تجھ سے یہ ہم احمدی
جب تلک تھم نہ جائے یہ لَے سانس کی — ہم تو مالا جپیں گے ترے نام کی
گر خدا نے جو چاہا تو ڈالیں گے ہم — اپنی نسلوں میں روح سچے اسلام کی
ہم کہ کٹتے رہیں گے جھکیں گے نہیں — ہم وہ فولاد ہیں جو نہ پگھلیں کبھی
ایسے طائر جو اُڑنے سے تھکتے نہیں — ایک چٹان جو نہ سِرک پائے گی
امتحاں کی کڑی سے کڑی دھوپ سے — ہم گزر جائیں گے ہر مصیبت سے بھی
اور قائم کریں گے دُعا سے تری — ہم وفاداریوں کی مثالیں نئی
ہم شہاب اور شجاع اور نرمان دیں — ہم بنیں گے خلافت کے نورِ جبیں
ایسا عزمِ یقیں تجھ سے باندھے ہوئے — اِک انوکھا جہاں ہم بسانے چلے

ہم تو **جشنِ خلافت** منانے چلے

(امتہ القدوس شمس۔ لندن)

# خلافت کی عظمت و اہمیت اور اس کی برکات سے متعلق

# سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے زرّیں ارشادات

{سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات اور خطابات میں خلافت کی عظمت و اہمیت، اس کی برکات اور خلافت سے وابستہ افراد جماعت کی ذمہ داریوں سے متعلق متعدد ارشادات فرمائے ہیں۔ ذیل میں آپ کے خطبات میں سے ایک انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین}

......"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادیٔ کامل ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، **ایک نظام خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے** جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ **اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔**"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اگست 2003ء بمقام مئی مارکیٹ، منہائیم۔ جرمنی)

......"**لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔** کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچا لیں، جتنا مرضی زور لگا لیں، خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھا لے گا اور کوئی نیا خلیفہ آ جائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں میں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے..........."

......"**یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔** وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ **وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔** وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین" (خطبہ جمعہ فرمودہ 21/مئی 2004ء بمقام بادکروزناخ۔ جرمنی)

...... "**آپ مجھے پیارے ہیں اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ اور ہر وہ شخص مجھے پیارا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اور آپؐ کے روحانی فرزند سے آپؐ سے محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے**"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/مئی 2005ء بمقام مسجد سلام، دارالسلام، تنزانیہ۔ مشرقی افریقہ)

......"**خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔** جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ **نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔** اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔

یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ **تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔** پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے......"

......"**یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔** اور اس کا آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ **لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دور خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلتے جانا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے۔** اسی لئے اس پر قائم رکھنے کے لئے میں پہلے دن سے ہی مسلسل تربیتی مضامین پر اپنے خطبات وغیرہ دے رہا ہوں..........."

......"**خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔** کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ **لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں......**"

......جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ **اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔**"

......"**جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں**"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مئی 2005ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ)

......"آج ہر احمدی کو حبل اللہ کا صحیح ادراک اور فہم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ **صحابہ کی طرح قربانیوں کے معیار قائم کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔** اگر ہر فرد جماعت اس گہرائی میں جا کر حبل اللہ کے مضمون کو سمجھنے لگے تو وہ حقیقت میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے ایک جنت نظیر معاشرے کی بنیاد ڈال رہا ہوگا۔ جہاں بھائی بھائی کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے، میاں بیوی کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے، ساسوں، بہوؤں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے۔ دوست دوست کے حق ادا کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی دے رہا ہوگا۔ جماعت کا ہر فرد نظام جماعت کی خاطر قربانی دینے کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اگست 2005ء بمقام مئی مارکیٹ۔ منہائیم (جرمنی)

......"**بحیثیت جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو زکوٰۃ کے نظام کو بھی قائم رکھے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مالی قربانیاں کرنے والی بھی ہے۔ اور اس میں خلافت کا نظام بھی رائج ہے۔** پس اس نظام کی برکت سے آپ تبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب حقیقی معنوں میں مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے نمائندے اور عاشق صادق کی تعلیم پر عمل کرنے والے بھی ہوں گے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/اپریل 2006ء بمقام صووا (جزائر فجی)

......"**مسیح موعود کے آنے کے بعد اس کو ماننا ضروری ہے اور پھر اس کے بعد جو خلافت** عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة **قائم ہونی ہے اس کی اطاعت بھی ضروری ہے۔** ورنہ یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کر لی۔ اور پھر اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے نظام جماعت میں یکرنگی پیدا کرنے کے لئے اور اس نظام کی حفاظت کے لئے یہ بھی فرما دیا کہ اولوالامر کی بھی اطاعت کرو۔ صرف مسیح موعودؑ کو جو مان لیا اس کے بعد جو نظام مسیح موعودؑ کی جماعت میں، نظام خلافت کے قائم ہونے سے قائم ہوا ہے اس کی بھی اطاعت کرو۔

**آج ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور ہم اس نظام میں پروئے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بھی توجہ دلاتا رہتا ہے اور ہم دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح بکھرے ہوئے نہیں بلکہ خلافت کی برکت کی وجہ سے ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں**"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 09/جون 2006ء بمقام مئی مارکیٹ۔ منہائیم (جرمنی)

......"میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعہ سے میری مدد کریں اور میں ہر وقت آپ کے لئے دعا گو رہوں کیونکہ **جماعت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں۔** اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں اُس طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ جب سب مل کر **خلافت احمدیہ اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا کر رہے ہوں گے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو کھینچنے والی ہوگی** کیونکہ امام اور جماعت کی دعائیں ایک سمت میں چل رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگ رہی ہوں گی۔ تو جب ایک سمت میں چل رہی ہوں گی تو دعائیں کرنے والوں کی سمتیں بھی ایک طرف چلتی رہیں گی۔ ان کو بھی یہ خیال رہے گا کہ جب ہم دعا کر رہے ہیں تو ہمارے عمل بھی ایسے ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوں، اس سمت میں جا رہے ہوں جہاں خلیفۂ وقت اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں جانا چاہئے یا خلیفۂ وقت اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ اگر اس احساس کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے تو اپنی اصلاح کی بھی ساتھ ساتھ توفیق ملتی رہے گی اور امام کے لئے نگرانی کا کام بھی آسان ہو رہا ہوگا۔

**پس اس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے**"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 6/اپریل 2007ء)

......"**ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔** اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا بھی حکم ہے۔ **پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو،** کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہو گے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ **اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ** یَعْبُدُوْنَنِیْ **یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے...........**"

"جہاں اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنت عطا کرنے کا وعدہ فرماتا ہے، وہاں اسے اپنی عبادت سے مشروط کرتا ہے اور اگلی آیت میں عبادت کی وضاحت کی کہ نماز کو قائم کرنے والے لوگ ہوں گے۔ لیکن جہاں یہ ذکر ہے کہ نماز کو قائم کرنے والے ہوں گے وہ صرف نماز کے بارے میں ہی نہیں فرمایا، بلکہ ساتھ ہی فرمایا کہ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃ کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ **زکوٰۃ اور مالی قربانی بھی استحکام خلافت اور تمہارے اس انعام پانے کا ذریعہ ہے۔** اور پھر آگے فرمایا وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ **ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ رسول ﷺ کی اطاعت** کرتے ہوئے اس کے مسیح و مہدی کو مانا جس کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے خلافت کی دائمی خوشخبری فرمائی تھی۔

**پس خلافت کا نظام بھی اطاعت رسول کی ایک کڑی ہے** اور اس دور میں اگر دین کی ضروریات کے لئے مالی تحریکات کی جاتی ہیں جو اگر زکوٰۃ سے پوری نہ ہو سکیں تو یہ عین اللہ اور رسول کی منشاء کے مطابق ہے......۔ جن پر زکوٰۃ فرض ہے، ان کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ زکوٰۃ دینی لازمی ہے وہ ضرور دیا کریں۔ خلافت نبوت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس زمانے میں

باقی صفحہ نمبر 22 پر ملاحظہ فرمائیں

# حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی
## خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

(ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ۔ جرمنی)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل، مولانا نورالدینؓ اس صدی میں اسلام کے وہ بے مثال فدائی ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نثار کر دیا۔ آپ وہ عظیم فرزندِ اسلام ہیں جنہوں نے عصرِ حاضر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ماموریت کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہی۔ اور پھر اس راہ میں آخر تک قربانی کا نادر نمونہ قائم فرمایا۔

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ سیدنا حضرت عمر فاروقِ اعظم، آنحضرت ﷺ کے خلیفہ دوم کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی پیدائش 1842ء میں بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہوئی۔ آپ اپنے سات بھائیوں اور دو بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام حضرت حافظ غلام رسول صاحبؒ تھا جو ایک علم دوست انسان تھے۔ قرآن کریم سے اس قدر عشق رکھتے تھے کہ ہزار ہا روپیہ صرف کر کے ممبئی سے قرآن مجید لا کر پنجاب کے شہروں اور دیہات میں پھیلایا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جن کا نام حضرت نور بخت صاحبہؒ تھا۔ آپ بھی قرآن مجید سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ گھر پر بچوں کو قرآن پڑھانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو عشقِ قرآن گویا اپنے والدین سے ورثہ میں ملا۔

آپ کا رنگ گندمی تھا۔ قد لمبا تھا۔ ڈاڑھی اس قدر گھنی کہ آنکھوں کے حلقوں تک بال پہنچے ہوئے تھے۔ شکل وصورت سے نہایت وجیہ تھے۔

آپ کے ایک بچے کا نام اسامہ تھا جس کی وجہ سے آپ کی کنیت ابواسامہ ہوئی۔

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح اوّل عشق قرآن، توکل علی اللہ، مالی قربانی اور اطاعت امام میں ایسا مقام رکھتے ہیں جو بعض لحاظ سے عدیم المثال ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں“۔

پھر اپنی اس آرزو کو ایک شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

دوسری جگہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس مردِ مومن کے متعلق یہ شاندار توصیفی الفاظ استعمال کئے ہیں کہ:۔

”مولوی نورالدین صاحب اس طرح میری پیروی کرتے ہیں جس طرح انسان کی نبض اس کے دل کی حرکت کے پیچھے چلتی ہے۔“

حقیقتاً حضرت مولوی صاحب کا مقامِ اطاعت اور مقامِ توکّل بہت ہی بلند تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ دعویٰ سے پہلے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ مجھے کوئی ایسا مددگار عطا کرے جو میرا دست و بازو ہو کر کام کر سکے۔ چنانچہ جب حضرت مولانا نورالدین نے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو انہیں دیکھتے ہی حضور کے دل سے یہ صدا نکلی ھٰذَا دُعَائِی یعنی یہ مردِ مومن میری دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔

ادھر حضرت مولوی نورالدین صاحب جب قادیان پہنچے تو پہلی نظر میں ہی گوہرِ مقصود کو پالیا اور خوشبو سے ہی گلفام کی رعنائیوں کو بھانپ لیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”مَیں نے دیکھتے ہی دل میں کہا یہی مرزا ہے۔ اور اس پر مَیں سارا ہی قربان ہو جاؤں“۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی ارفع شان اور علم کی گہرائی اور خداداد بصیرت اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد ابھی بچہ ہی تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ان کے متعلق وثوق کے ساتھ فرمایا کہ ”یہی ہونے والا مصلح موعود ہے“۔

❁......آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو قرآن کریم کے ساتھ عشق و محبت ہے۔ آپؓ قرآن کریم کے عاشقِ صادق تھے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، آیاتِ قرآنیہ پر گھنٹوں غور وفکر کرتے رہنا اور جہاں بھی ہوں درسِ قرآنِ کریم کا سلسلہ جاری رکھنا، یہ آپ کے روزمرّہ کے چیدہ وپسندیدہ اور محبوب ومرغوب مشاغل تھے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

”قرآنِ کریم میری غذا، میری تسلّی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے۔ اور میں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبّر کرنے والی بنائی ہے۔ اور میں ہمیشہ دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں“۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 596)

آپ کے عشق قرآن کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کو مسلسل ایک ماہ سفر کرنا پڑا۔ آپؓ نے اس ایک ماہ کے سفر کے دوران 14 پارے حفظ کر لئے۔ قرآن کریم سے عقیدت ومحبت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دفعہ درسِ قرآن دینے مسجد اقصیٰ کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ کو بتایا کہ صوفی غلام محمد صاحب نے قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ فرطِ مسرت میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے وہیں سجدہ میں گر گئے۔

حضرت مولوی صاحب نے اپنی بیٹی حفصہ کی رخصتی کے موقعہ پر علاوہ مروّجہ جہیز کے ایک صندوق کتابوں کا بھی دیا جو آپ کے زیرِ مطالعہ رہتی تھیں۔ جب اسے ڈولی میں سوار کیا گیا تو آپ اسے رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے اور کہا ”حفصہ مَیں تیرا جہیز لایا ہوں“۔ اور ایک کاغذ اس کی گود میں رکھ دیا اور کہا ”بچہ اس کو سسرال پہنچ کر کھولنا اور پڑھ لینا“۔ اس میں علاوہ دیگر نصائح کے یہ بھی لکھا تھا۔ ”قرآن کریم ہمیشہ پڑھنا اور چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو قرآن پڑھانا“۔

آپ کے دل میں قرآن کریم کی غیر معمولی عظمت پائی جاتی تھی۔ آپ نہ صرف خود قرآن کریم سے فیضیاب ہوتے بلکہ دوسروں کو بھی درسوں سے مستفیض فرماتے۔ اور اس مقصد کے لیئے بڑی سعی سے اہتمام فرماتے تھے۔ جب آپ جموں میں تھے وہاں بھی درسوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

”مَیں نے جموں میں بہت درس دئے ہیں۔ اپنی جیب سے بہت سے روپے بھی اس کام کے لئے خرچ کرتا تھا۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ ہم تیرے لئے دوسری صورت پیدا کر دیں گے۔ اب مَیں قادیان میں کچھ زیادہ روپیہ بھی خرچ نہیں کرتا۔ اخلاص ایسی چیز ہے کہ یا تو مَیں ہزاروں روپے خرچ کر کے بعض نوجوانوں کو بنانا چاہتا تھا۔ یا اب مَیں ایسے نوجوانوں کو جانتا ہوں جو مجھ پر جان دینے کو تیار ہیں اور میرے بالکل جانگداز عاشق ہیں۔“ (مرقات الیقین صفحہ 225)

آپ کا درس بڑا پُر معارف اور پُر اثر ہوتا تھا۔ حاجی غلام احمد صاحب اور بشارت علی صاحب پوسٹ ماسٹر بیعت سے قبل بغرض تحقیق قادیان تشریف لے گئے۔ عصر کا وقت تھا۔ سیدھے مسجد اقصیٰ میں چلے گئے۔ وہاں حضرت مولوی صاحب قرآن کریم کا درس دے رہے تھے۔ یہ دونوں احباب درس میں شریک ہو گئے۔ آپ کے درس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ سمجھنے لگے کہ شائد آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ آپ مولوی نور الدین ہیں اور مسیح موعود دوسرے ہیں۔ یہ سن کر حاجی غلام احمد صاحب فرمانے لگے۔ ”یہ تو اور بھی خوشی کی بات ہے۔ جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں وہ خود کیسے بینظیر ہوں گے۔“

حضرت مولوی صاحب قرآنِ کریم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے زلفِ محبوب نظر آتے ہیں اور میرے منہ سے قرآن کریم کا ایک سمندر رواں ہو جاتا ہے۔ اور میرے سینہ میں قرآن کریم کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض دفعہ تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔“ (بدر 19/ اکتوبر 1911ء)

آپ نے عشق قرآن کی یہ لذت اپنے آقا سے پائی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا۔ تا حشر کے میدان میں اور بہشت میں بھی قرآن پڑھوں، پڑھاؤں اور سناؤں۔“

آپ کے سینہ میں قرآن کا جو چراغ روشن تھا۔ آپ بیحد متمنی تھے کہ کسی نہ کسی طرح یہ چراغ ہر سینہ میں روشن ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے آپ درسِ قرآن بڑی محبت لگن اور باقاعدگی سے دیتے تھے یہاں تک کہ جب آپ مرض الموت میں مبتلا تھے اور کمزور اور نحیف ہو چکے تھے۔ تب روزانہ دو آدمیوں کا سہارا لے کر درس دینے کے لئے تشریف لے جاتے۔ جب سہارا لے کر چلنے کی بھی سکت نہ رہی تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا۔ کہ اب آپ درس دینا بند کر دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

”قرآن کریم میری روح کی غذا ہے۔ اس کے بغیر میرا زندہ رہنا محال ہے۔ لہٰذا درس مَیں کسی حالت میں بھی بند نہیں کر سکتا۔ بول تو میں سکتا ہوں۔ خدا کے آگے کیا جواب دوں گا۔ درس کا انتظام کرو کہ مَیں قرآن مجید سنا دوں۔“

وفات سے قبل اپنے بیٹے عبدالحیٔ کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:

”تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنا، پڑھانا اور عمل کرنا۔ میں نے بہت کچھ دیکھا پر قرآن جیسی چیز نہ دیکھی۔ بے شک یہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔“ اور وفات سے چند روز قبل جماعت کے نام جو وصیت تحریر فرمائی۔ اس وصیت کے آخری الفاظ یہ مرقوم فرمائے: ”قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔“

آپ کی قرآن کریم سے محبت، قرآن دانی، قرآن فہمی اور تفسیر بیانی کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نگاہ میں خاص مقام حاصل تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جس طرح ان کے دل میں قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ایسی محبت میں کسی اور کے دل میں نہیں دیکھتا۔ آپؓ قرآن کے عاشق ہیں اور آپ کے چہرہ پر آیات مبین کی محبت ٹپکتی ہے۔ آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نور ڈالے جاتے ہیں۔ پس آپ ان نوروں کے ساتھ قرآن شریف کے وہ دقائق دکھاتے ہیں جو نہایت بعید و پوشیدہ ہوتے ہیں۔ آپ کی اکثر خوبیوں پر مجھے رشک آتا ہے۔ آپ کی فطرت کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے پوری پوری مناسبت ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں بے شمار خزانے ہیں جو اس بزرگ جوان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ جب کبھی آپ کتاب اللہ کی تاویل وتفسیر کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ تو اسرار کے قلعے کھول دیتے ہیں۔ لطائف کے چشمے بہا دیتے، عجیب وغریب پوشیدہ معارف ظاہر کرتے۔ دقائق کے ذرات کی تدقیق کرتے اور حقائق کی انتہا تک پہنچ کر کھلا کھلا نور لاتے ہیں۔“

❁......آپ کی سیرت کا ایک بہت ہی نمایاں اور ممتاز پہلو آپ کا اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور کامل توکّل ہے۔ اس پہلو سے آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بڑا ہی حسین وجمیل، روح پرور اور دلکش منظر دکھائی دیتا ہے۔ آپ ہر بات میں اللہ تعالیٰ پر متوکّل نظر آتے ہیں۔ اُدھر اللہ تعالیٰ ہر بات میں آپ کا متولی اور متکفل دکھائی دیتا ہے اور ہر وقت آپ کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتا ہوا جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور آپ کے ساتھ یہ ایک وعدہ الٰہی تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ میں اگر جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ مجھے رزق پہنچائے گا اور مَیں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا۔“ اور واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ آپ کی پوری زندگی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں، برکتوں اور رحمتوں کا سایہ آپ پر نظر آتا ہے۔

❁......حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ گورداسپور ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے۔ حضورؑ نے وہاں سے کہلا بھیجا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب فوراً پہنچ جائیں۔ چنانچہ مَیں اور حضرت مولوی صاحب دو بجے بعد دوپہر یکّہ پر بیٹھ کر بٹالہ کی طرف چل پڑے۔ شیخ صاحب کہتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحب کہا کرتے ہیں ”کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مَیں اگر کہیں جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ مجھے رزق پہنچائے گا اور مَیں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا۔“ آج ہم بے وقت چلے ہیں۔ پتہ لگ جائے گا کہ رات کو ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوتا ہے۔ بٹالہ میں مقامی جماعت کی طرف سے ایک مکان بطور مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔ اس میں ہم دونوں چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحب وہاں ایک چارپائی پر لیٹ گئے اور کتاب پڑھنے لگے۔ اس وقت اندازاً شام کے چھ بجے کا وقت ہو گا۔ اچانک ایک اجنبی آیا اور کہنے لگا۔ آج مولوی نورالدین صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں، وہ کہاں ہیں۔ مَیں نے کہا وہ یہ لیٹے ہوئے ہیں۔ کہنے لگا حضور میری ایک عرض ہے۔ آج شام کی دعوت میرے ہاں قبول فرمایئے۔ مَیں ریلوے میں ٹھیکیداری کرتا ہوں۔ اور مَیں نے امرتسر جانا ہے میرا ملازم حضور کے لئے کھانا لے آئے گا۔ مولوی صاحب نے فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ شام کے وقت اس کا ملازم بڑا پُر تکلف کھانا لے کر حاضر ہوا۔ اور ہم دونوں نے سیر ہو کر کھا لیا۔ شیخ صاحب کہنے لگے۔ میرے دل میں خیال آیا ان کی بات تو صحیح ہو گئی۔ اور انہیں خدا نے واقعہ میں کھانا بھجوا دیا۔ چونکہ گاڑی رات دس بجے کے بعد چلتی تھی۔ میں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اندھیرا ہو رہا ہے پھر مزدور نہیں ملے گا، ہم کسی مزدور کو بلا لیتے ہیں اور سٹیشن پر پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں ویٹنگ روم میں آرام کر لیں گے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا بہت اچھا۔ چنانچہ مَیں نے ایک مزدور بلا لیا۔ وہ ہم دونوں کے بستر لے کر سٹیشن پر پہنچ گیا۔ چونکہ گاڑی رات دس بجے کے بعد آتی تھی۔ مَیں نے آپ کا بستر کھول دیا کہ حضرت مولوی صاحب آرام فرمالیں۔ جب مَیں نے بستر

کھولا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے۔ کہ اس کے اندر سے ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے دو پراٹھے نکلے جن کے ساتھ قیمہ رکھا ہوا تھا۔ مَیں سخت حیران ہوا اور مَیں نے دل میں کہا لو بھئی۔ وہ کھانا بھی ہم نے کھا لیا اور یہ خدا کی طرف سے اور کھانا بھی آ گیا۔ کیونکہ اس کھانے کا ہمیں مطلقاً علم نہیں تھا۔ مَیں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ حضور جب ہم قادیان سے چلے تھے تو چونکہ اچانک اور بے وقت چلے تھے۔ مَیں نے دل میں سوچا کہ آج ہم دیکھیں گے۔ کہ مولوی صاحب کو کھانا کہاں سے آتا ہے۔ سو پہلے آپ کی دعوت ہو گئی اور اب یہ پراٹھے بستر سے بھی نکل آئے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا: ”شیخ صاحب اللہ تعالیٰ کو آزمایا نہ کرو اور خدا سے ڈرو۔ اس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے۔“

۞......حضرت مولوی صاحب ریاست جموں کشمیر میں مہاراجہ کے ہاں بطور شاہی طبیب کے رہ رہے تھے مگر آپ سب کی سب آمدنی مساکین اور بیوگان میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک ہندو آپ سے اکثر کہا کرتا مولوی صاحب ہر ماہ کچھ نہ کچھ رقم پس انداز کر لیا کریں۔ سدا حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ آپ اس ہندو کو ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ ایسے خیالات لانا اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ ہم پر انشاء اللہ کبھی مشکلات نہیں آئیں گی۔ پھر آپ کو مہاراجہ کی طرف سے ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس ملا۔ اس ہندو نے آ کر کہا۔ شائد آج آپ کو میری نصیحت یاد آ رہی ہو۔ آپ نے فرمایا: تمہاری نصیحت کو مَیں جیسا پہلے حقارت سے دیکھتا تھا آج بھی ویسا ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔ اسی اثنا میں خزانہ کا ایک آدمی آتا ہے اور چار سو اسّی روپے آپ کے آگے رکھتے ہوئے کہتا ہے۔ یہ آپ کی تنخواہ ان دنوں کی ہے جو اس مہینہ سے گزر چکے ہیں۔ اس ہندو نے افسران کو گالی دے کر کہا: ”کیا نوردین تم پر نالش تھوڑی کرنے لگا تھا۔“ ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک رانی کی طرف سے ایک خطیر رقم آپ کو بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر ہندو کا غصہ اور بڑھ گیا اور کہنے لگا جس شخص کا آپ نے ایک لاکھ پچانوے ہزار قرض دینا ہے وہ تو اپنا قرضہ وصول کئے بغیر آپ کو نہیں جانے دے گا۔ اس نے ابھی یہ بات ختم ہی کی تھی کہ جس سیٹھ کا آپ نے قرض دینا تھا اس کا آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا ”میرے مالک نے کہا ہے کہ مولوی صاحب کو تو جانا ہوگا۔ ان کے پاس روپیہ نہ ہوگا تم ان کا سب سامان گھر جانے کا کر دو۔ اور جس قدر روپیہ کی ان کو ضرورت ہو دیدو“۔ آپ نے فرمایا ”مجھ کو روپیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ خزانہ سے بھی روپیہ آ گیا ہے اور ایک رانی نے بھی بھیج دیا ہے۔ میرے پاس روپیہ کافی سے زیادہ ہے۔“ اب تو ہندو پر عجیب گزری۔ وہ غصہ سے کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا ”پرمیشر (خدا) کے یہاں بھی کچھ لحاظ داری ہوتی ہے۔ ہم لوگ صبح سے شام تک کیسے کیسے دکھ اٹھاتے ہیں تب کہیں جا کر بڑی دقّت سے روپیہ کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ بھلا اس احمق کو دیکھو اپنے روپیہ کا مطالبہ تو کیا اور دینے کو تیار ہو گیا۔“ آپ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے ہم اس کا روپیہ جلد ادا کر دیں گے۔ تم ان بھیدوں کو سمجھ نہیں سکتے“۔

کشمیر سے ملازمت سے فارغ ہو کر آپ جلد ہی قادیان میں مستقل طور پر رہائش پزیر ہو گئے تھے۔ آپ پر ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ قرض تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد جموں و کشمیر کے مہاراجہ کو شدت سے احساس ہوا کہ مولوی صاحب کو ملازمت سے علیحدہ کرنے میں آپ سے زیادتی اور ناانصافی ہوئی ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے مہاراجہ نے ایک سکیم سوچی کہ اس مرتبہ جنگلات کا ٹھیکہ صرف اس شخص کو دیا جائے گا جو منافع کا نصف مولوی صاحب کو ادا کرے۔ اس شرط پر جس شخص نے ٹھیکہ لیا ایک سال بعد اس نے منافع کا حساب کیا۔ تو کل منافع جو بچا، تین لاکھ نوے ہزار روپیہ بنا۔ جس کا نصف ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ تھا۔ شرط کے مطابق ٹھیکیدار یہ رقم لے کر خود حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا: تم یہ رقم واپس لے جاؤ اور کشمیر میں فلاں سیٹھ کو جا کر دے دو۔ اس کا ہم نے قرض دینا تھا۔ اگلے سال وہ ٹھیکیدار پھر منافع کی رقم لے کر حاضر ہوا۔ دنیا داروں کے نزدیک روپے میں بڑی کشش ہوتی ہے مگر اس خدا رسیدہ بزرگ کی خدمت میں منافع کا روپیہ پیش کیا جاتا ہے۔ تو لینے سے انکار کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ نہ اس کام میں میرا سرمایہ لگا، نہ مَیں نے محنت کی۔ مَیں اس کا منافع لوں تو کیوں لوں۔ ٹھیکیدار نے کہا پھر پچھلے سال کیوں لیا تھا۔ فرمایا وہ تو میرے ربّ نے اپنے وعدہ کے مطابق میرا قرض اتارنا تھا۔ جب وہ اتر گیا تو اب مَیں کیوں لوں۔ اس پر وہ ٹھیکیدار واپس چلا گیا۔

۞......آپ کو ریاست میں ایک معقول تنخواہ پانے کے علاوہ سال میں متعدد مرتبہ بیش بہا انعام و اکرام سے بھی نوازا جاتا تھا۔ مگر وہ ساری رقم آپ طلباء، بیوگان، یتامیٰ اور دیگر ضرورتمندوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کر دیتے تھے اور بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کی زندگی میں ایک خاص بات جو ہمیشہ نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ آپ جہاں کہیں رہے۔ آپ نے دینیات کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کی ایک جماعت ہمیشہ اپنے پاس رکھی۔ مستحق طالب علموں کا سارا بوجھ عموماً خود ہی برداشت کرتے رہے اور جس قدر محنت آپ نے علماء تیار کرنے میں کی وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے اور آپ نے یہ سلسلۂ فیض ہمیشہ جاری رکھا۔

۞......بھیرہ میں ایک عالی شان مکان شفاخانہ قائم کرنے کی لئے بنوانا شروع کیا۔ کچھ عمارتی سامان خریدنے کے لئے لاہور جانا پڑا وہاں سے زیارتِ حبیب کے لئے قادیان تشریف لے گئے اور اپنے آقا کے حسبِ ارشاد قادیان ہی کے ہو رہے۔ اطاعت امام کا یہ عالم تھا کہ آقا کے ہر حکم، ہر ہدایت بلکہ ہر اشارہ پر لبّیک کہنا اور عمل کرنا جزو ایمان یقین کرتے تھے۔ بہت سے واقعات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس جگہ بھی اور جس وقت بھی اور جس حالت میں بھی آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی پیغام ملا ہے۔ تو آپ سب کچھ چھوڑ کر بغیر ایک لمحہ کے توقّف کے تعمیل ارشاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ جوتا بھی چلتے چلتے پہنتے اور پگڑی بھی چلتے چلتے باندھتے۔ یہاں تک کہ اگر خطبہ کے دوران میں پیغام ملا ہے تو خطبہ چھوڑ کر حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ کی ایسی ہی بے مثل و بے نظیر اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اگر مَیں نورالدین کو حکم دوں کہ تو پانی میں کود جا۔ تو کود جانے کو تیار ہے اور اگر مَیں اس کو کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا تو وہ میرے حکم سے آگ میں جانے کے لئے تیار ہے۔“

۞......حضرت مولوی صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے جو کچھ پایا ہے اور جو کچھ سیکھا ہے اپنے پیارے مطاع و امام سے سیکھا اور پایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”لوگ اِکسیر اور سنگِ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے۔ میرے لئے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ مَیں نے ان کو چھوا تو بادشاہ بن گیا۔“

۞......ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ تو خود اس قابل ہیں کہ دوسروں کی بیعت لیتے۔ آپ نے خود مرزا صاحب کی بیعت کر لی۔ آپ نے جواباً فرمایا:

”ایک گناہ تھا جو مجھ سے چھوٹتا نہیں تھا مرزا صاحب کی بیعت کی ہے تو وہ گناہ چھوٹا ہے۔“

۞......اسی قسم کا سوال ایک موقعہ پر کسی نے کیا کہ آپ تو خود پہنچے ہوئے باکمال بزرگ ہیں۔ آپ نے مرزا صاحب کی بیعت کیوں کی تو آپ نے فرمایا:

”اس سے پہلے مجھے خوابوں میں آنحضرت ﷺ کی ملاقات و زیارت ہوتی تھی اور اب بیداری میں آنحضور ﷺ کی ملاقات و زیارت ہوتی ہے۔“

۞......آپ کی اپنے آقا و مطاع کی کامل اتباع اور اطاعت کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ آپ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے محبوب ترین صحابی تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے گھر عورتوں میں بحث چل رہی تھی کہ حضرت اقدسؑ کو اپنے مریدوں میں سے سب سے زیادہ پیارا اور محبوب کون ہے۔ حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو حضرت صاحب کو سب سے زیادہ پیارے مولوی نور الدین ہیں۔ اور فرمانے لگیں۔ مَیں اس بات کا تمہارے سامنے ابھی امتحان کرائے دیتی ہوں۔ آپؓ حضور کے کمرہ میں تشریف لے گئیں اور حضورؑ کو مخاطب کر کے فرمانے لگیں: ”آپ کے جو سب سے زیادہ پیارے مرید ہیں وہ“ اتنا فقرہ بولا تھا کہ فوراً حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ ”مولوی نورالدین کو کیا ہوا ہے جلدی بتاؤ۔“ حضرت اماں جانؓ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ”وہ تو ٹھیک ہیں مَیں تو آپ کے منہ سے یہ بات کہلوانا چاہتی تھی کہ آپ کے سب سے زیادہ پیارے مرید کون ہیں۔“

۞......ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب شدید طور پر بیمار ہو گئے حتّٰی کہ ڈاکٹروں نے بڑی مایوسی کے رنگ میں انتہائی تشویش کا اظہار کر دیا۔ حضرت اقدس مغموم و متفکر حالت میں گھر لوٹے اور فرشِ زمین پر ہی بیٹھ گئے۔ حضرت اماں جانؓ سمجھ گئیں کہ آپ حضرت مولوی صاحب کی وجہ سے پریشان ہیں۔ آپ قریب آئیں اور دِلاسا کے رنگ میں ذکر فرمانے لگیں۔ ”کہ مولوی برہان الدین صاحب وفات پا گئے اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو صحت دے دے“۔ یہ سن کر حضرت اقدسؑ نے بے ساختہ درد بھرے لہجہ میں فرمایا: ”یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے“۔

قدرت ثانیہ کا مظہرِ اوّل، احمدیت کا بطل جلیل، کمالات روحانیہ کا جامع، صفات نورانیہ کا حامل، علوم دینیہ کا خزانہ، معارف قرآنیہ کا چشمہ رواں، صدیقی جمال کا مظہر، فاروقی جلال کا آئینہ، سیّدنا حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ آسمانِ احمدیت کا وہ روشن ستارہ ہیں جو رہتی دنیا تک جگمگاتا رہے گا اور متلاشیانِ حق کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا رہے گا اور قیامت تک ہر احمدی کو مسیحِ زماں کی یہ پکار دعوت الی الخیر دیتی رہے گی کہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نوردیں بودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بودے

۞۞۞۞۞۞۞

بقیہ: خلافت کی عظمت و اہمیت کے بارہ میں حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات از صفحہ نمبر 20

**خلافت علی منہاج النبوۃ کی پیشگوئی ہے۔ اس لئے خلفاء کے مقرر کردہ چندے اور تحریکات اللہ تعالیٰ اور رسول کے حکم کے مطابق ہیں اس لئے ان کی ادائیگی کی طرف توجہ ہونی چاہیئے...... پس خلافت کے ساتھ وابستہ ہو کر جہاں قیام نماز ہوگا، زکوٰۃ کی ادائیگی ہوگی، نمونے ہوں گے جس سے دین کی تمکنت قائم ہو، وہاں اللہ اور رسول کے حکموں پر عمل کر کے ایک مومن اللہ تعالیٰ کے رحم کا وارث بھی بن رہا ہوگا“۔**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2007ء)

۞......**”آج جب ہم خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر شکر کے جذبات سے لبریز ہیں اور خوشی منا رہے ہیں، دین کے اس سب سے اہم رکن کی طرف خاص طور پر ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہیئے کیونکہ خلافت کا وعدہ ان ایمان والوں کے ساتھ ہے جو نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دینے والے ہیں۔ پس اگر حقیقی رنگ میں خلافت کے انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننا ہے تا کہ اس انعام سے ہمیشہ فیض پاتے رہیں تو اپنی نمازوں کے قیام کی طرف خاص توجہ دینا ہر احمدی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس دوبارہ میں کہتا ہوں کہ ہر احمدی اپنے جائزے لے کہ کیا ہم اپنی نمازوں کی حفاظت اس کا حق ادا کرتے ہوئے کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے اپنی نمازوں کے وہ معیار حاصل کر لئے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں؟**

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 فروری 2008ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

۞۞۞۞۞

## خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں ہے۔ ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25/جون 1982ء)

”ہر احمدی خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہو، برائیوں سے بچنے والا ہو، خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ اگر آپ نے ان باتوں پر عمل کر لیا تو آپ کی اولادیں محفوظ ہو جائیں گی، آپ کے گھر برکت سے بھر جائیں گے۔ آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہو جائے گی“۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

# خطبہ جمعہ

**امریکہ اور کینیڈا کا سفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکتیں سمیٹے ہوئے تھا۔ جلسہ کے علاوہ دوسرے پروگرام بھی تھے۔ غیروں کو بھی مختلف رنگ میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس کا مثبت ردّعمل بھی ہوا۔**

**اللہ تعالیٰ نے اس سال خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور جماعت کے تعارف کی دنیا میں ایسی ہوا چلائی ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہے۔**

**کیلگری مسجد کے افتتاح کے موقع پر تقریب میں کینیڈا کے وزیر اعظم کی شمولیت اور جماعت کے متعلق نیک خیالات کا اظہار۔**

**اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک کے دورے احمدیت اور اسلام کے حقیقی پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ اس خدا کے وعدے کی وجہ سے ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا کہ مَیں تجھے عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ یہ الٰہی تقدیر ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ بدقسمت مولوی جتنا چاہے زور لگالیں، ان کے مونہوں کی بک بک کے سوا اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں جو وہ کہتے ہیں۔ احمدیوں کو عارضی تکلیفیں دے کر خوش ہو رہے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر بھی ان کے خلاف چل چکی ہے اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بدانجام کو پہنچنے والے ہیں۔**

**وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی**

**(سلسلہ کے پرانے واقف زندگی، مبلغ سلسلہ مولانا نورالدین صاحب منیر کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب)**

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 11/جولائی2008ء بمطابق11/وفا1387ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

جیسا کہ احباب جماعت کے علم میں ہے، گزشتہ دنوں مَیں امریکہ اور کینیڈا کے جلسوں میں شمولیت کے لئے وہاں سفر پہ گیا ہوا تھا۔ جلسے کے علاوہ دوسرے پروگرام بھی تھے، غیروں کو بھی مختلف رنگ میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس کا مثبت ردّعمل بھی اس طبقے کی طرف سے ہوا جنہوں نے یہ باتیں سنیں، یا جن کو کسی بھی رنگ میں جماعت سے تعارف حاصل ہوا۔ اسلام کے متعلق ان کے دل میں جو شبہات اور شکوک تھے وہ دُور ہوئے۔ بہرحال مجموعی طور پر یہ سفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکتیں سمیٹے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنوں اور غیروں میں اس کے جاری اور دوررس نتائج پیدا فرمائے۔ یہ تمام باتیں یا اثرات جو اپنوں میں بھی اور غیروں میں بھی ہمیں سننے اور مشاہدہ کرنے کو ملے، یہ نہ تو صرف جماعت کی انتظامیہ کی اعلیٰ پلاننگ یا تعلقات کا نتیجہ تھے۔ نہ ہی مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مَیں نے جس طرح غیروں میں مضامین بیان کئے انہوں نے ان کی توجہ اپنی طرف کھینچی اور اسلام کے بارے میں ان کے شکوک دور ہوئے یا اس کا انہوں نے اظہار کیا۔ یقیناً قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلام دلوں پر اثر کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی مرضی اور منشاء نہ ہو تو یہی خدا کا کلام اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ان کو جو بغض اور عناد اور دشمنی پر تلے ہوئے ہوں، خسارے کے علاوہ کسی چیز میں نہیں بڑھاتا۔ پس دلوں کا کھولنا، ان میں اثر پیدا کرنا، یہ بھی خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور جب وہ چاہے ایسا ماحول اور حالات پیدا کرتا ہے کہ ایک بات اثر کرتی ہے۔ پس اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچے اور پھر ان لوگوں میں سے جو نیک فطرت ہیں وہ اسے قبول کریں اور پھر درجہ بدرجہ ہر ایک اس کا اثر اپنے دل پر محسوس کرے۔ اور کم از کم جن کو اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچتی ہے اگر کچھ نہ کچھ ان میں نیکی ہے تو یہ ردّعمل ان سے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی دشمنی سے باز آ جاتے ہیں کیونکہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا ہے تا اسلام کا خوبصورت چہرہ لوگوں کو دکھائیں۔

اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو اسلام کا حقیقی چہرہ دکھا سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اب یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام کا حسن آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر ہو۔ آپ کو یہ الہام ہوتا ہے کہ ’’آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں‘‘۔ پس جب آسمانی تائیدیں ساتھ ہوں تو نیک نتائج بھی نکلا کرتے ہیں۔ آج اگر اسلام کی تعلیم کا لوگوں پر اثر ہوتا ہے، آج اگر یہ برملا اظہار کیا جاتا ہے کہ یہ تو بالکل نئی باتیں ہیں جو آج ہمیں اسلام کے بارے میں پتہ لگ رہی ہیں تو یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ آسمانی تائیدات کے ساتھ ہونے کا وعدہ پورا فرما رہا ہے، دلوں اور سینوں کو کھول رہا ہے۔

پس یہ نظارے جو ہم نے دورہ کے دوران دیکھے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہم نے دیکھا کہ عزت سے لیا جا رہا ہے، آپؑ کی جماعت کے بارہ میں عمدہ تاثرات کا اظہار کیا جا رہا ہے، اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں بغیر کسی تبصرے کے انہی الفاظ میں بیان کیا جا رہا ہے جو ان لوگوں کو بتایا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ہے ورنہ ان ملکوں کے لوگ تو بڑے آزاد خیال اور دلوں میں بڑائی رکھنے والے لوگ ہیں۔ باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے والے ہیں۔ اسلام کے خلاف تو ہر بات کو ہوا دی جاتی ہے

لیکن حق میں اگر کوئی بات کرنی ہو تو کم ہی ہے کہ انصاف سے کام لیا جائے۔ پس بغیر کسی خاص کوشش کے اور خرچ کئے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جب دنیا میں سنا جاتا ہے، آپ کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے، آپؑ کے خلفاء کے ساتھ بھی غیر لوگ عزت سے پیش آتے ہیں، آپؑ کی جماعت کی تعریف ہر وہ شخص جو تعصب سے پاک ہے کرتا ہے تو یہی تائیدی نشانات ہیں۔ ان کا مشاہدہ مَیں نے اپنے اس دورے کے دوران بھی کیا جو امریکہ اور کینیڈا کا تھا۔ بلکہ ان ملکوں کے رہنے والے احمدیوں نے بھی کیا۔ کیونکہ ہر احمدی نے خاص طور پر وہ جو کسی نہ کسی رنگ میں جو بعض فنکشنز ہوئے ان کے انتظامات میں شامل تھے یا اپنے قریبی دوستوں کو اور واقف کاروں کو دعوت دینے والے تھے، فنکشن میں لانے والے تھے، انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہماری توقع سے بڑھ کر، ہماری دعوت پر باتیں سننے کے لئے لوگوں کی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اخبارات اور دوسرے میڈیا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسلام کے حقیقی پیغام کو کوریج دی اور لوگوں تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا کہ مَیں تجھے عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور پھر اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ یہ بھی ہم دنیا کے ہر ملک اور براعظم میں پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سال خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور جماعت کے تعارف کی دنیا میں ایسی ہوا چلائی ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہے۔ اس کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو آپ کا پیغام پہنچا رہا ہے، ورنہ ہم تو جیسا کہ مَیں نے کہا کوشش بھی کرتے تو اس طرح جماعت کا تعارف اور آپؑ کی آمد کا اعلان نہ کر سکتے اور پھر خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں اسلام کو ویسے بھی بڑی تنقید کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

امریکہ میں اس کے پورا ہونے کا مشاہدہ ہم نے اس طرح کیا اور یقیناً ہر غور کرنے والے دل نے اس بات کو محسوس کیا، پنسلوانیا کے شہر اور دارالحکومت ہیرسبرگ (Harrisburg) جہاں ہمارا جلسہ سالانہ ہوا، اس سال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خلافت جوبلی کے حوالے سے کچھ شہرت بھی جلسے کو ملی۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہوا چلائی کہ اس حوالے سے جماعت کا تعارف ہو۔ تو بہرحال یہاں کی سٹیٹ اسمبلی نے کھلے دل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بعض ممبران کے کہنے پر جماعت کو اس شہر میں جلسے کے حوالے سے خوش آمدید کہنے اور خلافت کے سو سال پورے ہونے پر مبارک دینے کے لئے ریزولیوشن پاس کرنے کا فیصلہ کیا لیکن وہاں اسمبلی کے ایک ممبر نے اس پہ اعتراض اٹھایا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی کٹّر عیسائی تھا، ویسے بھی امریکہ میں یہاں کی نسبت عیسائیت کے معاملے میں کافی بڑی تعداد میں سختی اور کٹّر پن ہے۔ بہرحال اس نے ریزولیوشن کی مخالفت کی۔ یہاں یہ واضح کر دوں کہ ہماری طرف سے اس بارہ میں کوشش نہیں کی گئی تھی کہ ہمارے سو سالہ فنکشن کے موقع پر ریزولیوشن ہو اور خلیفہ وقت آ رہا ہے اس لئے یہ ہونا چاہئے۔ ان لوگوں میں سے چند کو خود ہی خیال آیا اور توجہ پیدا ہوئی اور انہوں نے اسمبلی میں پیش کیا۔ تو مَیں کہہ رہا تھا کہ ایک ممبر نے مخالفت کی اور اس دلیل کے ساتھ مخالفت کی کہ کیونکہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نہیں مانتے اس لئے کوئی جواز نہیں کہ ان کو خوش آمدید کہا جائے۔ اس سے یہ کہلوانا بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تھا کیونکہ اگر یہ ریزولیوشن خاموشی سے ہو جاتا تو یا اسمبلی کو پتہ ہوتا یا ہمارے پاس ایک کاغذ کا ٹکڑا آ جاتا یا ہلکی سی ایک اخبار میں خبر لگ جاتی۔ اخلاقاً تو ہم ان کے ممنون ہوتے کہ انہوں نے ہماری پذیرائی کی اور یہ اخلاق دکھانا اور شکریہ ادا کرنا بھی ہمارا فرض ہے اور اسلام کا حکم ہے لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ مخالفت بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر تھی کیونکہ اس ممبر اسمبلی کے اس سوال کو اخباروں اور میڈیا نے خوب اچھالا اور آج کل تو انٹرنیٹ پر ہر قسم کی ویسے بھی خبر آتی ہے اور اس پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے بے شمار لوگوں کو اس بات کے خلاف کھڑا کر دیا۔ ایک بحث شروع ہو گئی کہ ایک طرف تو ہم سیکولر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہودیوں نے بھی سوال اٹھا دیا کہ ہم بھی عیسیٰ کو خدا نہیں مانتے بلکہ یہ لوگ تو مخالفت میں بھی بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ پتہ نہیں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کچھ کہہ جاتے ہیں۔ سیاسی مقاصد کے لئے بے شک یہ لوگ آج کل چپ ہوں لیکن دل تو ان کے خلاف ہیں۔ جبکہ ہم احمدی حضرت عیسیٰؑ کو قابل احترام نبی مانتے ہیں۔ بہرحال ان یہودیوں نے بھی سوال اٹھایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا بھی امریکہ میں رہنے اور آزادی کا حق سلب کرنے کی آئندہ کوششیں ہوں گی۔

اس بات پر خیال آیا کہ یہودیوں نے جو ہمارے حق میں بیان دیا ہے تو شاید مولوی یہ شور مچائے کہ دیکھو کہ ہم پہلے ہی کہتے تھے کہ قادیانی اور یہودی ایک ہیں۔ لیکن وہ اس بات کو بھول جائیں گے کہ ہماری مخالفت اگر ہے تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک عاجز بندے کو ہم خدا نہیں مانتے۔ تو بہرحال یہ ان مخالفین کا کام ہے، مولوی کا کام ہے کئے جائیں یہی ان سے توقع ہے۔

اس ممبر اسمبلی نے ہمارے خلاف آواز اٹھائی تو خود عیسائیوں اور دوسرے مذاہب اور ہر طبقے میں اس نے ایک ایسی فضا پیدا کر دی جو ہمارے حق میں تھی اور جیسا کہ مَیں نے کہا ویب سائٹس اور اخباروں میں بحث شروع ہو گئی۔ اور اس وجہ سے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور جماعت کا تعارف بھی خوب ہوا۔ اس کی وجہ سے اخباروں نے جلسے اور خلافت جوبلی کے حوالے سے ہماری خوب خبریں شائع کیں۔ لیکن جو تعارف اور مشہوری اس مخالفت کی وجہ سے ہوئی، جیسا کہ مَیں نے کہا اگر وہ خاموشی سے ہو جاتا تو اس طرح نہ ہوتی۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے طریقے جماعت کے تعارف کے کہ مخالف کی جو کوششیں ہمیں نیچا دکھانے کے لئے ہوتی ہیں وہی ہماری شہرت اور تعارف کا باعث بن جاتی ہیں۔ آج پاکستان اور انڈونیشیا یا بنگلہ دیش یا ہندوستان کے بعض مسلم اکثریت کے علاقوں میں خاص طور پر حیدرآباد دکن میں جماعت کی مخالفت زوروں پر ہے۔ اس سے ان ملکوں میں بھی اور دنیا میں بھی جماعت کا تعارف مزید بڑھ رہا ہے۔ بعض ہندوؤں کو، انتظامیہ کو اور دوسرے لوگوں کو ہندوستان میں جماعت کا تعارف نہیں تھا۔ ان کو وہاں مخالفت سے مزید تعارف پیدا ہوا ہے۔

اب یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ مخالف یا دشمن جو حربہ بھی استعمال کرے گا خدا تعالیٰ اسی میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا میں مزید پھیلانے اور آپ کی عزت کے سامان پیدا کر دے گا اور کر دیتا ہے۔ افراد جماعت کو بعض دفعہ جذبات کی یا مال کی یا کبھی جان کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے لیکن یہ قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ ان قربانی کرنے والوں کی ذات بھی اور ان کے خاندان بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کے وارث بنتے ہیں اور جماعتی طور پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ اس حوالے سے مزید جماعت کا تعارف ہوتا ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا اخبارات نے اس حوالے سے جماعت کا خوب تعارف کروایا اور ہمارے امریکہ کے جلسہ کی اخباروں اور دوسرے میڈیا نے خبریں دیں۔ انٹرویو لینے کے لئے نمائندے بھی آئے، جلسوں میں شامل بھی ہوتے رہے، میرے ساتھ علیحدہ وقت لے کر بھی ایک نمائندے نے انٹرویو کیا، سوال کئے، پھر انہیں شائع بھی کیا۔ یہ ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ جو بھی صورتحال ہو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی تھی کہ جو کچھ کہا انہوں نے بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے اس کو شائع بھی کیا۔ بعض باتیں ان کے مذہب اور عقیدے کے خلاف بھی تھیں۔ پنسلوانیا کے ایک اخبار Lancaster IntelligenceJournal کے نمائندہ نے میرے سے جو انٹرویو لیا تھا اور اس کو شائع بھی کیا۔ 19 کو لیا تھا 20 کو شائع کیا اور تقریر بھی دی۔ اس میں یہ لکھا کہ اسلام کا خلیفہ اختتام ہفتہ کے روز دنیا اور خاص طور پر Harrisburg کے لوگوں کے لئے ایک پیغام لا رہے ہیں۔

ہر جگہ جو امریکہ میں اخباروں نے دیا وہ اسلام کا خلیفہ لکھا۔ اس سے بعض مسلمانوں کو اور خاص طور پر مولویوں کو اور زیادہ تکلیف ہو گی۔

یہ لکھتا ہے کہ مرزا مسرور احمد نے اپنے پیغام میں کہا کہ تم اپنے خالق کو پہچان سکتے ہو جب تم اس کی مخلوق سے محبت کرو۔ یہ پیغام امریکیوں کے لئے ہی نہیں۔ یہ پیغام تمام دنیا کے لئے ہے جو مسیح موعود لائے ہیں۔ یہ اس نے خلاصہ بیان کر دیا جو مَیں نے کہا تھا کہ اپنے خدا کو بھی پہچانو۔ یہی دو مقاصد ہیں کہ اپنے خدا کو پہچانو اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو۔

پھر یہ لکھتا ہے کہ اگر ہر کوئی اس پیغام کو یاد رکھے اور اس پر عمل کرے تو دنیا میں دشمنی باقی نہ رہے گی۔ لوگوں کے دل کینے سے پاک ہو جائیں گے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ دنیا میں ایٹم بموں کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کی ہر مہیا کردہ چیز کو لوگوں کی بہتری کے لئے استعمال میں لایا جائے۔

پھر یہ میرے حوالے سے لکھتا ہے کہ اس نے کہا کہ امریکہ آنے کا مقصد لوگوں سے ملنا اور ہر اس شخص سے ملنا ہے جو انہیں ملنا چاہے۔ احمد نے کہا کہ ان کا پیغام صرف یہی نہیں کہ تمام مسلمان فرقے متحد ہو جائیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تمام مذاہب کے لوگ آگے آئیں اور ہاتھ میں ہاتھ دیں اور وہ شخص جس کے وہ منتظر ہیں یعنی مسیح کے، وہ مسیح آ چکا ہے۔ امریکہ میں خاص طور پر اس کا بڑا انتظار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ امریکہ میں ایک بڑا حصہ مذہب سے دلچسپی رکھتا ہے اور عیسیٰ کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ تو ان کے اخبار کا یہ لکھنا کہ جس مسیح کے تم منتظر ہو وہ آ گیا ہے، بہرحال کچھ نہ کچھ لوگوں کو متوجہ کرے گا اور یہ سب انتظامات خدا تعالیٰ کے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ مزید انتظامات فرمائے گا اور فرما تا رہا ہے۔

اسی طرح دوسرے اخبارات نے جلسے اور دورے کی بھی خبریں شائع کیں۔ 22 اخبارات نے وہاں اس کو کوریج دی۔ 2 ریڈیو سٹیشنز نے اچھی خبریں دیں۔ 3 ٹی وی سٹیشنز نے خبریں نشر کیں۔ انٹرنیٹ پر 15 مختلف سائٹس پر خبریں آئیں۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ جماعت تو اپنے وسائل کے لحاظ سے کبھی بھی اس طرح وسیع پیمانے پر یہ نہ کر سکتی۔ ہر دیکھنے والی آنکھ دیکھتی ہے اور ہر پاک دل یہ محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تائیدات فرما رہا ہے۔

امریکہ میں ایک ہوٹل میں ایک ریسیپشن (Reception) بھی تھی۔ اچھے پڑھے لکھے لوگ

مختلف طبقوں کے وہاں آئے ہوئے تھے۔ وہاں مَیں نے قرآن کریم، آنحضرت ﷺ کے اقوال اور احادیث اور اسوہ رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی رو سے جہاد کی حقیقت کے بارے میں بیان کیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے حوالے سے بھی یہ پیغام دیا کہ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ مَیں نے انہیں کہا کہ عیسیٰ ابن مریم، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت میں آ چکے ہیں اور یہ بھی کہا کہ امریکہ ایک بڑی طاقت ہے اور اس حیثیت سے یہ کوشش کرے کہ انصاف قائم ہو تا کہ دنیا میں امن قائم ہوسکے اور انصاف ہوگا تو حق ادا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب لوگوں پر اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ مختلف لوگوں نے میرے پاس آ کر اس بات کا اظہار کیا کہ آج ہمیں نئی باتیں پتہ چلی ہیں۔

اصل میں تو کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کا حقیقی رخ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دکھایا ہے۔ جس کو آج کل کے مُلّاں غلط رنگ دے کر اسلام کی بدنامی کا باعث بنا رہے ہیں۔

جماعت امریکہ کا جلسہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ہوا۔ جماعتی روایات کے مطابق وہاں بھی تمام شعبہ جات کام کرتے ہیں لیکن اس دفعہ انہوں نے وہاں جگہ لی تھی۔ ایک بڑا علاقہ ہے جس میں مختلف فنکشنز اور Exhibitions ہوتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے ہال ہیں۔ اس لحاظ سے یہ سہولت رہی کہ جلسہ گاہ، کھانا پکانے کی جگہ، کھانا کھانے کے ہال اور دوسرے شعبہ جات، نمائش وغیرہ ایک ہی چھت کے نیچے آ گئی۔ اور ان کی نمائش جو خاص طور پر خلافت کے موضوع پر تھی، اس لحاظ سے بھی مجھے اچھی لگی کہ اس میں انفرادیت تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کے تمام دوروں کی تاریخ اس میں انہوں نے بیان کی۔

امریکہ میں یہ میرا پہلا دورہ تھا اور تقریباً دس سال کے بعد خلیفہ وقت کا دورہ تھا۔ ایک نئی نسل جوان ہو کر جماعت کے کاموں میں شامل ہوگئی ہے۔ شعور نہ رکھنے والے بچے جو کچھ سال پہلے، 10 سال پہلے، بہت چھوٹے تھے۔ وہ جوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں۔ پھر مغربی ماحول کا بھی اپنا ایک اثر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق ہے۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی ہے۔ جلسہ کے کاموں میں اور ڈیوٹیوں میں بڑی تندہی سے سب نے کام کیا۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ پھیرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے پیارے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں۔

امریکہ میں ایک خاصی تعداد افریقن امریکن احمدیوں کی ہے۔ اسی طرح کچھ سفید امریکن بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کاموں میں، ڈیوٹیوں میں ہر ایک بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا۔ اور خلافت کے لئے محبت، ان مقامی احمدیوں کے دلوں سے بھی پھوٹی پڑتی تھی۔ ان کی آنکھوں میں ایک پیار اور احترام خلافت کے لئے نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اخلاص و وفا میں بڑھائے۔

امریکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کا جلسہ تھا۔ کینیڈا میں جماعت کی تعداد کے لحاظ سے جلسہ بھرپور ہوتا ہے۔ مَیں پہلے بھی دو دفعہ جلسہ پر وہاں جا چکا ہوں۔ اُس وقت امریکہ کے لوگ بھی وہاں آ جاتے تھے۔ اس دفعہ کیونکہ امریکہ سے مَیں ہو کر گیا تھا اس لئے جو تین چار ہزار کی تعداد عموماً امریکہ سے کینیڈا کے جلسے کے لئے آتی تھی وہ نہیں آئی۔ پھر کیلگری میں مسجد کے افتتاح پر جانا تھا وہاں سے یا اس کے قریب کے علاقوں سے بھی کم لوگ آئے۔ اس علاقہ میں بھی تقریباً تین چار ہزار کی تعداد تھی۔ وہاں فاصلے زیادہ ہیں۔ کینیڈا بہت وسیع ملک ہے۔ ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے وقت میں بھی دو گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے۔ جہاز کا سفر بھی ٹورانٹو سے کیلگری تک چار گھنٹے کا ہے۔ بہرحال کینیڈا کے جلسے کی حاضری، جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ان حالات کے باوجود 15 ہزار تھی۔ اور کینیڈا کا جلسہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے بھی (کئی دفعہ بتا چکا ہوں) بڑے آرگنائزڈ طریقے سے ہوتا ہے۔ ایک تو وہاں اکثریت پاکستانیوں کی ہے جو پاکستان میں ڈیوٹیاں دے کر تجربہ کار ہو چکے ہیں۔ دوسرے وہاں بھی امریکہ کی طرح ایک چھت کے نیچے تقریباً تمام انتظامات ہوتے ہیں۔ سوائے کھانا پکانے کے جو پک کر جلسہ گاہ میں چلا جاتا ہے۔ بہرحال پکے انتظامات کی وجہ سے بہت سہولت رہتی ہے۔ لیکن آپ لوگ یہاں بیٹھ کے پریشان نہ ہوں۔ یہ بتا دوں کہ جو محنت کر کے اور عارضی انتظامات سے یوکے جلسے کی رونق ہے، اس کا ایک اپنا ہی مزا ہے۔ چاہے مہمانوں اور میزبانوں دونوں کی حالت بارش میں اور کیچڑ کی وجہ سے خراب ہی ہو رہی ہو لیکن ایک مزا آ رہا ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں بھی وقت آئے گا، ہمارے اپنے انتظامات پکے ہو جائیں گے۔

بہرحال کینیڈا کا جلسہ بڑا کامیاب رہا اور اس جلسہ کی وہاں کی پانچ بڑے اخباروں نے بڑے وسیع پیمانے پر کوریج دی۔ ان کے پڑھنے والوں کی تعداد ڈھائی ملین ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹے اخبار ہیں۔ ریڈیو سٹیشن نے کوریج دی۔ چھ ٹی وی سٹیشنوں نے کوریج دی اور انٹرنیٹ کی سائٹس پر بھی خبریں آتی رہیں۔ بہرحال یہ جلسہ خاص طور پر جب جلسہ خلیفہ وقت کی موجودگی میں ہوتا ہے تو جماعتی تعارف اور احمدیت کے پیغام پہنچانے کا زیادہ ذریعہ بنتا ہے۔ اور اس سال تو اللہ تعالیٰ نے خاص ہوا چلائی، امریکہ میں بھی اور کینیڈا میں بھی۔ احمدیوں کو جوان ملکوں میں رہتے ہیں، خود بھی حیرت تھی (جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں) کہ ان کی توقعات سے بڑھ کر جماعت کا تعارف دنیا تک پہنچا ہے۔

کینیڈا میں اس دفعہ خلافت جوبلی کے حوالے سے ایک زائد پروگرام کینیڈا کی جماعت نے یہ بھی رکھا تھا جس میں ایک ریسیپشن (Reception) دعوت تھی، جس میں اسمبلیوں کے نمائندے، سرکاری افسران اور دوسرے پڑھے لکھے اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ اس میں بھی مَیں نے قرآن اور آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اسلام کی امن پسند اور خوبصورت تعلیم کا ذکر کیا اور اسلام کے بارے میں ان کے دلوں کے شکوک دور کرنے کی کوشش کی۔ انہیں یہ بھی بتایا کہ ایک واحد و یگانہ خدا کو پہچانو کہ اس میں دنیا کی بقا ہے اور یہ حقیقی خدا ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اس تقریب میں تقریباً ساڑھے پانچ سو کی تعداد میں مہمان شامل تھے۔ اونٹاریو صوبہ کے وزیر اعلیٰ بھی اس میں شامل تھے۔ کئی مرکزی اور صوبائی وزیر بھی تھے۔ اسمبلیوں کے ممبر تھے۔ وزیر اعظم کے خصوصی نمائندہ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا اثر ہوا۔ کئی عیسائی پادریوں نے اور یونیورسٹی کے پروفیسروں اور دوسرے لوگوں نے انفرادی طور پر آ کر اظہار بھی کیا کہ آج اسلام کے بارے میں ہمیں نئی باتیں پتہ چلی ہیں۔

اسی طرح کیلگری مسجد کا افتتاح جو جمعہ کو ہوا تھا اس کے اگلے روز ہفتہ کو ایک دعوت کا اہتمام غیروں کے لئے تھا۔ اس میں بھی مسجد کے حوالے سے اسلام کا تعارف کروانے اور پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ بڑے غور سے لوگوں نے سب باتوں کو سنا، بڑی توجہ سے سن رہے تھے۔

یہ مسجد بھی جیسا کہ مَیں گزشتہ خطبہ میں بتا چکا ہوں، بڑی خوبصورت مسجد ہے۔ جب مَیں نے اس کی بنیاد رکھی تھی، اس دن بارش بھی شدید تھی اور سڑکیں بھی ایسی تھیں، علاقہ بڑا عجیب لگ رہا تھا اور مَیں اس وقت یہ سوچ رہا تھا کہ یہاں مسجد تو بنا رہے ہیں لیکن بظاہر لگتا ہے کہ مسجد کی شایانِ شان جگہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ ان تین سالوں میں اس کے قریب ہائی وے بن گئی۔ سڑکیں بڑی خوبصورت بن گئیں۔ اس علاقہ کی سڑکیں بھی بہت اچھی ہو گئیں اور بہت سی نئی ڈویلپمنٹ ہوئی۔ مسجد کے سامنے ایک خوبصورت پارک بھی بن گیا اس کا بہت بڑا حصہ کونسل نے جماعت کو ہی Maintenance کے لئے دے دیا ہے۔ پھر گزشتہ سال وہاں ریلوے سٹیشن بھی بن گیا جو مسجد سے صرف 10 منٹ کے پیدل فاصلے پر ہے اور شہر کی ہر جگہ سے ٹرین وہاں آتی ہے۔ اس لئے وہاں تک پہنچنا بھی آسان ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بڑی تعداد دس پندرہ منٹ کی ڈرائیو (Drive) پر اس کے قریب رہتی ہے۔ مسجد کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام سہولتوں کے سامان بھی مہیا فرما دیئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ ائرپورٹ بھی وہاں سے 20 منٹ کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد نے علاقہ میں بھی اور پورے ملک بلکہ دنیا کی بھی توجہ اپنی طرف کھینچی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہفتہ کو وہاں مہمان مدعو تھے۔ اس میں ملک کے وزیر اعظم باوجود اپنی تمام مصروفیات کے ہمارے پروگرام میں شامل ہونے کے لئے آئے۔ اس دن انہوں نے بیرون ملک سفر پر جانا تھا اور وہیں سے سیدھا سفر پر روانہ ہوگئے۔ انہوں نے مسجد دیکھی۔ وہاں فنکشن میں تقریر کی۔ جماعت کے متعلق نیک خیالات کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب بھی جماعت کے تعارف اور تبلیغ کا ذریعہ بنی۔ یہاں بھی بعض پادریوں نے میری تقریر ''اسلام کی تعلیم عبادت گاہوں کے حوالے سے'' پر بڑی حیرت کا اظہار کیا۔ ایک احمدی نے مجھے بتایا کہ ایک عیسائی جو اس تقریب میں موجود تھے، میری تقریر کے بعد رو پڑے کہ اصل میں تو یہ تعلیم ہے جو فطرت کے مطابق ہے۔ اسلام کی تعلیم تو ہر معاملے میں بڑی جامع ہے اگر اس کو صحیح طور پر لوگوں کو پہنچایا جائے۔ اگر انسان نیک فطرت ہو تو اس کے لئے کوئی راہ فرار نہیں بجز اس کے تسلیم کرنے کے۔

ایک افغانی دوست جو عرصہ سے جماعت سے تعارف میں تھے۔ اس تقریب کے بعد مجھے ملے اور ان کا رو رو کے بُرا حال تھا۔ بعد میں ان کے احمدی دوست نے بتایا جن کے ذریعہ سے وہ ملنے کے لئے آئے تھے کہ وہ کہتے ہیں کہ آج میرے لئے اب اور کوئی روک نہیں چاہئے، اس لئے آج ہی مَیں بیعت کرتا ہوں۔ اس طرح اور بیعتیں بھی ہوئیں۔


**Earlsfield Properties**

*We will manage your property at 0% commission*

*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*

*Free management Service*

*Guaranteed vacant possession*

**175 Merton Road London SW18 5EF**

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک کے دورے احمدیت اور اسلام کے حقیقی پیغام کو پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ اس خدا کے وعدے کی وجہ سے ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا کہ مَیں تجھے عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ یہ الٰہی تقدیر ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ بدقسمت مولوی جتنا چاہے زور لگالیں، ان کے مونہوں کی بک بک کے سوا اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں جو وہ کہتے ہیں۔ احمدیوں کو عارضی تکلیفیں دے کر خوش ہو رہے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر بھی ان کے خلاف چل چکی ہے اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بد انجام کو پہنچنے والے ہیں۔

اس مسجد کے افتتاح سے میڈیا کے ذریعہ جو جماعت کا تعارف ہوا ہے، اس کی کچھ تھوڑی سی تفصیل بتا دوں کہ نو (9) ٹیلیویژن سٹیشنز نے کیلگری مسجد کے افتتاح کو کوریج دی جن کے دیکھنے والوں کی تعداد 3.1 ملین ہے۔ 31 لاکھ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ 9 ریڈیو سٹیشنز نے مسجد کے افتتاح کو کوریج دی۔ 23 لاکھ لوگوں تک پیغام پہنچا۔ پرنٹ میڈیا میں پورے کینیڈا کے مختلف شہروں سے نکلنے والے اخبارات نے وسیع پیمانے پر کوریج دی۔ اخبار پڑھنے والوں کی تعداد 40 لاکھ ہے۔

ان ملکی اخبارات کے علاوہ بہت سارے غیر ملکی اخبارات نے بھی کوریج دی ہے۔ آسٹریلیا، جرمنی، نیوزی لینڈ، انڈیا، پاکستان، (پاکستان میں شاید مخالفت میں خبر آئی ہو) اٹلی، برطانیہ، امریکہ، بلجیم، متحدہ عرب امارات اور کینیا اور مسلمان اور عرب دنیا کے 41 اخباروں نے اس کی خبر دی ہے۔ ایران، ترکی، سعودی عرب، اردن، فلسطین، لبنان۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف اس طرح کرایا گیا کہ اسلام کا ایک فرقہ ہے جنہوں نے مسجد بنائی ہے۔ بہرحال ایک رَو چلی ہے، کسی رنگ میں پیغام پہنچا ہے، اگر مخالفت میں پیغام پہنچے تو وہ بھی جیسا کہ مَیں نے بتایا بعض دفعہ، بعض دفعہ نہیں بلکہ یقینی طور پر ترقی کا باعث بنتا ہے اور دنیا بھر میں انٹرنیٹ کی 130 مختلف سائٹس نے اس کو کوریج دی ہے۔

اس کوریج میں جہاں مختلف مہمانوں کے تاثرات کا ذکر ہے، وہ بے تحاشا ہیں۔ ان میں سے ایک دو مَیں بیان کرتا ہوں۔ کیتھولک بشپ نے کہا کہ اخلاقیات کے متعلق جماعت کی تشریح قابل تعریف ہے۔ کیلگری کے میئر جو انتہائی شریف النفس انسان ہیں اور جماعت سے بڑا گہرا محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ دراصل یہی اپنے وزیر اعظم کو اس فنکشن میں لانے کی بھی وجہ بنے۔ ان کے اس سے قریبی تعلقات ہیں۔ انہوں نے جماعت کی تعریف کی اور مسجد کے بارہ میں کہا کہ یہ مسجد کیلگری کے افق پر طلوع ہونے والا ایک تابناک اضافہ ہے۔ اسی طرح وزیر اعظم نے کہا کہ جماعت احمدیہ اسلام کا حقیقی اور امن پسند چہرہ اجاگر کرتی ہے اور یہ مسجد امن اور سماجی ہم آہنگی کی علامت ہے۔ CBC کینیڈا نے اپنی ملکی خبروں میں جو تمام کینیڈا میں نشر کی جاتی ہیں، میرے گزشتہ خطبہ کی خبر دو منٹ تک نشر کی۔ خطبہ کا ابتدائی حصہ بھی دیا اور مسجد کی تصویر دی۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دکھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی تصویر کھنچوانے کا مقصد یہی تھا تا کہ نیک لوگ جو چہرہ دیکھ کر پہچانتے ہیں ان تک تصویر پہنچے اور اللہ تعالیٰ ان کو حق پہچاننے کی توفیق دے۔

دنیا کے مختلف ممالک سے جو بیعتیں آتی ہیں، ہمارے ذریعہ سے تو بہت ساری بیعتیں نہیں ہو رہی ہوتیں۔ کئی ان میں سے ایسی ہیں جنہوں نے خواب میں کسی بزرگ کو دیکھا ہوتا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو دیکھ کر پہچان جاتے ہیں کہ یہی وہ بزرگ تھے جن کے ذریعے سے ہمیں حق پہچاننے کی توفیق ملی جنہوں نے یہ یہ کہا۔ جس کی وجہ سے توجہ پیدا ہوئی، تلاش پیدا ہوئی، جستجو پیدا ہوئی۔ یا بعض دفعہ کسی گھر میں گئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھ کر یا ایم ٹی اے پر دیکھ کر تجسس پیدا ہوتا ہے اور پھر تحقیق شروع کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے کینیڈا میں بڑے وسیع پیمانے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کے ساتھ احمدیت کے تعارف کا موقع پیدا فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ نیک فطرت لوگوں کے سینے کھولے۔ مسلمان ملکوں میں بھی اور عیسائی ممالک میں بھی حق کو پہچاننے کی ان نیک فطرت لوگوں کو توفیق عطا فرمائے۔ مسلمان ملکوں کے لئے خاص طور پر دعا کرنی چاہئے کہ یہ لوگ نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر اپنی دنیا و عاقبت کو مزید خراب کرنے والے نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حق کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کو بھی اسلام کی خوبصورتی اور حقیقت کو دیکھنے اور سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اسی میں ان لوگوں کی نجات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اب وقت آتا ہے کہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گے‘‘۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 137)

اللہ کرے کہ وہ دن ہماری زندگیوں میں آئیں جب ہم اسلام کا جھنڈا دنیا کے ہر ملک میں بڑی شان سے لہراتا ہوا دیکھیں۔

کینیڈا کے جلسہ کے حوالے سے ایک بات کرنا بھول گیا تھا۔ ان کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ تھوڑا سا ذکر کیا جائے۔ ڈیوٹی دینے والے بھی اور دوسرے لوگوں کا بھی اخلاص و وفا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیکھنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص میں بڑھ رہے ہیں۔ خاص طور پر جس دن مَیں ٹورانٹو سے روانہ ہوا ہوں لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔ پیس ویلج کے کافی وسیع رقبے پر ایسا تھا جیسے تل دھرنے کو جگہ نہیں ہے اور ہر ایک کی جذباتی کیفیت عجیب تھی۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو بھی اخلاص و وفا میں بڑھائے اور انہیں اسلامی تعلیم کا صحیح نمونہ بنائے تا کہ ہم وہ پیغام پہنچانے کا حق ادا کرنے والے بنیں جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں لے کر آئے۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ میں فرمایا:

یہ ایک افسوسناک اطلاع ہے۔ آج تقریباً 20 دن ہو گئے ہمارے ایک بہت پرانے واقف زندگی اور مبلغ سلسلہ مولانا نور الدین منیر صاحب جو مشرقی افریقہ میں مبلغ رہے ہیں، نائب وکیل التبشیر بھی رہے ہیں، تصنیف کے بھی رہے ہیں۔ کراچی میں 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ ایسٹ افریقہ میں تھے۔ 55ء سے 59ء تک کینیا میں مربی سلسلہ رہے۔ ایسٹ افریقہ ٹائمز کے ایڈیٹر رہے۔ پھر ماہنامہ تحریک جدید ربوہ اور ریویو آف ریلیجنز کے بھی ایڈیٹر رہے۔ بڑے علمی آدمی تھے اور تاریخ لجنہ اماء اللہ کی چار جلدوں کا انہوں نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ مختصر تاریخ احمدیت کا بھی انگریزی میں ترجمہ کیا، مرتب کی۔ احکام القرآن کے عنوان سے ان کی کچھ کتب چھپ چکی ہیں۔ ان کے تین بیٹے ہیں اور ان کی تدفین وہیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ہے۔ ابھی نماز جمعہ کے بعد انشاء اللہ مَیں ان کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾

## عزت وآبرو، مال و دولت تو کیا، جاں بھی حاضر ہے میرِ سپاہ کے لئے

رشتۂ جسم وجاں میں بھٹکتے ہوئے قافلے دل پہ آکے ٹھہر جائیں گے
منزلوں تک رسائی ملے گی تو سب نارساؤں کے دن بھی سنور جائیں گے

اِک صدی کا سفر بے ارادہ نہ تھا، پاس اپنے دعا، کچھ زیادہ نہ تھا
شامِ غم کے چراغوں کی لَو کی قسم، یہ یقیں تھا کہ تا بہ سحر جائیں گے

ہم چلے راہِ تاریک و دشوار میں، زلفِ لیلائے شب کی گرہ کھولنے
روشنی کی جہاں بھی ضرورت پڑی لے کے ہاتھوں پہ شمس وقمر جائیں گے

شہرِ جاناں ترے حُسن کی خیر ہو ہم درِ یار سے دار تک آگئے
بے خبر اس گلی میں تو آئے نہیں فیصلہ ہے کہ جاں سے گزر جائیں گے

عزت وآبرو، مال و دولت تو کیا، جاں بھی حاضر ہے میرِ سپاہ کے لئے
عشق منزل، جنوں مشعلِ راہ ہے ماورائے خرد کام کر جائیں گے

کس قدر بھی چلیں آندھیاں جَور کی یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ڈر جائیں گے
ہے بھروسا خدا پہ خدا کی قسم اُس کی نصرت نہ ہو گر تو مر جائیں گے

دستِ مسرور معجز نما ہوئے گا پھر تو ہم ہوں گے نامِ خدا ہوئے گا
اپنا ہر اِک عدو بے صدا ہوئے گا خواب آنکھوں میں اُس کی بکھر جائیں گے

(ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر۔ یوگنڈا)

# مَصالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
## گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یو کے)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ اہل عرب تک آپ کا پیغام پہنچے اور وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بنیں۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں کئی ایک عربی کتب بھی تحریر فرمائیں اور عرب ممالک میں ان کی تشہیر کے لئے مختلف ذرائع اختیار فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صلحاء عرب کے قبول احمدیت کی بڑی بڑی بشارات بھی عطا فرمائیں۔ آپ کے بعد خلفاء مسیح موعود علیہ السلام نے اس مقدس مشن کو مزید آگے بڑھایا اور باوجود ابھی تک عرب حکومتوں کی طرف سے شدید مخالفت کے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اہل عرب تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچنے کے کئی سامان عطا فرمائے ہیں اور سعید فطرت روحوں میں اندر ہی اندر ایک پاک انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مسیح پاک علیہ السلام کو دی گئی تمام بشارات بڑی شان کے ساتھ پوری ہوں گی اور صلحاء عرب اور ابدال شام مسیح محمدی کی غلامی میں آکر ان تمام مصائب ومشکلات سے نجات پائیں گے جن سے وہ ان دنوں دوچار ہیں۔

عزیزم مکرم محمد طاہر ندیم صاحب نے خاکسار کی تحریک پر بڑی محنت سے عربوں میں تبلیغ احمدیت کے موضوع پر ایک مبسوط مضمون تحریر فرمایا ہے۔ یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی عربوں میں تبلیغ احمدیت کی گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات اور خدا تعالیٰ کی نصرت وتائید کے بہت ہی ایمان افروز تذکرہ پر مشتمل ہے۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت اسے غور سے پڑھیں گے اور عربوں میں تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ساتھ صلحائے عرب اور ابدال الشام کے جلد از جلد قبول احمدیت کے لئے اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچائیں گے۔ خدا کرے کہ ہم جلد سے جلد تر وہ دن اپنی آنکھوں سے دیکھیں جس کی بشارات اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے MTA-3 العربیہ کے اجراء کے موقع پر جس کا اظہار یوں فرمایا تھا:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے کہ میں تیرے محبوں کا گروہ پیدا کروں گا وہ انقلاب شروع ہو چکا ہے اور اب عرب دنیا میں بھی ان محبّوں کی تعداد بڑھتی چلی جارہی ہے اور انشاء اللہ بڑھتی چلی جائے گی اور ایک وقت آئے گا جب تمام عرب امت واحدہ بن کر ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو جائے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یک زبان ہو کر آنحضرت ﷺ پر درود وسلام بھیجنے والی ہوگی“۔

حضور انور نے فرمایا: ”پس یہ ایم ٹی اے 3 کا جو چینل ہے یہ بھی خدائی تائیدات کا ایک نشان ہے اور یہ چیزیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب اسلام اور احمدیت کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرائے گا۔ پس اس بات کو ہمیں اور زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دلانے والا بننا چاہئے۔ اللہ کرے کہ ہم ان دعاؤں کی طرف توجہ دیتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہوئے اس کا فضل مانگتے ہوئے ان ترقیات کو جلد سے جلد حاصل کرنے والے بن جائیں۔ آخر پر حضور انور نے جماعت کے عربی پروگراموں سے متعلق اپنے نیک تاثرات کا اظہار کرنے والے عرب بھائیوں اور بہنوں کا ذکر کرتے ہوئے جن میں سے کچھ کے تاثرات آج کی تقریب میں پیش کئے گئے تھے فرمایا کہ ان سے مَیں کہتا ہوں کہ تمہارے ان جذبات کا اظہار بجا، ہم اس پر شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن صرف جذبات کا اظہار کر دینا کافی نہیں ہے۔ آج اسلام کی تائید کے لئے اس چنیدہ کی مدد کے لئے آگے آؤ اور اس کی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو کر اسلام کا دفاع کرو اور اسلام کی فتوحات میں اس کے سپاہی بن جاؤ۔ یہی ایک جری اللہ ہے، یہی ایک سپہ سالار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے اس لئے اب تمام عرب دنیا کا فرض بنتا ہے جو اوّلین طور پر آنحضرت ﷺ کی اس بات کے مخاطب تھے کہ جب میرا مسیح ومہدی آئے تو اس کے پاس جانا اور اس کو میرا سلام کہنا۔ اب تمہارا یہ فرض ہے کہ اس فرض کو نبھاؤ اور آنحضرت ﷺ کے فیوض وبرکات سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینے والے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جاؤ“۔

(مدیر)

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آخرین کو اولین سے ملانے والا موعود نبی وعدہ کے عین مطابق اہل فارس میں سے ظاہر ہوا۔ یہ آنحضرت ﷺ کا وہی روحانی فرزند اور ظل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے (لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ) کا عظیم وعدہ پورا کرنا تھا۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا الہام فرمایا وہاں مختلف قوموں اور ملکوں میں آپ کی تبلیغ کے خصوصیت سے انتشار کی بھی خبریں عطا فرمائیں۔ اور یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ جس نبیٔ عربی ﷺ کے خادم وعاشقِ صادق اور روحانی فرزند بن کے آئے تھے اس کے دیار اور عرب قوم کے بارہ میں آپ کو خبریں نہ ملی ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات بھی فرمائے اور رؤیا وکشوف کے ذریعہ بھی خبریں عطا فرمائیں۔ آیئے ان کا مطالعہ کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں:

## عربوں میں تبلیغ اور مقبولیت کی بشارت

ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

”کوئی پچیس چھبیس سال کا عرصہ گزرا ہے ایک دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے“۔ (الحکم جلد 9 نمبر 32 مؤرخہ 10 ستمبر 1905ء صفحہ 3، کالم نمبر 3)

1905ء میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ پچیس چھبیس سال پہلے کا یہ رؤیا ہے اسکا مطلب ہے کہ غالبًا یہ 1880ء کی بات ہے۔

اس رؤیا سے عرب وعجم میں آپ کے نام کی یکساں مقبولیت کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید حضور علیہ السلام کا مندرجہ ذیل ارشاد بھی اس رؤیا کی تعبیر ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ **ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو، دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا نے کوئی سلسلہ قائم کیا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو پہنچائیں، اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہوگی۔** ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ انکی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 253)

## عربوں کی خبر گیری اور راہنمائی کا ارشاد

✿......1893ء میں حضورؑ نے اپنی عربی کتاب حمامۃ البشریٰ تالیف فرمائی اس میں خدائی بشارت اور حکم لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَإِنَّ رَبِّی قَد بَشَّرَنِی فِی الْعَرَبِ وَأَلْهَمَنِی أَنْ أُمَوِّنَهُمْ وَأُرِیَهُمْ طَرِیْقَهُمْ وَأُصْلِحَ لَهُمْ شُیُوْنَهُم۔

(حمامة البشری روحانی خزائن جلد 7 ص 182)

ترجمہ: اور میرے ربّ نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی اور الہام کیا ہے کہ میں انکی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور انکے معاملات کو درست کروں۔

✿......7 ستمبر 1905ء کو آپؑ کو کشف میں ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا تھا:

”مَصَالِحُ الْعَرَبِ ۔ مَسِیْرُ الْعَرَبِ“

اس کی وضاحت میں حضورؑ نے فرمایا:

”اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ (عربوں میں چلنا) شاید مقدر ہو کہ ہم عرب میں جائیں۔ مدت ہوئی کہ کوئی پچیس چھبیس سال کا عرصہ گزرا ہے ایک دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں۔ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعے پورے ہوتے ہیں، مثلاً آنحضرت ﷺ کو قیصر وکسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے“۔

(بدر جلد 1 نمبر 23، مؤرخہ 7 ستمبر 1905ء صفحہ 2، الحکم جلد 9 نمبر 32 مؤرخہ 10 ستمبر 1905ء صفحہ 3)

یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ چنانچہ حضور دو دفعہ عرب میں تشریف لے گئے۔ پہلے تو 1913ء میں منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل حج بیت اللہ شریف کی غرض سے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ اور جدہ کا سفر کیا۔ اور دوسری دفعہ 1924ء میں حضور بیت المقدس اور دمشق تشریف لے گئے۔

مسیر العرب کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد مصالح العرب کی جلوہ گری کا بیان آئندہ اقساط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے عہد مبارک میں عربوں میں احمدیت کی تبلیغ اور ان کے مصالح کے سلسلہ میں کی گئی کوششوں کے ضمن میں کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

## اہل مکہ کے فوج در فوج قبول احمدیت کی خوشخبری

1894ء میں آپ نے اپنی عربی کتاب نور الحق تالیف فرمائی جس میں یہ بشارت تحریر فرمائی:

وَإِنِّیْ أَرَی أَنَّ أَهْلَ مَکَّةَ یَدْخُلُوْنَ أَفْوَاجًا فِی حِزْبِ اللّٰهِ الْقَادِرِ الْمُخْتَار، هٰذَا مِنْ رَبِّ السَّمَآءِ وَعَجِیْبٌ فِیْ أَعْیُنِ أَهْلِ الْأَرْضِیْن۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے۔ اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب“۔

(نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 197)

## عربوں اور بلاد شام سے جماعت مومنین کی بشارت

”إنی رأیت فی مبشرة أریتها جماعة من المؤمنین المخلصین والملوک العادلین الصالحین، بعضهم من هذا الملک وبعضهم من العرب وبعضهم من فارس وبعضهم من بلاد الشام وبعضهم من أرض الروم وبعضهم من بلاد لا أعرفها۔ ثم قیل لی من حضرة الغیب إن هؤلاء یصدقونک ویؤمنون بک ویصلون علیک ویدعون لک۔ وأعطی لک برکات حتی یتبرک الملوک بثیابک وأدخلهم فی المخلصین۔ هذا رأیت فی المنام وألهمت من الله العلام“۔

(لجة النور، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 339-340)

**مَیں نے ایک مبشر خواب میں مخلص مومنوں اور عادل اور نیکوکار بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں بعض اس ملک (ہند) کے تھے اور بعض عرب کے، بعض فارس کے اور بعض شام کے، بعض روم کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے، اور تجھ پر درود بھیجیں گے، اور تیرے لئے دعائیں کریں گے، اور میں تجھے بہت برکتیں دوں گا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے، اور میں ان کو مخلصین میں داخل کروں گا۔ یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی اور وہ الہام ہے جو خدائے علّام کی طرف سے مجھے ہوا۔**

✿......6/اپریل 1885ء کو آپ نے ایک رؤیا دیکھی۔ اس بارہ میں حضورؑ فرماتے ہیں:

”آج اسی وقت میں نے خواب دیکھا ہے کہ کسی ابتلاء میں پڑا ہوں اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور جو شخص سرکاری طور پر مجھ سے مؤاخذہ کرتا ہے میں نے اس سے کہا کیا مجھ کو قید کریں گے یا قتل کریں گے۔ اس نے کچھ ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خداوند تعالیٰ جل شانہ کے تصرف میں ہوں جہاں مجھ کو بٹھائے گا بیٹھ جاؤں گا۔ اور جہاں مجھ کو کھڑا کرے گا کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور یہ الہام ہوا: یدعون لک أبدال الشام وعباداللّٰه من العرب۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہو۔ واللّٰه أعلم بالصواب“۔

(از مکتوب مؤرخہ 6۔ اپریل 1885۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 86)

✿......اگست 1888ء میں آپ نے فرمایا:

”اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ یصلون علیک صلحاء العرب وأبدال الشام ۔ وتصلی علیک الأرض والسماء ۔ ویحمدک الله من عرشه۔

(از مکتوب حضرت اقدسؑ، اگست 1888ء مندرجہ الحکم جلد 5 نمبر 32 مؤرخہ 31/ اگست 1901ء صفحہ 6 کالم نمبر 2)

**ارشاد مندرجہ بالا میں عربی عبارات کا مطلب ہے کہ صلحائے عرب اور ابدال شام تجھ پر درود بھیجیں گے اور زمین اور آسمان تجھ پر درود بھیجیں گے اور اللہ عرش سے تیری تعریف کرے گا۔**

## مصر کے بارہ میں خوشخبری

19/جنوری 1903ء کو حضرت اقدسؑ نے عشاء سے پیشتر یہ رؤیا سنائی کہ:

’’مَیں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور مَیں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اسکے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے و گاڑیوں و رتھوں کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آ گیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ! ہم پکڑے گئے۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا:

كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ۔

اتنے میں مَیں بیدار ہو گیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔

(تذکرہ صفحہ373)

## آنحضرت ﷺ کی معیت، اور وفات کے بعد ارض حجاز میں اکرام کی خوشخبری

غالباً 1891ء میں حضورؑ نے ایک رؤیا دیکھی اس کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں:

’’ایک مدت کی بات ہے جو اس عاجز نے خواب میں دیکھا جو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ پر میں کھڑا ہوں اور کئی لوگ مر گئے ہیں یا مقتول ہیں ان کو لوگ دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اسی عرصہ میں روضہ کے اندر سے ایک آدمی نکلا اور اس کے ہاتھ میں سرکنڈہ تھا اور وہ اس سرکنڈہ کو زمین پر مارتا تھا اور ہر ایک کو کہتا تھا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب وہ یہی کام کرتا کرتا میرے نزدیک آیا، اور مجھ کو دکھلا کر اور میرے سامنے کھڑا ہو کر روضہء شریفہ کے پاس کی زمین پر اس نے اپنا سرکنڈہ مارا اور کہا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب آنکھ کھل گئی۔ اور مَیں نے اپنے اجتہاد سے اس کی یہ تاویل کی کہ یہ معیتِ معادی کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جو شخص فوت ہونے کے بعد روحانی طور پر کسی مقدس کے قریب ہو جائے تو گویا اس کی قبر اس مقدس کی قبر کے قریب ہو گئی۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ أَحْكَمُ۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ352)

✿✿✿✿✿✿

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں عربوں میں احمدیت کی تبلیغ کے واقعات اور تاریخ کے ذکر کو خاکسار نے سہولت کے لئے دو اَدوار میں تقسیم کیا ہے۔

✿✿✿✿✿✿

## پہلا دور 1891ء تا 1899ء

جیسا کہ ان الہامات اور رؤیا وکشوف سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1880ء سے ہی عربوں کے بارہ میں خوشخبریوں، ان کے امور کی اصلاح، انہیں سیدھا راستہ دکھانے اور انکے جوق در جوق احمدیت میں داخل ہونے کی بشارات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا، تاہم 1891ء تک نہ تو حضورؑ نے کوئی عربی کتاب لکھی تھی، نہ ہی عربوں میں تبلیغ کی راہ نکل سکی۔

لیکن وہ خدا جس نے یہ بشارات عطا فرمائی تھیں خود ہی ان کے پورا ہونے کے سامان کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے خود ہی تبلیغ کے سامان پیدا فرما دیئے اور دیارِ رسول ﷺ کے ایک سعادت مند اور نیک فطرت انسان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں لا ڈالا۔ یوں عربوں میں احمدیت کا پہلا پودا لگا۔

## عرب دنیا سے پہلا احمدی

**حضرت الشيخ محمد بن أحمد المكی صاحب رضی اللہ عنہ**

**(بیعت: 10 جولائی 1891ء۔ وفات: 28 جولائی 1940)**

### تعارف سلسلہ احمدیہ سے رابطہ اور بیعت:

حضرت الشیخ محمد بن احمد المکی رضی اللہ عنہ مکہ میں شعب بنی عامر میں رہائش رکھتے تھے۔ جہاں مولد النبی ﷺ اور مولد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بنو ہاشم کے مکانات واقع تھے۔

ان کے سلسلہ سے رابطہ اور بیعت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’حُبّی فِی اللہ محمد ابن احمد مکی من حارہ شعب عامر۔ یہ صاحب عربی ہیں اور خاص مکہ معظّمہ کے رہنے والے ہیں صلاحیت اور رشد اور سعادت کے آثار ان کے چہرے پر ظاہر ہیں۔ اپنے وطن خاص مکہ معظّمہ سے **زاده الله مجدا و شرفا** بطور سیر و سیاحت اس ملک میں آئے اور ان دنوں میں بعض بد اندیش لوگوں نے خلاف واقعہ باتیں بلکہ تہمتیں اپنی طرف سے اس عاجز کی نسبت انکو سنائیں اور کہا کہ یہ شخص رسالت کا دعوی کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم سے منکر ہے اور کہتا ہے کہ مسیح جس پر انجیل نازل ہوئی تھی وہ میں ہی ہوں۔ ان باتوں سے عربی صاحب کے دل میں بہ مقتضائے غیرت اسلامی ایک اشتعال پیدا ہوا تب انہوں نے عربی زبان میں اس عاجز کی طرف ایک خط لکھا جس میں یہ فقرات بھی درج تھے:

**إن كنت عيسى ابن مريم فأنزل علينا مائدة أيها الكذاب۔ إن كنت عيسى ابن مريم فأنزل علينا مائدة أيها الدجال۔**

یعنی اگر تو عیسی بن مریم ہے تو اے کذاب اے دجال ہم پر مائدہ نازل کر۔ لیکن معلوم نہیں کہ یہ کس وقت کی دعا تھی کہ منظور ہو گئی اور جس مائدہ کو دے کر خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے آخر وہ قادر خدا انہیں اس طرف کھینچ لایا۔ لودھیانہ میں آئے اور عاجز کی ملاقات کی اور سلسلہء بیعت میں داخل ہو گئے۔ **فالحمد لله الذی نجاه من النار وأنزل عليه مائدة من السماء۔**

ان کا بیان ہے کہ جب مَیں آپ کی نسبت بُرے اور فاسد ظنون میں مبتلا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ: **يا محمد أنت كذاب۔** یعنی اے محمد کذاب تُو ہی ہے۔

اور ان کا یہ بھی بیان ہے کہ تین برس ہوئے کہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہو گیا ہے اور مَیں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ انشاء اللہ القدیر مَیں اپنی زندگی میں عیسیٰ کو دیکھ لوں گا۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ538-539)

حضرت الشیخ محمد بن احمد المکی رضی اللہ عنہ جموں میں تھے جب آپ کو احمدیت کا پیغام ملا اور اس پر آپ کے ردّ عمل کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ لیکن جب ان پر حق آشکار ہو گیا تو انہوں نے اپنے الفاظ پر ندامت کا اظہار کیا اور حضورؑ کی خدمت میں معافی کا خط لکھا جسے حضورؑ نے اپنی کتاب ’’سچائی کا اظہار‘‘ میں درج فرمایا ہے۔ احباب کے افادہ کے لئے یہ خط مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

### ایک عالم عرب مکی کا خط

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على أشرف الخلق أجمعين۔ إلى حضرة الجناب المحترم المكرم العزيز الأكرم مولانا ومرشدنا وهادينا ومسيح زماننا غلام أحمد حفظه الله تعالى آمين ثم آمين يارب العلمين۔

أما بعد السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔ قد وصلنا كتابكم العزيز قرأنا وفهمنا ما فيه وحمدنا الله الذى أنتم بخير وعافية۔ ويا سيدى أطلب من الله ثم من جنابكم العفو والسماح فيما قد أخطأت ويا سيدى أنا ولدک وخادمک ومحسوب على الله، ثم إلى جنابكم وإن شاء الله تعالى أنا تبت وعزمت على أن لا أعود أبدا ولا أتكلم بمثل الكلام الذى ذُكر قطّ ۔ جمّل الله حالكم و شكر الله فضلكم۔

والسلام ۔ الراقم أحقر العباد محمد ابن أحمد مكی

قد عجبنی الكلام الذی ذكرتم فی الكتاب۔ الحمد لله الذی وعدنی بملاقاة جنابكم لا شك ولاريب أنک أنت من عند الله آمنا وصدقنا وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين۔ راقم محمد ابن أحمد مكی۔

بسم اللہ اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عزت واحترام کے اعلیٰ القاب سے مخاطب کرنے، آپ کو مسیح ومہدی تسلیم کرنے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضورؑ کا نامہ گرامی ملا۔ ہم نے اسے پڑھ لیا ہے اور اسکے مضمون کو سمجھ لیا ہے، اور حضورؑ کے بخیر وعافیت ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا ہے۔

سیدی، مَیں پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کے بعد آپ کی خدمت میں اپنی غلطی پر عفو ودرگزر کی درخواست کرتا ہوں۔ سیدی، میں حضور کا بیٹا اور حضور کا خادم ہوں، اور اللہ کے سامنے اور بعد ازاں حضورؑ کو جوابدہ ہوں۔ میں اپنی غلطی پر توبہ کرتا ہوں اور یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسی بات نہیں کہوں گا جیسی پہلے مجھ سے سرزد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حالات بہتر فرمائے اور آپ کے فضل واحسان کی بہتر جزا عطا فرمائے۔

والسلام راقم: احقر عباد محمد بن احمد مکی۔

آپ نے اپنے مکتوب میں جو کچھ لکھا ہے وہ مجھے بہت پسند آیا ہے۔ شکر ہے اس خداوند کریم کا جس نے مجھے آپ کی ملاقات کا وعدہ عطا فرمایا ہے۔ آپ کے خدا کی طرف سے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اس پر ہم ایمان لاتے ہیں اور اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ وآخر دعوانا أن الحمدللّٰہ رب العالمین۔ راقم: محمد بن احمد مکی

(سچائی کا اظہار، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 79)

حضرت محمد بن احمد مکی صاحبؓ کے اس خط اور بعض اور عرب صحابہ کے خطوط نقل کرنے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

’’اسلام کے مستند علماء کا تخت گاہ حرمین شریفین ہے زادهما اللّٰہ مجدًا و شرفًا و بركةً، اور اسلام میں یہی بلادِ عرب، خاص کر کے مکہ ومدینہ، دین کا گھر سمجھے جاتے ہیں۔ سو ان متبرک مقامات کے جگر گوشہ اور فاضل مستند بھی اس عاجز کے ساتھ شامل ہوتے جاتے ہیں۔‘‘

(سچائی کا اظہار، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 75)

یہاں پر قارئین کرام کی یاد دہانی کے لئے تحریر ہے کہ 4/اپریل 1885ء کو حضورؑ کو الہام نازل ہوا۔ يدعون لک أبدال الشام وعباد اللّٰہ من العرب۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام اور عرب کے نیک بندے دعا کرتے ہیں۔ اس آسمانی خبر کے ساڑھے پانچ سال بعد لدھیانہ میں 10/جولائی 1891ء کو پہلے عرب احمدی کی حیثیت سے حضرت محمد بن احمد مکی صاحبؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آپ کی بیعت 141 نمبر پر رجسٹر بیعت میں درج ہے۔ جہاں پورا نام یوں درج ہے:

**شيخ محمد بن شيخ احمد مكی من حارة شعب عامر۔** (تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ355)

بیعت کے بعد آپ نے کچھ عرصہ قادیان میں قیام فرمایا اور 1892ء کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت فرمائی۔ یہ جماعت کی تاریخ کا دوسرا جلسہ سالانہ تھا جس میں (327) احباب نے شمولیت اختیار کی جن میں سے ایک حضرت شیخ محمد بن احمد مکی تھے۔ ان تمام احباب کی فہرست حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے آخر پر دی ہے۔

کچھ عرصہ برکات سے مستفید ہونے کے بعد 1893ء میں آپؓ مکہ شریف بخیریت پہنچ گئے۔ فریضہ حج کی بجا آوری کے بعد 4/اگست 1893ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں اپنے بخیریت مکہ معظّمہ پہنچنے اور مختلف لوگوں سے حضورؑ کا ذکر کرنے اور ان کے مختلف تاثرات کے ذکر کے بعد یہ خوشخبری لکھی کہ مَیں نے شعب عامر کے اپنے ایک دوست تاجر السید علی طایع تک پیغام حق پہنچایا اور اسے حضورؑ کے دعویٰ سے مفصل خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ہے کہ میں حضورؑ کی خدمت میں عرض کروں کہ حضورؑ انہیں اپنی کتب ارسال فرمائیں تو وہ انہیں شرفاء وعلماءِ مکّہ مکرمہ میں تقسیم کریں گے۔ اس خط کے ملنے پر حضورؑ نے اسے تبلیغ حق کا ایک غیبی سامان سمجھتے ہوئے ’’حمامة البشری‘‘ عربی زبان میں تصنیف فرمائی جس میں حضورؑ نے دعوی مسیحیت، دلائل وفات مسیح اور نزول مسیح اور خروج دجال کا مفصل بیان اور مکفّرین علماء کی طرف سے آپ کے عقائد اور دعویٰ پر اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

(مأخذ ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، حمامة البشری، رجسٹر بیعت مطبوعہ تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 355، مضمون حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الأولؓ کی مالی تحریکات روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ 4/ جنوری 2002ء، روزنامہ الفضل 19 مئی 1983ء، تین سو تیرہ اصحاب صدق وصفا از نصراللہ خان ناصر وعاصم جمالی صفحہ147-148)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم کے آخر میں اپنے تین سو تیرہ اصحاب باصفا کی فہرست درج کی ہے اس میں آپ کا نام نمبر 98 پر مذکور ہے۔

### ایک تصحیح

ہمارے لٹریچر میں بعض جگہ حضرت محمد سعید الشامی الطرابلسی صاحبؓ کو پہلا عرب احمدی لکھا گیا ہے۔ لیکن حالات وواقعات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عرب احمدی حضرت محمد بن احمد مکی صاحبؓ تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا مفصل ذکر اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں فرمایا ہے۔ اور ازالہ اوہام 1891ء کی تصنیف ہے۔ جبکہ حضرت محمد سعید الشامی الطرابلسی صاحبؓ آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصہ کو پڑھ کر احمدی ہوئے تھے جو کہ 1893ء کی تالیف ہے۔

شاید اس سہو کی وجہ یہ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب معلوم ہوا کہ عرب علاقوں میں حضور کی کتب کی اشاعت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلص ان بلاد سے اس سلسلہ میں کوشش اور تعاون کرے۔ لہذا حضورؑ نے ایسے سلطان نصیر کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت شامی صاحب کو حضور انور کی دعا کے ثمرہ کے طور پر احمدیت کی آغوش میں ڈال دیا۔ اور حضورؑ نے خود بھی انہیں اپنی دعا کا پہلا پھل قرار دیا اور شاید اس بات سے انہیں پہلا عرب احمدی سمجھ لیا گیا۔ واللہ اعلم۔

## عربوں کی طرف التفات

......حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب نور الحق حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ جب میں نے ملک ہند کے اکثر مولویوں کو طرح طرح کی روحانی بیماریوں اور زہروں میں مبتلا پایا اور کتاب اللہ اور رسول اللہ سے بے رغبت پایا، تو عربوں کی طرف توجہ کی۔

آپؑ فرماتے ہیں: (عربی ترجمہ از نور الحق نقل کیا جاتا ہے)

''پس جب ہند کی زمین میں ایسا زلزلہ آیا کہ ساری زمین ہل گئی اور علماء میں میں نے بخل اور حسد پایا تو میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ ان لوگوں سے اعراض کروں اور مکّہ کی طرف بھاگوں اور صلحاء عرب اور مکّہ کے برگزیدوں کی طرف توجہ کروں ......سو خدا تعالیٰ نے اس حاجت کے پیدا ہونے کے وقت میرے دل میں یہ القاء کیا کہ میں کھلی کھلی عربی میں چند کتابیں تالیف کروں۔ سو میں نے خدا کے فضل اور اسکی رحمت اور اسکی توفیق سے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام تبلیغ ہے پھر دوسری کتاب تالیف کی جس کا نام تحفہ ہے پھر تیسری کتاب تالیف کی جس کا نام کرامات الصادقین ہے، پھر چوتھی کتاب تالیف کی جس کا نام حمامة البشریٰ ہے......اور میں نے ان کتابوں کو صرف زمین عرب کے جگر گوشوں کے لئے تالیف کیا ہے۔''

(اردو ترجمہ از نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 19-20)

## حضور علیہ السلام کی پہلی عربی کتاب

......11/جنوری 1893ء کو جب حضورؑ اپنی معرکۃ الآراء کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اُردو حصہ کی تالیف سے فارغ ہوئے تو مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے ایک مجلس میں حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ اس کتاب کے ساتھ مسلمان فقراء اور پیرزادوں پر اتمام حجت کے لئے ایک خط بھی شائع ہونا چاہئے جو دن رات بدعات میں غرق ہیں اور خدا کے قائم کردہ اس سلسلہ سے بے خبر ہیں۔ حضورؑ کو یہ تجویز پسند آئی۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:

''میرا ارادہ یہ تھا کہ یہ خط اُردو میں لکھوں لیکن رات کو بعض ارشادات الہامی سے ایسا معلوم ہوا کہ یہ خط عربی میں لکھنا چاہئے۔ اور یہ بھی الہام ہوا کہ ان لوگوں پر اثر بہت کم پڑے گا، ہاں اتمام حجت ہوگا''۔(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 359-360)

چنانچہ آپؑ نے خداداد قوت ومقدرت سے نہایت فصیح وبلیغ عربی زبان میں ''التبلیغ'' کے عنوان سے ایک خط لکھا جس میں آپ نے ہندوستان، عرب، مصر، شام، ایران، ترکی، اور دیگر ممالک کے سجادہ نشینوں، زاہدوں، صوفیوں، اور خانقاہ نشینوں تک پیغام حق پہنچایا۔ حضورؑ نے یہ پہلی عربی کتاب خدا تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت اور اس کے الہام اور اس کی خاص قدرت سے تالیف فرمائی جس کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں:

''والحمد لله أولًا وآخرًا، وظاهرًا وباطنًا، هو وليي في الدنيا والآخرة۔ أنطقني روحه، وحركتني يده، فكتبت مكتوبي هذا بفضله وإيمائه وإلقائه...... رب كتبت هذا المكتوب بقوتك وحولك ونفحات إلهامك، فالحمد لك يا رب العالمين۔ أنت محسني ومنعمي، وناصري وملهمي، ونور عيني وسرور قلبي وقوة إقدامي۔

یعنی: اول وآخر میں اور ظاہر وباطن میں سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے، وہی میرا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوست ومددگار ہے۔ اسکی روح نے مجھے نطق کی طاقت بخشی، اور میرے ہاتھ کو جنبش دی، چنانچہ میں نے اسکے فضل اور اسکے اشارہ اور اسکے الہام سے اپنا یہ مکتوب لکھا ہے.........اے میرے پروردگار، یہ مکتوب مَیں نے تیری دی ہوئی قوت اور طاقت سے اور تیرے الہام کی ہواؤں کے جھونکوں کی مدد سے لکھا ہے۔ پس اے پردورگار عالم ہر قسم کی تعریف صرف تیرے لئے ہی ہے، تو مجھ پر احسان کرنے والا اور مجھ پر انعام کرنے والا، اور میری مدد ونصرت اور مجھے الہام فرمانے والا ہے، تو میری آنکھ کا نور ہے اور میرے دل کا سرور ہے اور میرے ہر اقدام کی اصل قوت تو ہی ہے''۔

اس کتاب میں حضورؑ نے عربوں کو براہ راست مخاطب فرمایا، اور خدا تعالیٰ کے الہام وانعام اور اس کی مدد ونصرت وقوت سے لکھی گئی اس کتاب کا تقاضا تھا کہ حضور کا عربوں کو یہ خطاب بے مثال اور مؤثر ترین ہونا اور اعجازی رنگ لئے ہوئے ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جن الفاظ میں حضورؑ نے عربوں کو مخاطب فرمایا وہ دل ودماغ پر اک عجیب کیفیت برپا کردیتے ہیں، اس کی ابتداء حضورؑ نے ان الفاظ سے فرمائی:

السلام عليكم أيها الأتقياء الأصفياء من العرب العرباء، السلام عليكم يا أهل أرض النبوة وجيران بيت الله العظمى......''۔

اس خطاب کے ایک حصہ کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے تاہم جن احباب کو عربی زبان سے واقفیت ہے انہیں چاہئے کہ حضورؑ کے اصل عربی کلمات پڑھ کر علمی، ادبی اور روحانی طور پر لطف اٹھائیں۔

السلام علیکم! اے عرب کے تقویٰ شعار اور برگزیدہ لوگو۔

السلام علیکم! اے سرزمینِ نبوت کے باسیو اور خدا کے عظیم گھر کی ہمسائیگی میں رہنے والو۔

تم اقوام اسلام میں سے بہترین قوم ہو اور خدائے بزرگ وبرتر کا سب سے چنیدہ گروہ ہو۔ کوئی قوم تمہاری عظمت کو نہیں پہنچ سکتی۔ تم شرف وبزرگی اور مقام ومرتبہ میں سب پر سبقت لے گئے ہو۔ تمہارے لئے تو یہی فخر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کا آغاز حضرت آدم سے کر کے اُسے اُس نبی پر ختم کیا جو تم میں سے تھا اور تمہاری ہی زمین اس کا وطن اور مولد ومسکن تھی۔

تم کیا جانو کہ اس نبی کی کیا شان ہے۔ وہ محمد مصطفیٰ ہے، برگزیدوں کا سردار، نبیوں کا فخر، خاتم الرسل اور دنیا کا امام۔ آپ ﷺ کا احسان ہر انسان پر ثابت ہے۔ اور آپ کی وحی نے تمام گزشتہ رموز ومعارف ونکات عالیہ کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔ اور جو معارف حقہ اور ہدایت کے راستے معدوم ہو چکے تھے ان سب کو آپؐ کے دین نے زندہ کردیا۔

اے اللہ تو روئے زمین پر موجود پانی کے تمام قطروں اور ذرّوں اور زندوں اور مُردوں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ ظاہر یا مخفی ہے ان سب کی تعداد کے برابر آپ ﷺ پر رحمت اور سلامتی اور برکت بھیج۔ اور ہماری طرف سے آپ کو اس قدر سلام پہنچا جس سے آسمان کناروں تک بھر جائے۔

مبارک ہے وہ قوم جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کا جوُا اپنی گردن پر رکھا۔ اور مبارک ہے وہ دل جو آپ ﷺ تک جا پہنچا اور آپ میں کھو گیا اور آپ کی محبت میں فنا ہوگیا۔

اے اُس زمین کے باسیو جس پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک قدم پڑے! اللہ تم پر رحم کرے اور تم سے راضی ہوجائے اور تمہیں راضی برضا کردے۔

اے بندگانِ خدا! مجھے تم پر بہت حسن ظن ہے۔ اور میری روح تم سے ملنے کے لئے پیاسی ہے۔ میں تمہارے وطن اور تمہارے بابرکت وجودوں کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہا ہوں تاکہ میں اس سرزمین کی زیارت کرسکوں جہاں حضرتِ خیرُ الوَریٰ ﷺ کے مبارک قدم پڑے، اور اس مٹی کو اپنی آنکھوں کے لئے سرمہ بنالوں۔ اور میں مکہ اور اس کے صلحاء اور اس کے مقدس مقامات اور اس کے علماء کو دیکھ سکوں۔ اور تاکہ میری آنکھیں وہاں کے اولیائے کرام سے مل کر اور وہاں کے عظیم مناظر کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ پس میری خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنی بے پایاں عنایت سے آپ لوگوں کی سرزمین کی زیارت نصیب فرمائے اور آپ لوگوں کے دیدار سے مجھے خوش کردے۔

اے میرے بھائیو! مجھے تم سے اور تمہارے وطنوں سے بے پناہ محبت ہے۔ مجھے تمہاری راہوں کی خاک اور تمہاری گلیوں کے پتھروں سے محبت ہے۔ اور مَیں تمہیں کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتا ہوں۔

اے عرب کے جگر گوشو! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خاص طور پر بے پناہ برکات، بے شمار خوبیوں اور عظیم فضلوں کا وارث بنایا ہے۔ تمہارے ہاں خدا کا وہ گھر ہے جس کی وجہ سے اُمُّ الْقُریٰ کو برکت بخشی گئی۔ اور تمہارے درمیان اس مبارک نبی کا روضہ ہے جس نے توحید کو دنیا کے تمام ممالک میں پھیلایا اور اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کیا۔

تمہی میں سے وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے سارے دل اور ساری روح اور کامل عقل وسمجھ کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول کی مدد کی، اور خدا کے دین اور اس کی پاک کتاب کی اشاعت کے لئے اپنے مال اور جانیں فدا کردیں۔ بے شک یہ فضائل آپ لوگوں ہی کا خاصہ ہیں اور جو آپ کی شایانِ شان عزت واحترام نہیں کرتا وہ یقیناً ظلم وزیادتی کا مرتکب ہوتا ہے۔

اے میرے بھائیو! میں آپ کی خدمت میں یہ خط ایک زخمی دل اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ پس میری بات سنو، اللہ تعالیٰ تمہیں اسکی بہترین جزاء عطا فرمائے۔(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 419۔422)

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ حضورؑ نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: اے عرب کے مشائخ اور حرمین شریفین کے چنیدہ لوگو، میں نے ان تمام امور کو ہندوستان کے علماء کے سامنے رکھا لیکن انہوں نے ان کو قبول نہ کیا۔ مَیں نے انہیں سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھے، مَیں نے ان کو جگانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں جاگے۔ بلکہ اس کے برعکس میری تکفیر وتکذیب کی کوششوں میں لگ گئے۔

اے عرب اور مصر اور بلاد شام وغیرہ کے برادران، جب مَیں نے دیکھا کہ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور آسمان سے نازل ہونے والا مائدہ ہے اور عطاؤں والے خدا کی طرف سے ایک قابل قدر نشان ہے تو میرے دل نے پسند نہیں کیا کہ میں آپ کو اس مَیں شریک نہ کروں۔ چنانچہ مَیں نے اس کی تبلیغ کرنا فرض سمجھا اور اسے ایسے قرض کے مشابہ دیکھا جس کا حق اس کو ادا کئے بغیر ادا نہیں ہوتا۔

اب مَیں نے آپ کو وہ سب کہہ دیا ہے جو میرے لئے میرے رب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے اور میں اس بات کے انتظار میں ہوں کہ تم کس طرح اس کا جواب دیتے ہو''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 488-490)

## حضورؑ کے پُر تاثیر کلمات کا جادو

حضورؑ کے یہ پُر تاثیر کلمات ایسے ہیں کہ پتھر سے پتھر دل کو بھی پگھلا کے رکھ دیں۔ لیکن اُس زمانہ میں حضورؑ کی کتب کا عربوں تک پہنچنا نہایت مشکل تھا اس لئے اس عرصہ میں شاید عرب ممالک کے کچھ زیادہ لوگوں پر اس تحریر کا جادو ظاہر نہ ہوا۔ لیکن تاریخ نے سینۂ قرطاس پر بصد فخر ایک مثال یوں محفوظ کی کہ طرابلس کے ایک مشہور عالم السید محمد سعید الشامی نے جب یہ کتاب پڑھی تو بے ساختہ کہا: 'واللہ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا'۔ اور بالآخر اس سے متاثر ہوکر احمدیت قبول کرلی۔

(تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ473)

## نبی کریم ﷺ کی شان میں قصیدة

اسی کتاب ''التبلیغ'' کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں ایک معجزہ نما عربی قصیدہ بھی رقم فرمایا ہے جو چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہے۔ جب حضورؑ یہ قصیدہ لکھ چکے تو آپ کا روئے مبارک فرط مسرت سے چمک اٹھا اور آپ نے فرمایا:

یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہوگیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ قصیدہ حفظ کرلے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسولؐ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھردوں گا، اور اپنا قرب عطا کروں گا''۔

جب یہ قصیدہ السید محمد سعید الشامی کو دکھایا گیا تو وہ پڑھ کر بے اختیار رونے لگے اور کہا: خدا کی قسم میں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار بھی کبھی پسند نہیں کئے مگر ان اشعار کو میں حفظ کروں گا۔

(تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ473)

یہ قصیدہ جماعت کے ہر چھوٹے بڑے میں یکساں مقبول ہے۔ اس کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے:

يا عين فيض الله والعرفان

يسعى إليك الخلق كالظمآن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی زبان کے بارہ میں بعض جاہل یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضورؑ نے اچھی خاصی عربی پڑھی ہوئی تھی اور قادر الکلام تھے اور خدا کی طرف سے تعلیم محض ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

گوکہ یہ مضمون ایسے اعتراضات کے ردّ کے طور پر تو نہیں لکھا جارہا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے جس عربی قصیدہ کی بات ہورہی ہے اس کے بارہ میں ایک غیر از جماعت دوست کی رائے یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہے جس میں مذکورہ بالا اعتراض کا بھی ردّ ہوجاتا ہے۔

علّامہ نیاز فتح پوری صاحب نے اس قصیدہ کے بارہ میں لکھا:

اب سے تقریباً 65 سال قبل 1893ء کی بات ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ تجدید ومہدویت سے ملک کی فضا گونج رہی تھی اور مخالفت کا اک طوفان انکے خلاف برپا تھا۔ آریہ عیسائی اور مسلم علماء سبھی ان کے مخالف تھے اور وہ تنِ تنہا ان تمام حریفوں کا مقابلہ کررہے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے مخالفین کو ھَل مِن مبارز کے متعدد چیلنج دیئے اور ان میں سے کوئی سامنے نہ آیا۔ ان پر منجملہ اور اتہامات میں سے ایک اتہام یہ بھی تھا کہ وہ عربی وفارسی سے نابلد ہیں۔ اسی اتہام کی تردید میں انہوں نے یہ قصیدہ نعت عربی میں لکھ کر مخالفین کو اس کا جواب لکھنے کی دعوت دی۔ لیکن ان میں سے کوئی بروئے نہ آیا۔ مرزا صاحب کا یہ مشہور قصیدہ 69 اشعار پر مشتمل ہے۔ اپنے تمام لسانی محاسن کے لحاظ سے ایسی عجیب وغریب چیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ایک ایسا شخص جس نے کسی مدرسہ میں زانوئے ادب تہ نہ کیا تھا کیونکر ایسا فصیح وبلیغ قصیدہ لکھنے پر قادر ہو گیا......... یہ قصیدہ نہ صرف اپنی لسانی وفنی خصوصیات بلکہ اس والہانہ محبت کے لحاظ سے جو مرزا صاحب کو رسول اللہ سے تھی بڑی پُر اثر چیز ہے''۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد1 صفحہ474-475)

**(باقی آئندہ شمارہ میں)**

# حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

## خلیفۃ اللہ کے الہامی پیغام کو ٹھکرا دینے کے ہولناک نتائج

جیسا کہ ''تاریخ ملت'' کے فاضل مؤلف جناب زین العابدین سجادی میرٹھی اور انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی نے ترکی کے سلطان عبدالحمید ثانی (1909ء-1876ء) کا تذکرہ کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے:۔

''سلطان کی مساعی یہ رہیں کہ اپنے اقتدار کی خاطر عالم اسلامی سے تعلق قائم کیا اور خلافت کی آڑ لے کر مسلمانان عالم کو اپنا ہوا خواہ بنا لیا۔ علامہ سید جمال الدین افغانی کی خدمات حاصل کیں۔ انہوں نے عبدالحمید کے اقتدار کے لئے پان اسلام ازم کا اشقلہ (شگوفہ) چھوڑا...... سلطان عبدالحمید نے آپ کا شاندار استقبال کیا ......(بعدازاں علامہ کے قیام فرانس، روس، ایران، بصرہ اور لندن کے قیام کا ذکر ہے۔ پھر لکھا ہے۔ ناقل) وہاں سے 1893ء میں آستانہ پہنچ گئے۔ یہاں سلطان عبدالحمید کی زیر حمایت تکریم و تعظیم کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرتے رہے ...... وہیں مہلک مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اور 9/مارچ 1897ء میں داعی اجل کو لبیک کہا''۔(جلد سوم صفحہ 173تا 177۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور مئی 1991ء)

علامہ کے انتقال کے دو ماہ بعد 11-12 مئی 1897ء کا واقعہ ہے کہ سلطان عبدالحمید ثانی کا سفیر حسین کامی قادیان پہنچا اور اگلے روز حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے خلوت کی ملاقات کے لئے التجا کی۔ جس کو حضرت نے بوجہ مہمان ہونے کے شرف قبولیت بخشا۔ بوقت ملاقات اس نے سلطان روم کے لئے دعا کی درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ اس کے لئے جو کچھ آسمانی قضا وقدر سے آنے والا ہے اس سے وہ اطلاع پاوے۔ اس پر حضرت اقدس نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ:

''سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور مَیں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں''۔

''رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے۔ اور روم کی حالت بربادی کو چاہتی ہے۔ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ''۔

حضرت اقدس نے دوران ملاقات میں بالواسطہ طور پر بادشاہ کو جو ''خلیفۃ المسلمین'' اور ''امیر المومنین'' بھی کہلاتا تھا انتباہ کیا کہ:

''خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ''۔

حضرت اقدس نے یہ سب آسمانی خبریں پبلک کے سامنے بذریعہ اشتہار 24/مئی 1897ء کو بے نقاب کردیں۔ نیز تحریر فرمایا:

''مَیں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعہ فرمایا تھا وہی کہا تھا''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 416)

بجائے اس کے کہ سلطان عبدالحمید ثانی اور ان کے ارکان اس کشفی اور الہامی پیغام کے مطابق اپنے رویّہ پر نظر ثانی کرتے انہوں نے اسے یکسر ٹھکرا دیا جس کے مستقبل میں ایسے ایسے ہولناک نتائج پیدا ہوئے جن کے تصور سے آج بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل و دماغ پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ مختصراً یہ کہ:

اوّل: دسمبر 1907ء میں سلطنت عثمانیہ کے مسلمان انقلابیوں نے پیرس کے ایک اجلاس عام میں مطالبہ کیا کہ سلطان کو معزول کر کے دستوری حکومت قائم کی جائے۔ 28/جون 1910ء کو مختلف زبانوں میں یہ اشتہار دیا گیا:

''انجمن اتحاد و ترقی کے فیصلہ کے مطابق ہم خلیفۃ المسلمین سے دستوری نظام حکومت کا مطالبہ کرتے ہیں ...... ورنہ قوم اپنے حقوق کی خاطر اپنی ہر قوت سے کام لے گی''۔

مصطفیٰ کمال پاشا (جدید ترکی کے بانی) نے شیخ الاسلام سے استفتاء کیا کہ:

''ظالم سلطان جو بے گناہ رعایا کا قاتل ہو اور انہیں جلاوطنی، غرقابی اور قید کی سخت سزائیں دے، ملک کو تباہی کی غار کی طرف دھکیلے شریعت کی رو سے اس کے لئے کیا حکم ہے؟''۔

شیخ الاسلام نے فتویٰ دیا کہ: ''شریعت کی رو سے ایسے سلطان کو معزول کردینا چاہئے''۔ اس پر سلطان عبدالحمید کو سالونیکا میں جلاوطن کر دیا گیا اور وہ بے وطنی کے عالم میں 11/فروری 1918ء کو اگلے جہان کوچ کر گیا۔

دوم: سلطان کی معزولی کے بعد سلطان محمد خامس (1909ء۔1918ء) تخت نشین ہوا جس کے زمانہ میں عربوں نے ترکی سلطنت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا جس پر سلطان عبدالوحید خان (1919ء۔1922ء) نے اقتدار سنبھال لیا۔(تاریخ ملت جلد سوم صفحہ 195-203)

### سلطان عبدالوحید کی داستان فرار

مغل حکمران بہادر شاہ ظفؔر کی طرح سلطان عبدالوحید بھی سلطنت عثمانیہ کا آخری بادشاہ ثابت ہوا جس کی حکومت بالآخر سمٹ کر صرف قسطنطنیہ (استنبول) تک محدود ہو کر رہ گئی اور بقیہ ملک قوم پرست ترکوں کے زیر اثر چلا گیا۔

اسی دوران 10/نومبر 1922ء کو سلطان حسب دستور جمعہ کے لئے مسجد گیا تو پیش امام نے بحیثیت سلطان اس کا نام حذف کردیا۔ البتہ ''خلیفۃ المسلمین'' اور ''امیر المومنین'' کے الفاظ باقی رکھے اور اس کی بادشاہت کاٹ دی گئی۔

سلطان کے لئے یہ خطرہ کی تشویشناک گھنٹی تھی اس نے فوری طور پر اپنے مصاحب کے ذریعہ انگریز کمانڈر جنرل ہیرنگٹن کو اطلاع دی کہ اس کی جان خطرے میں ہے۔ چنانچہ جنرل ہیرنگٹن کے تیار کردہ منصوبہ کے تحت سابق بادشاہ اور اس کے بیٹے نے راتوں رات سامان باندھا جس میں شاہی جواہرات بھی شامل تھے۔ اگلے روز صبح جب کہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی وہ اپنے بیٹے سمیت توپ خانہ کی بندرگاہ پہنچا اور انگریزوں کے بحری جہاز سے فرار ہوگیا۔ جنرل ہیرنگٹن سے سلطان نے درخواست کی کہ اس کی پانچ بیویاں ہیں ان کو بھی مالٹا پہنچا دیا جائے جس کا انگریز جنرل ہیملٹن نے وعدہ کر لیا۔ سلطان وحیدالدین کو پہلے مالٹا لے جایا گیا۔ پھر اٹلی کے شہر سین ریمو پہنچا دیا گیا۔ برطانوی سفارت خانہ کے ذریعہ اس کا مال و متاع بھی اٹلی پہنچ گیا۔ سلطان کی دولت اتنی کافی تھی کہ اس کی بقیہ عمر عیش و عشرت میں گزری۔

(''کمال اتاترک'' صفحہ 164تا 169۔ از جناب امتیاز محمد خان۔ شائع کردہ فیروز سنز لیمٹڈ لاہور)

### عبدالمجید ثانی کی معزولی اور خاتمہ خلافت

آخری سلطان عبدالوحید خان کے انگریزوں کی ساز باز سے فرار ہونے کے بعد ترکوں نے عبدالمجید ثانی (1920ء تا 1924ء) کو ''خلیفۃ المسلمین'' کا لیبل لگایا پھر اسے معزول کردیا۔ تاریخ ملّت کے مرتبین نے اس المیہ کا ذکر ان عبرت انگیز الفاظ میں کیا ہے:

''ترکی جمہوریہ نے خلیفہ کے ساتھ خلافت کا منصب بھی ختم کردیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(تاریخ ملت جلد سوم صفحہ 210)

خلاصہ یہ کہ سلطان عبدالوحید کی بادشاہت چھن گئی اور اس کے ولی عہد اور جانشین کو ''خلیفۃ المسلمین'' کے کاغذی منصب سے معزول کردیا گیا۔ اس طرح خدائے ذوالجلال نے اپنے فرستادہ سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ ہر پہلو سے نہایت شان وشوکت سے پورا ہوگیا یعنی جو الگ رہے گا ''وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ''۔

سرزمین ترکی میں تحریک احمدیت کی حقانیت کا یہ چمکتا ہوا نشان پہلے خلافت اولیٰ و خلافت ثانیہ میں ظاہر ہوا پھر دوبارہ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے انقلابی دور میں اس کی قہری تجلیات پوری دنیا نے خصوصاً اہل پاکستان نے بچشم خود مشاہدہ کیں ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار 24/مئی 1897ء میں ببانگ دہل منادی فرمائی کہ: ''آسمان کی بادشاہت کے آگے دنیا کی بادشاہت اس قدر بھی مرتبہ نہیں رکھتی جیسا کہ آفتاب کے مقابل ایک کیڑا مرا ہوا''۔

✿✿✿✿✿✿

## برکات خلافت کے متعلق جماعت احمدیہ کی سربرآوردہ شخصیات سے تاریخی انٹرویو

کم و بیش ربع صدی قبل کا واقعہ ہے کہ محترم مسعود احمد خان دہلوی مدیر روزنامہ ''الفضل'' ربوہ نے برکات خلافت سے متعلق جماعت احمدیہ کی سرکردہ شخصیات سے تاریخی انٹرویو لیا۔ اس یادگار انٹرویو کی اہمیت میں خلافت کے جشن صدسالہ کے حوالہ سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ چند آراء ملاحظہ ہوں:۔

### حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

مکرم مسعود احمد خان دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

''محترم صاحبزادہ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نظام میں انتہائی اہم عہدے یعنی ناظر اعلیٰ کے منصب پر سالہا سال سے فائز ہیں۔ حضور ایدہ اللہ کی غیر حاضری میں امیر مقامی ہونے کا شرف بھی عموماً انہیں کو ملتا ہے۔ ایک عرصہ سے نہایت حسّاس عہدے پر جماعتی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ان کے گھر پر حاضر ہوا تو میرا سوال سُن کر چند لمحے غور کرنے کے بعد کہنے لگے کہ:

**''میرے خیال میں خلافت کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ کی بھرپور تائید و حمایت حاصل ہوتی ہے۔**

انہوں نے کہا کہ لمبا عرصہ خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ کے ساتھ اہم معاملات میں منسلک رہنے کے بعد میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ مثلاً حضرت مصلح موعودؓ پر بھی لوگوں نے کئی اعتراضات کئے۔ آپ کے بعض فیصلوں پر تنقید کی اور بزعم خود بڑے بڑے لوگوں نے آپ کے فیصلوں پر ردّ و قدح کی کہ فلاں قدم غلط اٹھایا ہے یا فلاں فیصلہ غلط کیا ہے اور یہی صورت حال بعض اوقات خلافت ثالثہ میں بھی پیش آتی رہی مگر آخر کار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر فیصلے کے بارہ میں بڑے سے بڑے مخالف کو بھی یہ کہنا پڑا کہ خلیفۂ وقت کا فیصلہ درست نکلا۔ اور اس کے بہترین نتائج برآمد ہوئے۔ اور قدم قدم پر اس بات کا اظہار ہوتا رہا کہ خلیفۂ وقت کے بلا استثناء ہر فیصلے کو آسمانی تائید و نصرت حاصل رہی اور کبھی بھی کوئی ایسا فیصلہ سامنے نہیں آیا جس کے نتائج ناقص نکلے ہوں یا وقت گزرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ فلاں فیصلہ غلط تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فیصلے کو خدا کی خصوصی تائید و رضا حاصل تھی۔ اور خلافت کی یہی سب سے بڑی برکت ہے''۔

### حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

صاحبزادہ صاحب موصوف میدان تقریر و تحریر کے بے مثل شہسوار ہیں۔ کئی سالوں سے وقف جدید کے ناظم ارشاد اور ناظم مال چلے آرہے ہیں اور وقف جدید کی اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر متعدد بار حضور ایدہ اللہ سے تعریفی کلمات حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ آج کل مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر کے عہدہ جلیلہ پر بھی فائز ہیں۔ بڑا وسیع مطالعہ اور بڑی دقیق نظر رکھنے والے وجود ہیں۔

آپ نے میرا سوال سننے کے بعد کہا:

**''آیت استخلاف میں خلافت کی سب سے بڑی برکت اور خصوصیت قیام توحید اور تمکین دین بیان کی گئی** ہے۔ اور خدائی وحدت کا تصور نہ صرف وحدتِ الٰہی ہے بلکہ اس میں وحدت ملّی بھی آجاتی ہے۔ اور تمکین دین سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کے بارہ میں اسلام کا عملی تجربہ گواہ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی ملت اسلامیہ پر خوف کے حالات طاری ہوئے تو وابستگان خلافت سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ وہ خوف کی صورت کو امن کی حالت سے بدل دے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص نقصان کے بغیر بہت معمولی تکالیف اٹھا کر بڑے بڑے خطرات سے مسلمانوں کی جماعت من حیث القوم آسانی سے گزر جائے گی۔ اس کی متعدد مثالیں خلافت راشدہ اولیٰ میں نظر آتی ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے انتہائی خوفناک حالات کا ارتداد کی شکل میں ظاہر ہونا اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے ذریعہ دیکھتے ہی دیکھتے قبائل کا مطیع و فرمانبردار ہوجانا یہ بہترین مثال ہے۔ بظاہر دنیا کے اعتبار سے ایسا فتنہ اگر کسی دنیاوی نظام میں پیدا ہوجاتا اور اس کے استیصال کے لئے الٰہی مدد حاصل نہ ہوتی تو یہ نتیجہ نکلنا ناممکن تھا۔

دوسری بار خلافت اولیٰ جماعت احمدیہ اور پھر خلافت ثانیہ میں بارہا جماعت اس کا مشاہدہ کرچکی ہے''۔

صاحبزادہ صاحب موصوف نے کہا کہ:

''اس کے لئے کسی خاص تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ کمزوریاں اور ناطاقتی کیا تھی۔ خوف کتنے شدید اور وسیع تھے اور کس طرح نہایت ہی معمولی قربانی سے خدا نے نہ صرف امن کے حالات پیدا فرمائے بلکہ اس کی عنایات پہلے سے بھی دوچند ہوگئیں۔ یہ خوف کے امن سے بدلنے کے واقعات اتفاقی نہیں بلکہ غیر معمولی الٰہی ہاتھ کے ظاہر ہونے کا وعدہ ہے۔ اور اس کے عام احمدی بلکہ غیر بھی شاہد ہیں''۔

انہوں نے کہا کہ:

''اسی طرح تمکنت دین کا کام ہے۔ اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں جو خدمات بجا لانے کی توفیق ملی ہے دنیا کے اکثر ممالک اس پر گواہ بن چکے ہیں۔ مزید کہنے کی حاجت نہیں''۔

صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ:

''ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جو لوگ خلافت سے ہٹے یا جماعت کے اندر جماعت سے علیحدگی اختیار کی یا خلافت کا پورا احترام نہیں کیا وہ عملاً کامیاب خدمت دین سے محروم کردئے گئے۔ ان کی ساری صلاحیتیں اور کوششیں

بقیہ: صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ فرمائیں

# خلافتِ احمدیہ کے حسین باغ کا ایک شجرِ ثمر دار
# ایم ٹی اے انٹرنیشنل

(سیّد نصیر احمد۔ چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل۔ لندن)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے ایک وعدہ فرمایا ہے اور وہ یوں ہے کہ ”اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔“

(سورۃ النور:56)

خدائے ذوالجلال نے اپنے پیارے نبی، ختم الرسل، فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی ایک وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپؐ کی امت میں سے ایک مہدی اور مسیح بھیجے گا جو حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مسیح ومہدی موعودؑ کے ساتھ بھی ایک وعدہ فرمایا۔ وہ وعدہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے تاریخی الفاظ پر مبنی ہے، جو ایک سو سے زیادہ برس پیشتر دنیا کے ایک گمنام حصے سے، ایک غیر معروف، غیر ترقی یافتہ قصبے سے مشتہر ہوا جہاں کسی مواصلاتی نظام کا تو سوال بھی پیدا نہیں ہوتا تھا اور دنیا کی نظر میں اس قصبہ کی کوئی اہمیت نہ تھی، سوائے اس حقیقت کے کہ وہ مقام مسیح الزمان اور مہدی دوران کا مقام تھا۔ خدا کے برگزیدہ نبی نے دنیا کے گوش گزار کیا کہ یہ الفاظ ہیں اس رب ذوالجلال کے جو ہر چیز پر قادر مطلق ہے اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ میری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی اس وقت سے لے کر آج تک کئی کئی بار اور کئی کئی رنگ میں اپنی مکمل صداقت اور بھرپور عظمت کے ساتھ پوری ہوتی آئی ہے۔ لیکن قادر مطلق خدا تعالیٰ کے اس وعدے کو جو اس نے اپنے مسیح سے کیا اور یہ اس کے ایفائے عہد کا ایک عجیب ہی رنگ ہے کہ جسے میں اور آپ اس دور میں حیرت سے تک رہے ہیں کہ اس بار وہ وعدہ ایک نئے ڈھنگ سے ایک عجیب اور نرالی شان سے پورا ہو رہا ہے اور یوں کہ سارا جگ، چاہے کوئی برملا اس حقیقت کا اعتراف کرے یا نہ کرے، مگر بہرحال وہ اس حقیقت کے گواہ بن گئے ہیں کہ آج محمد مصطفیٰؐ کے عاشق صادق مسیح موعودؑ کا پیغام، صدائے فقیرانہ حق آشنا کی صورت میں آسٹریلیا سے لے کر افریقہ تک اور یورپ سے لے کر امریکہ تک دن رات 24 گھنٹے یہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ غلامِ احمدؐ بھی سچا تھا جس نے حضرت محمد ﷺ کی غلامی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور خود وہ محمد مصطفیٰؐ بھی سچے تھے جنہوں نے مسیح موعودؑ کی بعثت کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور یہ کہ ہمارا خدا بھی سچا خدا ہے اور زندہ خدا ہے جو اپنے مبعوث ومحبوب بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے، انکی اعانت فرماتا ہے، ان سے وعدہ فرماتا ہے اور پھر بڑی شان سے ان وعدوں کو پورا بھی فرماتا ہے۔ اور یہ کہ وہ پیغام حق جو حضرت رسول کریم ﷺ نے چودہ سو برس پہلے دنیا کو دیا تھا وہی پیغام حق مسیح محمدی کے ہاتھوں دوبارہ دنیا کو پیش کیا گیا، وہی مسیح جس کا وعدہ خدا نے اپنے پیارے محمدؐ سے کیا تھا اور اب وہی پیغامِ حق اس مسیح محمدی کے نظام خلافت کے ہاتھوں گھر گھر پہنچایا جا رہا ہے۔ وہی خلفاء، وہی مبارک نظامِ خلافت جس کا وعدہ اس آیت میں ملتا ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

مسلم ٹیلی وژن احمدیہ انٹرنیشنل ان وعدوں کا ایک نہایت صاف اور واضح نشان ہے اور محض اور محض نظامِ خلافت کی برکات کا شیریں ثمر ہے۔ خوش قسمت ہیں ہم کہ اس دور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمدللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشاعت اسلام کا کام اپنے دعویٰ نبوت سے قبل ہی شروع فرما دیا تھا اور آپ کی شدید خواہش تھی کہ اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے ہر شخص تک پہنچ جائے۔ تبلیغ اسلام کا ایک جنون تھا جو ہر وقت آپ پر غالب رہتا تھا اور اس وقت کے حالات کے مطابق آپ نے یہ کام متعدد کتب اور بیش بہا رسائل و پمفلٹ اور اشتہارات لکھ کر کیا۔ پھر آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام نے اس خدمت دین یعنی تبلیغ حق کو ہر دوسری چیز پر فوقیت دی۔

❁......حضرت مصلح موعودؓ نے اس سلسلے میں ایسے تاریخ ساز کارنامے انجام دیئے کہ آج آپ کی جاری کردہ تحریکات کے کارہائے نمایاں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح جماعت احمدیہ ان منصوبوں کے تحت ترقیوں کی بلند ترین منازل طے کرتی چلی آئی ہے۔ یہ کامیابیاں حضرت مصلح موعودؓ کی غیر معمولی دور اندیشی اور ذہانت کا کھلا کھلا ثبوت ہیں۔

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خواہش تھی کہ جماعت کا اپنا ریڈیو سٹیشن ہو جہاں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچایا جائے۔ وہ ریڈیو کا زمانہ تھا اور اس وقت ریڈیو ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جسے بروئے کار لاتے ہوئے آواز کو لاکھوں لوگوں تک پہنچایا جا سکتا تھا۔

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی تبلیغ اسلام کو اپنا اولین فرض بنا لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب آڈیو کیسٹ پر آواز ریکارڈ کرنے کی سہولت کا انقلاب برپا ہو رہا تھا۔ حضورؒ کے خطبات، تقریریں اور سوال و جواب کی محفلیں آڈیو کیسٹ پر ریکارڈ ہونے لگیں۔ حضورؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جہاں بین اور دور اندیش نگاہ عطا فرمائی تھی کہ اس وقت حضورؒ نے یہ بھانپ لیا کہ آڈیو کیسٹ کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ احباب جماعت تک آواز پہنچائی جا سکتی ہے بلکہ یہ کیسٹس تبلیغ کے سلسلہ میں بہترین معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ یہ آڈیو کیسٹس کا زمانہ تھا۔

❁......اس کے کچھ عرصہ بعد ہی دنیا نے ویڈیو کیسٹ ریکارڈز کی ایجاد دیکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے گھر گھر ویڈیو کیسٹ ریکارڈز لگ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کی ترقی کو وقت اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لئے خطبات اور جماعتی اجتماعات کو ویڈیو کیسٹس پر ریکارڈ کروانا شروع کر دیا۔ اب جہاں لوگ اپنے پیارے امام کی آواز سنتے تھے وہاں آپ کا دیدار بھی کرنے لگ گئے اور ویڈیو کیسٹ دیکھنے کی ضرورت اور ان سے استفادہ کرنے کا رجحان بڑھتا چلا گیا۔ یہ ویڈیو کیسٹ کا زمانہ تھا۔

❁......اگرچہ حضور رحمہ اللہ کی خلافت کے آغاز سے ہی تجدید دین کے اس نظام کی داغ بیل آڈیو ریکارڈنگز کے ذریعہ پڑ گئی تھی لیکن اگر تاریخ پر غور کیا جائے تو ایم ٹی اے کے موجودہ نظام کی کڑیاں ہمیں احمدیت کی پہلی اور دوسری صدی کے سنگم پر لے جاتی ہیں جب آپ رحمہ اللہ نے **احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ 24/مارچ 1989ء** کو ارشاد فرمایا اور پہلی مرتبہ بذریعہ فون یہ خطبہ جرمنی اور ماریشس کی جماعتوں نے براہ راست سنا۔ گویا کہ احمدیت کی نئی صدی کا پہلا دن ایم ٹی اے کے اجراء کی جانب پہلا قدم ثابت ہوا اور اس طرح دونوں صدیوں کے سنگم پر تجدید دین کی نئی بنیاد ڈال دی گئی۔

❁......اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کا اپنا ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کی کوشش پر بھی کام شروع کروا دیا۔ البتہ تفصیلی تحقیق اور سٹڈی کے بعد یہ پراجیکٹ اس لحاظ سے فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا کہ ریڈیو کی لہریں صرف محدود فاصلے تک ہی سفر کر سکتی ہیں اور جگہ جگہ Boosters کے ذریعہ ہی آگے بڑھائی جا سکتی ہیں لہذا ساری دنیا میں تو کجا ایک ملک میں بھی بیک وقت سگنل پہنچانا مشکل ہوتا۔ فریکوینسی موڈیولیشن (FM) اور امپلیچیوڈ موڈیولیشن (AM) کا تو دائرہ ہی بڑا محدود ہوتا ہے۔ نیز شارٹ ویوز پر جو ریڈیو چلتا تھا، جس کی لہریں زیادہ فاصلہ طے کرتی ہیں، وہ نظام ویسے ہی فرسودہ ہو رہا تھا۔

❁......اس طرح سالانہ جلسہ اور عیدین کی تقاریب و خطبات کو فون لائن پر براہ راست آواز کی لہروں پر نشر کرنے کا رجحان بدستور بڑھتا چلا گیا جس کا کچھ اپنا ہی مزا تھا۔

لہٰذا **دسمبر 1991ء** میں جب 45 سال کے بعد ایک خلیفۃ المسیح کے مبارک قدموں کو قادیان دارالامان کی مٹی نے چوما تو وہ تاریخی جلسہ سالانہ قادیان بذریعہ **سیٹلائیٹ فون** براہ راست سنایا گیا۔ یہ جماعت کی تاریخ میں پہلی براہ راست سیٹلائیٹ نشریات تھیں جو محض آڈیو میں تھیں اور وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اٹھی تھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ایک دفعہ پھر اسی سرزمین سے تمام دنیا تک بیک وقت پہنچانے کی سعادت ملی اور اس کے بعد تو یہ ایک نہ رکنے والا سلسلہ بن گیا۔

❁......چونکہ ٹیپ اور ویڈیو سے ہم پہلے ہی مستفیض ہو رہے تھے اور فون لائن بین الاقوامی سطح پر سیٹلائٹ پر کام کرتی ہیں، لہٰذا جماعت احمدیہ کے پروگراموں کو بذریعہ ویڈیو سیٹلائیٹ پر براہ راست نشر کرنے کا تاریخی فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس وقت کر لیا جب ابھی یہ ٹیکنالوجی حکومتیں اور بڑے بڑے ٹیلیویژن سٹیشنز ہی استعمال کرتے تھے۔ حضورؒ نے ہدایات جاری فرمائیں کہ اس میدان میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ اور ترقی کی جائے لہٰذا جماعت کے پروگرام اور حضور کے خطبات جز وقتی طور پر سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر کئے جانے لگے۔ T.V. پر لوگ گھر بیٹھے بیٹھے اپنے پیارے آقا کے ارشادات سننے اور دیکھنے لگے۔

اس طرح **31/جنوری 1992ء** سے ایم ٹی اے کا باقاعدہ آغاز آپؒ کے خطبہ جمعہ سے ہوا جس سے ہماری ہفتہ وار سروس شروع ہوگئی۔

اسی سال **مارچ 1992ء** میں رمضان المبارک کے درس القرآن بذریعہ سیٹلائٹ نشر کئے گئے اور اس طرح آپؒ نے گھر گھر قرآنی فیض کے چشمے جاری کر دئے۔

**3/اپریل 1992ء** کو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات پر پہلی مرتبہ جماعت کی تاریخ میں نماز جنازہ سیٹلائٹ پر اسلام آباد ٹلفورڈ سے نشر کی گئی اور آپؒ کے حسبِ ہدایت مقامی امام کی اقتدا میں مختلف مقامات پر بیک وقت حضرت بیگم صاحبہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس طرح آپ نے ہمیں ان جدید ترقیات کو اپنانے کے لئے اسلوب بھی سکھا دیئے۔ یہ بھی ایک خدائی تصرف تھا کہ اس وقت جس مقدس وجود نے یہ طریق جماعت میں رائج کیا اُسی کی قائم کردہ روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے زیر ہدایت تمام دنیا نے بیک وقت اپنے اپنے مقام پر **24/اپریل 2003ء** کو خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نماز جنازہ ادا کی۔

اس کے بعد **اپریل 1992ء** میں ہی حضور انورؒ کا ارشاد کردہ خطبہ عید الفطر بذریعہ سیٹلائٹ براہ راست نشر کیا جانے والا پہلا خطبہ عید تھا۔

**جولائی 1992ء** میں جلسہ سالانہ برطانیہ پہلی مرتبہ ٹیلیویژن کی زینت بنا اور حضورؒ کے تمام خطابات براہ راست نشر کیے گئے۔

پاکستان میں **1984ء** میں جو جلسے بند کر دیئے گئے تھے، اس جلسہ سالانہ برطانیہ سے ایم ٹی اے کے ذریعے ان جلسوں کا قیام ایک نئی شان سے ہوا، وہ یوں کہ **1989ء** میں آپؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ بات کہ ؎

> ہم آن ملیں گے متوالو، بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
> تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہونگی دید کے ترسوں کی

بڑی شان سے پوری ہوئی۔

**16/اکتوبر 1992ء** کو بیت السلام ٹورانٹو کینیڈا کا افتتاح کینیڈا سے براہ راست تین براعظموں میں نشر کیا گیا۔

**جولائی 1993ء** میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر تاریخ عالم کا ایک اور انقلاب انگیز اور تاریخ ساز واقعہ رونما ہوا جس میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔

**دسمبر 1993ء** میں حضور انور نے ماریشس کی سرزمین سے جلسہ سالانہ قادیان کو براہ راست ایم ٹی اے پر خطاب فرمایا جس میں مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کا بطور ٹی۔ وی سٹیشن باقاعدہ مستقل سروس کا اعلان فرمایا۔

تب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خواہش یوں پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ریڈیو سٹیشن تو کیا جماعت کو اپنا T.V سٹیشن عطا فرما دیا۔ اور وہ آواز جس کو ایک دشمن بدنوا نے مکمل طور پر دبانے کی کوشش کی تھی اس کو اس طرح دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیا کہ **7/جنوری 1994ء کو مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کا اپنا نشریاتی سٹیشن قائم کر دیا گیا**۔ جہاں سے یورپ میں دن میں پانچ گھنٹے اور ایشیا اور افریقہ میں دس گھنٹے پروگرام نشر کئے جانے لگے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے **7/جنوری 1938ء** کے خطبہ جمعہ میں جبکہ پہلی بار مسجد اقصیٰ قادیان میں لاؤڈ سپیکر نصب کیا گیا تھا، ایک عظیم الشان پیشگوئی فرمائی۔ فرمایا:

”جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح اور تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سیٹ لیے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت وانبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں“۔

(الفضل 13/ جنوری 1938ء صفحہ 1-2)

الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ یہ پیشگوئی بھی MTA کے ذریعہ کس شان سے پوری ہو چکی ہے۔ نہ صرف یہ کہ تمام ممالک

بلکہ اس روئے زمین کا ہر ہر ملک اور ایک ایک کونہ اس وقت MTA کے دائرۂ نشریات میں ہیں۔

**14 / اکتوبر 1994ء** کو حضورؒ نے واشنگٹن میں مسجد بیت الرحمان کے افتتاح کے ساتھ ہی ایم ٹی اے کے سلور سپرنگ ارتھ سٹیشن کا افتتاح بھی فرمایا جہاں سے اب سارے شمالی امریکہ میں ایم ٹی اے کے پروگرام براہ راست نشر کئے جاتے ہیں۔

**1995ء** میں جب اس وقت کی سیٹلائٹ کمپنیوں کے ساتھ مختلف مسائل نے سر اٹھانا ہی شروع کیا تھا کہ حضورؒ کی دوراندیش نگاہ نے ان کو پہنچنے سے پہلے ہی بھانپ لیا اور ساتھ ہی اپنے چند پر اعتماد خدمت گزاروں کو مزید اور نئے راستوں کی تحقیق اور تلاش پر معمور کر دیا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے حضورؒ کی شبینہ پُرسوز دعاؤں کو یوں قبولیت بخشی کہ ایک جُزوقتی سروس جو ابھی تک محض آدھی دنیا تک پہنچتی تھی اُس کو مسلسل دن رات تمام عالم پر محیط کرنے کا انتظام فرما دیا۔

**31/ جنوری 1996ء** کو حضورؒ نے ایم ٹی اے کے **پہلے باقاعدہ مینجمنٹ بورڈ کی تشکیل فرمائی** جس کے ممبران مندرجہ ذیل تھے:

چیئر مین (خاکسار) سید نصیر احمد شاہ

نائب چیئر مین محترم عطاء المجیب راشد صاحب

سیکرٹری محترم رفیق حیات صاحب

**ممبران:** مکرم منیر احمد جاوید صاحب، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، مکرم منیر الدین شمس صاحب، مکرم شجر فاروقی صاحب۔

**یکم اپریل 1996ء کا تاریخی دن** تھا جب اس الٰہی نظام کے تحت دنیا بھر میں دن رات **24 گھنٹے کی نشریات** کا آغاز ہوا اور ساتھ ہی حضورؒ نے ایم ٹی اے کے ساتھ **انٹرنیشنل** کے لفظ کا اضافہ فرما دیا، جو کہ اب حقیقی معنوں میں بین الاقوامی بن چکا تھا۔

**یکم / اپریل 1996ء** کو ہی امریکہ سے نئی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہوا جو دنیا بھر میں پہلی ڈائریکٹ ٹو ہوم ڈیجیٹل ٹیلیویژن سروس تھی۔

**13/ مئی 1996ء** کو حضورؒ نے ایم ٹی اے کے تمام سٹاف کو اپنی جانب سے پارٹی دی جس میں حضور نے بورڈ اور تمام سٹاف کا ایم.ٹی.اے پر فرداً فرداً تعارف کروایا۔

**10/ جون 1996ء** کو مسجد فضل میں افریقہ ڈے منعقد کیا گیا جو افریقہ میں نئی گلوبل بیم شروع ہونے کی خوشی میں منایا گیا۔

**29/ جون 1997ء** کو مسجد بیت السلام ٹورانٹو سے جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقعہ پر پہلی مرتبہ دوطرفہ ٹرانسمشن کا تجربہ کیا گیا جب مسجد فضل لندن میں جمع اردو کلاس کے بچوں کے ساتھ حضورؒ نے کینیڈا سے براہ راست مکالمہ فرمایا اور بچوں نے حسبِ ارشاد نظمیں وغیرہ پڑھیں۔

**4/ اگست 1998ء** کو حضور انور نے مکرم رفیق حیات صاحب کو بورڈ کا چیئر مین مقرر کیا اور خاکسار (سید نصیر احمد) کو ایم ٹی اے کے فارن افیئر ز کا ڈائریکٹر مقرر کیا۔

**1999ء** میں یورپ اور مڈل ایسٹ کے لئے ہاٹ برڈ 4 پر سروس کا آغاز کیا گیا۔

**دسمبر 2000ء** میں حضورؒ نے خاکسار (سیّد نصیر احمد) کی دوبارہ بطور چیئر مین تقرری فرمائی اور مکرم اشفاق احمد ملک صاحب کو ڈپٹی چیئر مین اوّل اور مکرم ندیم احمد کرامت صاحب کو ڈپٹی چیئر مین دوم مقرر فرمایا۔

**7/ ستمبر 2001ء جمعۃ المبارک MTA** کی تاریخ میں ایک اور اہم سنگ میل ہے جب حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں برطانیہ اور مغربی یورپ کے لیے یورو برڈ سیٹلائٹ پر مقبول عام پلیٹ فارم سکائی ڈیجیٹل پر نئی سروس کے آغاز کا اعلان فرمایا اور اس طرح ایم ٹی اے برطانیہ اور مغربی یورپ میں عام ناظرین تک گھر گھر میں پہنچ گیا۔ **7/ ستمبر** وہی دن ہے جب عموماً معاندین احمدیت اخبارات میں **7/ ستمبر 1974ء** کے حوالہ سے پاکستان میں احمدیت کی زباں بندی کے اشتہارات دے کر مبارکباد کے پیغام دیا کرتے ہیں۔ یہی وہ تاریخی دن ثابت ہوا جب روزنامہ جنگ لندن میں اشتہار کے ذریعے ایم ٹی اے کی تاریخ میں اس نئے سنگ میل یعنی سکائی سروس کے آغاز کی خبر دی گئی جو اس اخبار میں صفحہ اول پر شائع ہوئی۔

**دسمبر 2001ء** میں وڈیو سٹریمنگ ٹیکنالوجی کے استعمال سے ایم ٹی اے کے interactive دور کا آغاز ہوا اور امریکہ اور کینیڈا کے جلسہ ہائے سالانہ کی نشریات براہ راست دکھائی گئیں۔

**21 / دسمبر 2002ء** کو جنوبی اور وسطی امریکہ کے لئے ہسپا سیٹ سیٹلائیٹ پر نئی ڈیجیٹل سروس کا آغاز ہوا۔

**اپریل 2003ء** ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی تاریخ میں ایک پُرسوز، یکتا، لیکن سنہرا باب ہے۔ وہ لمحات جب جماعت اپنے پیارے آقا کی وفاتِ پر ملال کے بعد اک انجانے خوف کی حالت میں تھی۔ ان نازک لمحات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جسدِ مبارک کے آخری دیدار، انتخابِ خلافت اور جنازہ کے جو اہم ترین واقعات اِس دوران ایم ٹی اے پر نشر کئے گئے اُن کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں ملتی۔

❁......اور اب اپنی یادوں کو اگر اُن حیرت انگیز لمحات کی طرف لے جائیں، وہ لمحے جو غالباً تاریخ انسانیت میں یکتا ہیں، جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد دلاتے ہیں جب نظامِ خلافت کی غیر مشروط مکمل فرمانبرداری مسلمانوں کا ضابطۂ حیات تھی۔ وہ لمحات جو ہر احمدی کے دل پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو گئے ہیں، جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی تاریخ میں سنہری الفاظ سے رقم کئے جائیں گے۔ اور آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ خلافت احمدیہ کا عطا کردہ، گلوبل ٹیلیویژن کے تخیل کی توجیہہ اور وجۂ تخلیق اسی قسم کے لمحات ہوں گے جب **22 اپریل 2003ء** کی شب حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت اپنے پیارے خلیفہ کی وفات پر افسوس میں گم اور ایک صدمہ اور خوف کی حالت میں تھی۔

اسلام احمدیت کے ہزاروں پروانے اپنے آپ سے بے پروا لندن مسجد کے اردگرد ننگی سڑکوں پر بیٹھے مسلسل دعاؤں میں مصروف تھے۔ مکمل خاموشی کے ساتھ، کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور مسجد فضل کے اندر آیت استخلاف میں مذکور وعدہ الٰہی کا ایک اور جلوہ نمودار ہو رہا تھا اور قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر کے انتخاب کی کارروائی ہو رہی تھی۔

آخر کار لاؤڈ سپیکر کی آواز نے اچانک اس گھمبیر خاموشی کو یوں توڑا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں مسیح پاک علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب منتخب ہوئے ہیں۔

ایک بے اختیار مبارک اور احساس طمانیت کی سانسوں کی آوازوں سے سارا ماحول معطر ہو گیا۔ تا حد نظر فدائیان احمدیت کا جم غفیر ننگے فرش سے اٹھ کر پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور فضا نعرہ ہائے تکبیر اور احمدیت زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ سارا مجمع وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا واضح نشان بن گیا۔

تب اچانک لاؤڈ سپیکر پر جذبات سے بھرّائی ہوئی، خدا تعالیٰ کی حمد اور انکساری کی انتہا میں ڈوبی ہوئی مگر پُرسکون اور پر اعتماد آواز سنائی دی۔ ''بیٹھ جائیں''۔ خاکسار خود اس وقت ایم ٹی اے کے مرکزی کنٹرول روم میں موجود تھا۔ متعدد کیمروں کے تمام Monitors میری نظروں کے سامنے تھے جو مسجد کے احاطے کے اندر اور باہر اور اردگرد کی تمام سڑکوں پر جمع ہزاروں افراد کو بیک وقت Cover کر رہے تھے۔ یہ عاجز اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس تاریخ ساز لمحے کا عینی شاہد ہے کہ خلافت خامسہ کا پہلا حکم، پہلی ہدایت ابھی نو منتخب خلیفہ کے مبارک لبوں پر تھی کہ تمام Monitors میں دکھائی دینے والا ایک ایک شخص یوں زمین پر بیٹھ گیا جیسے کمپیوٹر کے ذریعہ پروگرام کیا گیا ہو۔ جیسے باجماعت نماز کا حصہ ہو۔ یہ نظارہ شاید ہم دیکھنے والے کبھی تمام عمر نہ بھلا سکیں گے۔ یہی نظارہ ایک لمحہ میں صداقت خلافت احمدیہ اور صداقت مسیح موعودؑ کا منہ بولتا گواہ بن گیا۔ اور یوں خلافت احمدیہ کے عطا کردہ تحفہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل، نے سلسلۂ خلافت کو ایک حقیر سا خراج تحسین پیش کیا اور اس سارے Process میں کوئی انسانی ہاتھ کارفرما نہ تھا۔ یہ محض اور محض خدائی ہاتھ تھا۔ خدائی وعدوں کے مطابق۔ یہی وہ غیر مشروط اور مکمل فرمانبرداری ہے نظام خلافت کی جس کے نظارے ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام دنیا نے بیک وقت دیکھے۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے کے تمام کاموں اور شعبوں میں ذاتی اور گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ایم ٹی اے کے مختلف شعبوں کو میٹنگز کا شرف بخشتے ہیں اور قیمتی نصائح اور ہدایات سے نوازتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقیوں کا وہ سلسلہ جو خلافت رابعہ سے شروع ہوا، خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں مسلسل اور بتدریج نئی ارفع منازل طے کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر عالمی سطح پر ہونے والی پہلی بیعت اور ایم ٹی اے کے ذریعے شش جہات میں خلافتِ خامسہ کے آغاز کا اعلان خدا تعالیٰ کی جس خاص تقدیر کے ماتحت ہوا اس کی مثال اس سے پہلے خلافتِ حقہ کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یوں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے سو سال قبل کے الہام آپؑ کے خلیفۂ خامس کے مبارک دَور میں بڑی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعے پورے ہوئے اور کل عالم کے لئے آپؑ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے سے براہِ راست تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے معاً بعد آپ کے اُس پیغام کے ذریعے ہوا جس میں آپ نے بطور ناظر اعلیٰ جماعت کو حضورؒ کی وفات کی اطلاع دی اور جسے ایم ٹی اے پر پڑھ کر سنایا گیا۔ ایم ٹی اے پر وہ وقت بہت مشکل کا وقت تھا کیونکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو ہمہ وقت خلیفہ وقت کی براہِ راست نگرانی اور ہدایات پر کام کرتا ہے۔ اور ایسے کٹھن وقت میں جب مسند خلافت نئے ظہور کی منتظر تھی، ایم ٹی اے کے لئے اس وقتی خلا میں آپ کا وجود ایک بہت بڑے سہارے کا موجب تھا۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسندِ خلافت پر مُتمکّن ہوتے ہی ایم ٹی اے اس سرعت سے، اس حیرت انگیز رفتار سے ترقیات کی بلند ترین منازل پھلانگنے لگا کہ اِن الٰہی نشانات اور ان تمام سنگ ہائے میل کا حساب رکھنا بھی دشوار ہو گیا۔

**23/ جون 2003ء** ایشیا اور آسٹریلیا کے لیے ایشیا سیٹ تین پر نئی سروس کا آغاز کیا گیا جس کے ذریعے اب فجی بھی ایم ٹی اے کی نشریات کی دسترس میں شامل ہو گیا اور مسیح موعودؑ کا پیغامِ حق حقیقی اور معنوی لحاظ سے دنیا کے کنارے (ڈیٹ لائن) تک پہنچ گیا۔

خلافتِ خامسہ کے اس تاریخ ساز دور کا ایک اور اہم واقعہ **اکتوبر 2003ء** میں لندن کی مسجد بیت الفتوح کا افتتاح ہے جس کے ساتھ ہی حضور انور کی دعاؤں اور رہنمائی کے طفیل بیت الفتوح میں ایم ٹی اے کی ٹرانسمیشن کی نئی سہولت کا آغاز بھی ہوا اور وہاں پروڈکشن کی جدید ترین سہولتیں بھی مہیا ہو گئیں۔ اس طرح مسجد بیت الفتوح سے مسجد فضل لندن تک ٹرانسمیشن کا مستقل انتظام اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔ جس کے ذریعہ **24** گھنٹے کسی بھی وقت وہاں سے بھی براہِ راست پروگرام نشر کئے جا سکتے ہیں

**مارچ 2004ء** میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ کا دورہ کیا اور ایم ٹی اے نے پہلی مرتبہ افریقہ کی سرزمین گھانا کا جلسہ سالانہ پر حضور انور کے خطابات براہِ راست نشر کیئے۔

**23 / اپریل 2004ء** کو یورپ کے ناظرین کی سہولت کے لیے ایم ٹی اے کے دوسرے چینل ایم ٹی اے الثانیہ کی سروس کا آغاز کیا گیا۔

**مارچ 2005ء** میں حضور انور مشرقی افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے جب تنزانیہ سے پہلی مرتبہ لائیو نشریات پیش کی گئیں۔

**نومبر 2005ء** میں جلسہ سالانہ ماریشس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات براہِ راست نشر کئے گئے۔

اس انقلاب آفریں دور کی عالمگیر عظمت کا ایک اور عالمی رنگ دنیا نے اس وقت مشاہدہ کیا جب **دسمبر 2005ء** میں حضور انور جماعت کے دائمی مرکز قادیان دار الامان تشریف لے گئے اور حضورِ انور کی لمحہ لمحہ کی مصروفیات کی Coverage کی توفیق ایم ٹی اے کو ملی۔

**29 دسمبر 2005ء** کو ایم ٹی اے کی تاریخ میں قادیان سے پیش کی جانے والی پہلی براہِ راست نشریات تھیں۔ اس دوران حضور انور کے قادیان میں ورودِ مسعود سے لے کر حضور کے تمام خطباتِ جمعہ اور خطبۂ عید الاضحیٰ کے علاوہ جلسہ قادیان کی مکمل Coverage بھی براہ راست نشر کی گئی۔

اس طرح جس مبارک و بابرکت سرزمین سے ان جلسوں کا آغاز ہوا تھا اور وہ آواز جو سو سال قبل قادیان سے اُٹھی تھی اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت وجود کے ذریعہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ایم ٹی اے پر نشر کیا گیا اور یوں وہ لازوال الہام 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' اس روئے زمین کے ایک ایک انچ کو عبور کرتا ایک نئی آب و تاب ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوتا دکھائی دیا۔

شروع میں جب قادیان سے پہلی نشریات کا وقت قریب آ رہا تھا مگر ایم ٹی اے کو قادیان سے نشریات کی اجازت کا معاملہ التواء میں پڑ رہا تھا اور بعض محکموں کا رویہ عدم تعاون کا تھا تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں حالات عرض کر کے پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کے لئے درخواست کی تو تین چار روز کے اندر غیر معمولی طور پر اس راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوتی گئیں اور ایم ٹی اے کے لئے راستے ہموار ہو گئے۔

**2006ء** میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شرقِ بعید تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی اور جاپان کے جلسہ ہائے سالانہ کو اپنے مبارک وجود سے معطر کیا اور ان

تمام ممالک سے پہلی مرتبہ ایم ٹی اے پر لائیو نشریات حضور انور کے خطابات کی صورت میں پیش کی گئیں۔

**23مارچ2006ء** وہ دن تھا جب حضور انور کی زیرِ ہدایت ونگرانی تیزی سے بدلتی ہوئی براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی کے شانہ بشانہ رہتے ہوئے MTA کے Analogue ٹرانسمٹ سسٹم کو ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ Server سسٹم میں بدل دیا گیا تو خدا کے فضل سے MTA کا براڈ کاسٹ سسٹم دنیا کے ماڈرن ترین سسٹمز میں شمار ہونے لگا اور آئندہ آنے والی High Defination ٹیکنالوجی سے بھی Compatible ہے۔

**15/جولائی2006ء** کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے باقاعدہ ٹیلیویژن چینل کا آغاز کیا گیا اور ایم ٹی اے اولیٰ کی نشریات انٹرنیٹ پر فُل ٹائم سروس کے طور پر ڈال دی گئیں، لہذا دنیا بھر میں اگر کہیں سیٹلائٹ ڈش نہ بھی ہو تو ایم ٹی اے دیکھا جا سکتا ہے۔

**یکم جولائی2006ء** کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مرزا محمود احمد صاحب کو بورڈ کا سیکریٹری اور بعد میں ڈائریکٹر فائنانس مقرر فرمایا۔

**17/ جولائی 2006ء** کو حضور پُر نور نے مکرم آصف محمود باسط صاحب کو ایم ٹی اے بورڈ میں بطور ممبر شامل فرمایا۔

**23/مارچ2007ء** وہ تاریخی دن تھا جب دنیائے عرب کے لیے عربی زبان میں فُل ٹائم چینل **ایم ٹی اے الثالثۃ العربیہ** کی سروس کا انعقاد ہوا جو نائل سیٹ سیٹلائٹ پر شروع کیا گیا۔

**15/جون2007ء** کو ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کو بھی انٹرنیٹ پر باقاعدہ ٹی وی چینل کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

**20/جولائی2007ء** کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے دوسرے آڈیو چینل کی سروس کا آغاز ہوا جس پر ناظرین تمام پروگرام انگریزی زبان میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

**10/دسمبر2007ء** کو بیت الفتوح لندن میں حضور انور نے خصوصی طور پر تعمیر شدہ ایم ٹی اے کے نئے کمپلیکس کا افتتاح فرمایا جو حضور انور ہی کی زیر نگرانی اور زیر ہدایت تیار کیا گیا تھا اور جو جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہر قسم کے براڈ کاسٹ کے سامان پر مشتمل ہے۔

**8/جنوری2008ء** کو **ایم ٹی اے 3 العربیہ** کی نشریات نائل سیٹ سے بدل کر مقبول تر سیٹلائٹ عرب سیٹ پر ڈال دی گئیں۔

**29 /فروری2008ء** کو امریکہ اور کینیڈا کے لئے بھی ایم ٹی اے العربیہ کی سروس **AMC 3** سیٹلائیٹ پر شروع کر دی گئی۔

**29فروری2008ء** کو ہی امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کے لئے ایم ٹی اے اولیٰ کے پروگراموں کو تین گھنٹے تاخیر سے نشر کرنے کے لئے **ایم ٹی اے اولیٰ پلس 3** کا آغاز کر دیا گیا۔ نیز ایم ٹی اے انفو کاسٹ چینل کا اجراء کیا گیا۔

**4/مارچ2008ء** کو ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کا SESAT سیٹلائٹ پر آغاز ہوا۔

**8/مارچ 2008ء** خلافت احمدیہ کے عطا کردہ تحفہ ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات کو عرب دنیا کے لیے وسیع تر کرنے کے لیے ہاٹ برڈ سیٹلائٹ پر بھی متوازی سروس کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

**27/مئی2008ء** کا وہ تاریخی دن تھا جب خلافت احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایکسل (Excel) سنٹر لندن سے تمام عالم کو صد سالہ خلافت جوبلی کا خطاب ارشاد فرمایا تو ربوہ اور قادیان میں منعقد ہونے والے اجتماعات کو بھی براہِ راست نشریات میں شامل کیا گیا اور یوں تین مقاماتِ خلافت سے بیک وقت نعرہ ہائے تکبیر اور غلام احمد کی جے کے فلک بوس نعروں کی گونج تمام عالم میں سنائی دی گئی۔ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے بیک وقت سہ طرفہ لائیو نشریات کا یہ پہلا تجربہ نہایت کامیاب رہا۔

ایم ٹی اے کے تمام آپریشنز کے سلسلہ میں حضور انور کی ہدایات اور رہنمائی ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہوتی ہے۔ خلیفۂ وقت کی مستقل رہنمائی، دعاؤں اور شفقتوں کے ساتھ ایم ٹی اے کی تعمیر و ترقی کا عظیم الشان سلسلہ جاری ہے۔ اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود حضور انور ایم ٹی اے کی ٹیم کے ساتھ براہِ راست بھی وقتاً فوقتاً میٹنگز کرتے رہتے ہیں اور اپنی ذاتی توجہ سے لحہ لحہ ہم سب کی تربیت و رہنمائی فرما رہے ہیں۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ پروگراموں کی ریکارڈنگ، ترتیب و تدوین سے لے کر ٹرانسمیشن تک ہر قدم پر سب کو انگلی پکڑ کر چلا رہے ہیں۔ حضور بعض دفعہ اچانک ایم ٹی اے کے دفاتر، سٹوڈیوز اور ٹرانسمیشن روم میں تشریف لاتے ہیں اور کارکنان کی حوصلہ افزائی، دلجوئی اور رہنمائی فرماتے ہیں۔

غرضیکہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیش بہا رہنمائی اور ہدایات ہی ہیں جو MTA کو ترقی کی نئی منازل کی طرف رواں دواں رکھے ہوئے ہیں۔ محض اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان، حضرت محمد ﷺ کا پیغامِ حق اور آپ کے غلام، مہدی دوراں حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے خلفاء کے ذریعہ مسلسل دنیا کے کونے کونے میں ہر انسان تک دن رات پہنچتا رہے۔ اور یہی برکت ہے خلافت کی۔ الحمد للہ۔ اللہ کرے کہ برکات خلافت کا یہ سلسلہ تا ابدیوں ہی قائم رہے حتیٰ کہ تمام انسانیت خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁

## اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر
رُوئے مبارک جلوۂ طور  دیدۂ جاناں زمزمِ نور
زینتِ خضر و زیبِ سرور  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

شرحِ وفا ، عیناً تفسیر  رشکِ قمر ، خورشیدِ منیر
قدرتِ ثانیہ کی تصویر  فضلِ الٰہی ، لطفِ غیّور
اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

اہلِ وقار و فخرِ دیار  رشکِ چمن ، ایمانِ بہار
حاذق پیرمِ کج رفتار  بحرِ محبت ، ابرِ شکور
اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

بطلِ جلیلِ رزم گہاں  خُلقِ خلیلِ بزمِ جناں
اصل و اصیلِ مثلِ چٹاں  حذر! حذر! افواجِ کفُور!
اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

شرقاً غرباً وہ سرکار  عالمگیر اس کی للکار
اولی العزم ، دُرِّ مُختار  شاہد ، فاتح ، اَلْمَنْصُوْر
اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

ساحرؔ ، احقر ایک فقیر  ذرّۂ خاک ، الفقط حقیر
مثلِ اویسؔ، و جامیؔ میر  وقفِ وفا ، نقشِ مجبُور
اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر  اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر

(ایچ۔آر۔ساحر۔امریکہ)

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 30

رائیگاں گئیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لازماً خلافت کے ساتھ مخلصانہ اور خادمانہ تعلق قائم کرنا پڑے گا ورنہ تمکنت دین کا کوئی الگ نظام قائم نہیں ہو سکتا"۔

### محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

آپ صدر انجمن احمدیہ میں ایڈیشنل ناظر اعلیٰ اور ناظر خدمت درویشاں کے عہدے پر فائز ہیں۔ اس سے پہلے آپ تعلیم الاسلام کالج میں انگریزی زبان و ادب کے مسلم الثبوت استاد رہ چکے ہیں۔ نہایت خاموشی اور متانت سے خدمت دین کرنے والے وجود ہیں جن کی انتظامی قابلیت کے علاوہ انگریزی زبان اور ادب کی قابلیت بھی مسلمہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ:

"یہ خلافت۔ خلافت علی منہاج نبوت ہے۔ اس کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ یہ بندے کا ربّ سے تعلق قائم کرتی ہے۔ یہ نبوت کا کام ہے جس کا تسلسل خلافت قائم رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اس کو کوئی انجمن، ادارہ، انسٹی ٹیوشن یا کوئی باڈی سرانجام نہیں دے سکتی۔ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ بندوں کو ہی مقرر کرتا ہے۔ اس کے یہ بندے خدا تعالیٰ سے بندے کا تعلق ثابت کرتے ہیں۔ اس سے تعلق کی راہوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور خدا سے بندوں کا پختہ تعلق قائم کرتے ہیں۔ اور یہی خلافت کی سب سے بڑی برکت ہے"۔

(ہفت روزہ "بدر" قادیان 18تا 25/دسمبر 1980ء صفحہ 15-16)

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

**سالانہ چندہ خریداری**

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

**ہومیوپیتھی قدرتی طریقہ علاج ہے**

مکمل تشخیص اور بہترین علاج کے لئے تشریف لائیں یا بذریعہ ڈاک دوا منگوائیے

**ہومیو ڈاکٹر مبارک صدیقی**

(ڈی ایچ ایم، ایف بی آئی ایچ)

فون نمبر **07828 137 499**

(دو بجے سے شام نو بجے تک)

**MOT**

**CLASS IV: £48 CLASS VII: £56**

**Servicing, Tyres & Exhausts.**

**Mechanical Repairs All Makes & Models**

**حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

اور تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو صد سالہ خلافت جوبلی مبارک ہو

**Rutlish Auto Care Centre**

**Rutlish Road Wimbledon - London**

**Tel: 020 8542 3269**

# خلفائے احمدیت کا مختصر تعارف

## حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

### (1908ءتا1914ء)

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپؓ نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو اپنا سب سے پیارا اور سب سے مخلص اور اعلیٰ درجہ کا صدیق دوست قرار دیا اور آپ کی قربانیوں اور آپ کے نمونہ کو قابل رشک قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ وہ اپنے اخلاص، محبت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں میں اول نمبر پر ہیں۔

حاجی الحرمین حضرت حافظ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ 1841ء میں بھیرہ (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد محترم کا نام حافظ غلام رسول صاحب اور والدہ کا نام نور بخت صاحبہ تھا۔ 32ویں پشت میں آپؓ کا شجرہ نسب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان میں بہت سے اولیا اور مشائخ گزرے ہیں۔ گیارہ پشت سے تو حفاظ کا سلسلہ بھی برابر چلا آتا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اس مقدس خاندان کو ابتدا سے ہی قرآن کریم سے والہانہ شغف رہا ہے۔ ابتدائی تعلیم تو والدین سے حاصل کی پھر لاہور اور راولپنڈی میں تعلیم پائی۔ نارمن سکول سے فارغ ہو کر چار سال تک پنڈ دادنخاں میں سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ پھر ملازمت ترک کر دی اور حصول علم کے لئے رامپور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر اختیار کئے۔ ان ایام میں آپؓ نے چوٹی کے علماء سے عربی، فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے مروجہ علوم سیکھے۔ اس زمانہ میں بھی آپؓ کو اللہ تعالیٰ پر اتنا بھروسہ تھا کہ مالی ضروریات اور رہائش وغیرہ کا کبھی فکر نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی غیب سے ہر جگہ آپ کے لئے معجزانہ رنگ میں انتظام فرما دیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک رئیس زادہ کا علاج کیا تو اس نے اس قدر روپیہ دیا کہ آپؓ پر حج فرض ہو گیا۔ چنانچہ آپؓ مکہ اور مدینہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، حج بھی کیا اور کئی اکابر علماء اور فضلاء سے حدیث پڑھی۔ اس وقت آپؓ کی عمر چوبیس پچیس برس تھی۔ قرآن کریم سے قلبی لگاؤ تھا اور اس کے معارف آپؓ پر کھلتے رہے۔

❁......وطن واپس آکر بھیرہ میں درس و تدریس اور مطب کا آغاز کیا۔ مطب کی شان یہ تھی کہ مریضوں کیلئے نسخے لکھنے کے دوران احادیث وغیرہ بھی پڑھاتے۔ طب میں آپ کی شہرت اتنی بڑھی کہ دور دراز سے لوگ آپؓ کی خدمت میں علاج کے لئے حاضر ہوتے تھے حتیٰ کہ کشمیر کے مہاراجہ کی درخواست پر آپؓ وہاں تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک خاص شاہی طبیب کے طور پر دربارِ جموں و کشمیر سے وابستہ رہے۔ اس عرصہ میں آپؓ مطب کے علاوہ ریاست میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بھی کوشاں رہے اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

❁......حضرت مولوی صاحبؓ کی پہلی شادی تیس برس کی عمر میں بمقام بھیرہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی کی صاحبزادی محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ آپؓ کی یہ اہلیہ 1905ء میں وفات پا گئیں۔ دوسری شادی 1889ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پر لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ سے ہوئی۔ ان کی وفات 1955ء میں بمقام ربوہ ہوئی۔

❁......1887-88ء میں آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پر عیسائیت کے ردّ میں ایک کتاب فصل الخطاب شائع فرمائی۔ پھر 1890ء میں حضورؑ کی زیر ہدایت پنڈت لیکھرام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ کے جواب میں "تصدیق براہین احمدیہ" لکھی۔

❁......حضرت حاجی الحرمین مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم سے جو غیر معمولی عشق اور اس کے علوم کے ساتھ جو فطری مناسبت تھی اس کا ذکر امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد تصانیف میں فرمایا ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

"مَیں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقان مجید کی محبت سے لبریز ہے۔" (ترجمہ از عربی)۔

اسی طرح آپؓ کی تصانیف کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "جو شخص قرآن کریم کے عمیق مطالب کو حل کرنے اور ربِّ جلیل کی کتاب کے اسرار جاننے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ آپ کی کتب کا مطالعہ کرے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 584)

آپؓ کو قرآن کریم سے جو محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ خود فرماتے ہیں: "مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا کی ہی کتاب پسند آئی۔"

(بدر 18/ جنوری 1912ء)

❁......1892ء میں ریاست جموں و کشمیر سے آپؓ کی ملازمت کا سلسلہ ریاست میں قرآن کریم کے درس و تدریس اور تبلیغ دین حق کی وجہ سے ختم ہوا۔ آپ وہاں سے واپس بھیرہ تشریف لائے اور وسیع پیمانے پر ایک شفاخانہ قائم کرنے کا ارادہ کیا اور عالیشان مکان کی تعمیر شروع کروا دی۔ 1893ء میں جبکہ مکان کی تعمیر ابھی جاری تھی آپؓ کسی کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے وہاں پر آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا خیال آیا۔ چنانچہ آپؓ قادیان تشریف لے گئے۔ حضورؑ نے فرمایا اب تو آپ ملازمت سے فارغ ہیں، یہاں رہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے سمجھا کہ دو چار روز اور ٹھہر لیتا ہوں۔ ایک ہفتہ بعد حضورؑ نے فرمایا: آپ اکیلے یہاں رہتے ہیں اپنی بیویوں کو بھی یہیں منگوا لیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے دونوں بیویوں کو بلوا لیا۔ پھر ایک دن حضورؑ نے فرمایا: آپ کو کتابوں کا شوق ہے اپنا کتب خانہ بھی یہیں منگوا لیں چنانچہ کتب خانہ بھی بھیرہ سے قادیان آ گیا۔ چند دنوں کے بعد حضورؑ نے فرمایا: مولوی صاحب! اب آپ وطن کا خیال چھوڑ دیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد "مَیں نے وطن کا خیال ایسے چھوڑ دیا کہ کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔"

❁......اپنے آقا علیہ السلام کے قدموں میں رہ کر دن رات خدمت دین میں مصروف اور حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایت اور حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار رہتے۔ مریضوں کو دیکھتے، قرآن و حدیث کا درس دیتے، نمازیں پڑھاتے، وعظ و نصیحت کرتے۔ حضورؑ کی کتب کے پروف پڑھنے اور حوالے نکالنے کا کام کرتے تھے۔ جب کالج جاری ہوا تو اس میں عربی پڑھاتے تھے۔ جب صدر انجمن احمدیہ قائم ہوئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کو اس کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا۔ پھر غرباء کی امداد اور ہمدردی کا بھی ہمیشہ خیال رکھتے۔ غرض قادیان آ کر حضرت مولوی صاحبؓ نے اپنی زندگی دین کے لئے بالکل وقف کر دی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مکانات کے قریب ہی اپنا کچا مکان تعمیر کرا کے رہائش اختیار کر لی۔ بیماروں کے علاج سے جو آمدنی ہوتی اس کا بھی زیادہ تر حصہ چندہ کے طور پر حضورؑ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

❁......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولانا حافظ حکیم نورالدین صاحبؓ کو 27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ کا امام اور حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا خلیفہ منتخب کیا۔ تمام احمدیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اپنی وفات 13 مارچ 1914ء تک بحیثیت خلیفۃ المسیح اوّل جماعت کی رہنمائی فرماتے رہے۔

**آپؓ کے ان گنت کارہائے نمایاں میں سے چند کا تذکرہ:**

✡......باوجود چند سرکردہ افراد کی شدید مخالفت کے نظام خلافت کی بنیاد رکھی۔

✡......آپؓ ہی کے دور خلافت میں قرآن کریم کا پہلی مرتبہ انگریزی میں ترجمہ کیا گیا۔

✡......برطانیہ (لندن) میں پہلا مشن برائے تبلیغ اسلام قائم کیا گیا۔

✡......مسجد اقصیٰ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول نیز ان سے منسلکہ رہائشی عمارت کی توسیع کا کام کیا گیا۔

✡......نور ہسپتال اور نور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

✡......مندرجہ ذیل نئے اخبارات و رسائل کا اجرا ہوا۔ اخبار نور، اخبار الحق، رسالہ احمدی، احمدی خاتون، اخبار پیغام صلح، اخبار الفضل (یہ اخبار حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے 18 جون 1913ء کو جاری فرمایا۔ اس کا نام حضرت خلیفہ اوّل نے خود تجویز فرمایا)۔

❁......حضرت مولوی حکیم نورالدینؓ کا حافظہ بچپن سے ہی غضب کا تھا۔ 1881ء میں حکیم صاحب راجہ کے ہمراہ ایک ہاتھی پر سوار ہو کر ایک شہزادے کی شادی میں شمولیت کی غرض سے ایک طویل سفر پر نکلے۔ اس سفر سے واپسی پر آپ ڈولی میں ہاتھی کے اوپر بیٹھے تھے کہ چوٹ آ گئی اور سفر کا بقیہ حصہ گھوڑے پر سواری سے طے کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر چوٹ ایسی تھی کہ یہ بھی ممکن نہ رہا۔ چنانچہ آپ گھوڑے سے بھی اتر گئے۔ اس دوران وہاں ایک پالکی آن پہنچی۔ حضرت حکیم صاحب کو پالکی میں بٹھا دیا گیا تا کہ سفر جاری رکھا جائے۔ اب ایک ماہ کا سفر بقیہ تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے پالکی میں بیٹھے بیٹھے قرآن شریف کے 14 سپارے حفظ کر لئے اور بقیہ ماندہ قرآن بھی بعد ازاں مکمل حفظ کر لیا اور یوں آپ کی بھیرہ واپسی بحیثیت حافظ قرآن ہوئی۔

پھر وہ وقت آ گیا کہ جب مولوی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعارف باقتضائے الٰہی مقدر تھا۔ جموں میں ایک روز ایک دہریہ شخص نے مولوی صاحب کو اپنی جانب بلایا۔ وہ نہایت منہ پھٹ اور مشتعل شخص تھا۔ مولوی صاحب سے کہنے لگا "پرانے وقتوں میں لوگ کم تعلیم یافتہ اور کم علم تھے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ انبیاء نے ان کی اس کمزوری کا فائدہ اٹھایا اور انہیں باور کرایا کہ خدا ان سے مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے۔ آج کوئی اس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ لوگ تعلیم یافتہ ہو چکے ہیں اور ان سب چکروں کو سمجھ چکے ہیں۔ اور یہ ممکن ہی نہیں کہ دور حاضر میں کوئی شخص یہ دعویٰ کر جائے کہ خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے"۔ یہ بیان داغنے کے بعد یہ شخص مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مولوی صاحب اب چِت ہو گئے ہیں وہاں سے چل دیا۔ اس دوران حکیم صاحب کی منگوائی ہوئی دوا عطّار نے بھجوا دی۔ اتفاق سے جس بوتل میں یہ دوا موصول ہوئی اس کے گرد کاغذ لپیٹا گیا تھا اور یہ کاغذ کا ٹکڑا درحقیقت 'براہین احمدیہ' کا ایک پھٹا ہوا ورق تھا۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ نے کاغذ کے اس ٹکڑے کو غور سے پڑھا۔ اس تحریر کے لکھنے والے کا دعویٰ تھا کہ خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے نیز یہ کہ وہ اسلام کی سچائی کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت کر سکتا ہے۔ حکیم صاحب نے فوراً اس وقت تک چھپنے والے براہین احمدیہ کے تمام حصے منگوا لئے۔ جونہی آپ نے براہین احمدیہ کا مطالعہ مکمل کر لیا آپ اس تصنیف اور اس کے مصنف دونوں پر فدا ہو گئے۔ حکیم صاحب کو وہ مشعل راہ نظر آنی شروع ہو گئی جس کا آپکو انتظار تھا۔ اس واقع کی بناء حکیم صاحب کا دورہ قادیان طے پایا۔

جونہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے حکیم نورالدینؓ کو دیکھا انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی دعا خدا کے حضور منظور ہو گئی ہے۔ درحقیقت دونوں ممتاز شخصیتوں کو جس کی تلاش تھی انہوں نے اُسے پا لیا۔ اپنی حضورؑ سے پہلی ہی ملاقات کے دوران ہی آپؓ نے بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؑ نے انہیں فرمایا کہ ابھی خدا کی طرف سے بیعت لینے کا حکم نہیں ملا۔

یکم دسمبر 1888ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب خدائی حکم کے تحت بیعت لینے کا اعلان کیا تو حضرت حکیم صاحبؓ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضورؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت مولوی حکیم نورالدینؓ کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ حضرت اقدس اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

"مَیں رات دن خدائے تعالیٰ کے حضور چلّاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ مَیں تنہا ہوں اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرف قبولیت بخشا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا........اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے........جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو میں نے اسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اسی دعا کا نتیجہ ہے جو مَیں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے اور مَیں لوگوں کی مدح کرنا اور ان کے شمائل کی اشاعت کرنا اس خوف سے برا سمجھتا تھا کہ مبادا انہیں نقصان پہنچائے مگر مَیں اسے ان لوگوں سے پاتا ہوں جن کے نفسانی جذبات شکستہ اور طبعی شہوات مٹ گئی ہیں اور ان کے متعلق اس قسم کا خوف نہیں کیا جا سکتا........ وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتا ہے اور میرا کلام سننے کے لئے اس پر وطن کی یاد بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارت)

**(باقی آئندہ)**

(بشکریہ: "الھدیٰ" صدسالہ احمدیہ خلافت جوبلی نمبر مجلس انصاراللہ۔ سویڈن)

# خلفاء احمدیت کی بابرکت رہنمائی میں

## مجلس نصرت جہاں کے تحت افریقہ میں سرانجام دی جانے والی عظیم الشان طبّی اور تعلیمی خدمات کا تذکرہ

(مبارک احمد طاھر۔ سیکرٹری مجلس نصرت جھاں ۔ ربوہ)

1889ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تو جماعت میں شامل ہونے والوں کے لئے دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں اور جماعت کو تعلیم دی کہ ہر بیعت کرنے والا ’’ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

حضور علیہ السلام خود بھی زندگی بھر حتی المقدور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہے اور اپنے ہاتھ سے حاجتمندوں کا علاج بھی کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اس تعلق میں بیان کرتے ہیں:

’’ ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں بچوں کو دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپ کو دینی ضرورت کیلئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے۔ اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مصنفہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کے خلفاء اور جانشین بھی اسی تعہد اور غمخواری کے ساتھ مخلوق خدا کی خدمت اور بیمار، دکھی انسانیت کا علاج معالجہ کرتے رہے۔

سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک حاذق طبیب تھے۔ خلافت سے پہلے اور خلیفہ بننے کے بعد بھی بہتوں کو شفا اور صحت عطا کرنے کا موجب بنے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی عظیم الشان دینی مہمات کے ساتھ ساتھ طبّی میدان میں بھی مخلوق خدا کی راہنمائی اور خدمت کا کام جاری رکھا۔

## مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورِ خلافت میں اس کام کو مزید پھیلاؤ اور وسعت عطا ہوئی۔ آپ نے 1970ء میں مغربی افریقہ کے 6 ممالک کا جو پہلا دورہ فرمایا اس دورہ کے دوران گیمبیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصرت جہاں سکیم القاء فرمائی اور اس طرح خدمت کا میدان مزید وسیع ہوا۔ اس سکیم کے ذریعہ افریقہ کی دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا ہونے کے سامان مہیا ہوئے۔

طبی ادارے کھولنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کے میدان میں جماعت احمدیہ کو مستحکم بنیادوں پر خدمت کا عظیم الشان اور وسیع پروگرام جاری کرنے کی توفیق ملی۔

اس سکیم کے القاء کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جون 1970ء بمقام ربوہ میں فرمایا:

’’ ایک دن اللہ تعالیٰ نے (میرے اپنے پروگرام نہیں رہنے دئے بلکہ) بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا اور بہت بڑے اچھے نتائج نکلیں گے۔ خیر میں بڑا خوش ہوا۔ پہلے اپنا پروگرام اور منصوبہ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے منصوبہ بنا دیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جون 1970ء)

### چندہ اور واقفین کا مطالبہ

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضور انور نے اس کام کو آگے بڑھانے کیلئے جماعت سے نصرت جہاں ریزروفنڈ کے نام سے چندہ کا مطالبہ کیا جس کی ادائیگی تین سال میں مکمل کرنی تھی۔ جماعت سے چندے کا مطالبہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لندن میں فرمایا کہ میں نے جماعت کے دوستوں سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء معلوم ہوا ہے کہ ان چھ افریقی ممالک میں تم کم از کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کردو‘‘ ویسے یہ پوری سکیم میرے ذہن میں ہے کس کس رنگ میں کام چلانا ہے۔ پس ایک لاکھ پونڈ کی رقم کم سے کم ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جون 1970ء)

نصرت جہاں ریزروفنڈ میں مطالبہ 25 لاکھ روپے تھا لیکن جماعت کی قربانی 54 لاکھ روپے تک پہنچ گئی۔

نصرت جہاں سکیم کیلئے واقفین ڈاکٹرز اور اساتذہ کا مطالبہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ ’’ کام تو بہرحال ہونا ہے اور تم سے لینا ہے۔ مثلاً انگلستان میں ہمارے بعض ڈاکٹر ہیں۔ وہیں پریکٹس کر رہے ہیں ان سے مَیں نے کہا دیکھو مجھے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے تم اخلاص سے اور محبت اور ہمدردی سے میری آواز پر لبیک کہو۔ ڈاکٹر تو ویسے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے ضرور ملنے ہیں۔ لیکن تم رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرو۔ اگر خود نہیں کرو گے تو میں تمہیں حکم دوں گا اور میرا حکم تمہیں بہرحال ماننا پڑے گا۔ کیونکہ حکم عدولی تو وہی کرے گا جو احمدیت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوگا اور جو احمدیت سے نکل جائے اس کی نہ مجھے ضرورت ہے نہ میرے اللہ کو ضرورت ہے۔ چنانچہ انہیں بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔‘‘

---

……مجلس نصرت جہاں کے قیام سے پہلے 5 طبی ادارے تحریک جدید کی طرف سے نائجیریا، سیرالیون، اور گیمبیا میں کھولے جاچکے تھے۔

---

اس طرح کُل 60 طبی ادارے مجلس نصرت جہاں کے زیرانتظام رہے۔ جس میں سے بوجوہ 19 بند کرنے پڑے۔ اور اب 41 طبی ادارے کام کر رہے ہیں۔

ملک وار موجودہ تعداد حسب ذیل ہے۔

### طبی ادارہ جات:

| نمبرشار | نام ملک | تعداد ادارے | تعداد ڈاکٹرز مرکزی+لوکل |
|---|---|---|---|
| 1 | گھانا | 12 | 1+14 |
| 2 | سیرالیون | 3 | 0+4 |
| 3 | گیمبیا | 2 | 0+3 |
| 4 | لائبیریا | 2 | 0+2 |
| 5 | نائیجیریا | 6 | 1+6 |
| 6 | آئیوری کوسٹ | 1 | 0+1 |
| 7 | کانگو | 1 | 1+0 |
| 8 | بورکینا فاسو | 4 | 0+5 |
| 9 | بینن | 3 | 0+3 |
| 10 | کینیا | 5 | 3+3 |
| 11 | تنزانیہ | 1 | 0+1 |
| 12 | یوگنڈا | 1 | 0+1 |
| | کل میزان | **41** | **6+43** |

### مجلس نصرت جہاں کا پہلا ہسپتال

اس سکیم کے تحت سب سے پہلا احمدیہ ہسپتال گھانا میں Kokofu کے مقام پر کھولا گیا۔ محترم ڈاکٹر بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غلام احمد صاحب کو 1970ء میں اس ہسپتال کے جاری کرنے کی توفیق ملی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب اپنی رپورٹ میں فرماتے ہیں:۔

’’ میڈیکل سنٹر کیلئے ایک وسیع اور شاندار عمارت معہ نصف میل زمین اس علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف نے پیش کی تھی جسے وہاں کی حکومت نے ازروئے قواعد موزوں قرار دیتے ہوئے اس میں میڈیکل سنٹر کے قیام کی منظوری بھی دے دی تھی ابتدائی انتظامات مکمل ہونے کے بعد یکم نومبر 1970ء کو ایک پُرشکوہ تقریب میں بفضل تعالیٰ مغربی افریقہ میں نصرت جہاں کے تحت پہلے میڈیکل سنٹر کا افتتاح عمل میں آیا۔ علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف نے اس موقع پر ایک خصوصی دربار منعقد کیا جس میں تین مختلف اسٹیٹس کے تین پیراماؤنٹ چیفس، اعلیٰ سرکاری حکام، علاقہ کی دیگر نامور اور سربرآوردہ شخصیتوں اور قریباً تین ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر صدارت کے فرائض بی کوائے اسٹیٹ کے پیراماؤنٹ چیف نے ادا کئے۔ کوکوفو کے پیراماؤنٹ چیف نے جماعت احمدیہ گھانا کے امیر اور مشنری انچارج مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نیز گھانا میں جماعت احمدیہ کے پہلے میڈیکل مشنری بریگیڈئر غلام احمد صاحب کو مخاطب کر کے استقبالیہ ایڈریس پڑھا جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ گہری عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے میڈیکل سنٹر کے قیام پر دلی جذبات تشکر کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ازراہ نوازش ڈاکٹر بھجوانے کے سلسلہ میں ان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ انہوں نے اس امر کا خاص طور پر ذکر کیا کہ جب پچھلے دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ اپنے دورہ کے سلسلہ میں گھانا تشریف لائے تو آپ نے ازراہ شفقت معانقہ کے شرف سے نواز کر ان کی بے حد عزت افزائی فرمائی تھی۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا تو لوگ میرے جسم اور کپڑوں کو چھو چھو کر مجھ سے ہی برکت حاصل کرتے رہے۔‘‘

وقت کے ساتھ ساتھ کام میں وسعت پیدا ہوتی گئی۔

اور پہلے دو سالوں میں 12 ہسپتال شروع کئے گئے جو زیادہ تر گھانا، گیمبیا اور سیرالیون میں تھے۔

……مغربی افریقہ کے بعد مشرقی افریقہ کے ممالک کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ اور وسطی افریقہ (کانگو) میں بھی اس میدان میں کام شروع ہوا اور فی الوقت خدا تعالیٰ کے فضل سے مشرقی و مغربی افریقہ کے کُل 12 ممالک میں 41 طبی اداروں میں 49 واقفین ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز کو خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

---

### نصرت جہاں تحریک نو

……22 جنوری 1988ء کو گیمبیا کے دورہ کے دوران SABA کے مقام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے نصرت جہاں کی تحریک نو کا اعلان فرمایا۔ اور افریقن بھائیوں کی خدمت کے ایک اور وسیع میدان کی نشان دہی فرمائی۔

حضور پُرنور نے ہر پیشہ اور ہر علمی اور فنی مہارت کے لوگوں کو افریقہ کی خدمت کیلئے اپنی صلاحیتیں وقف کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضور نے تاجر، صنعت کار، مرغی خانہ کھولنے کا تجربہ رکھنے والے، بجلی کی پیداوار کو بڑھانے کے انجینئر، سڑکیں بنانے کا تجربہ رکھنے والے، چمڑے کا کاروبار کرنے والے، مچھلی کو Tin میں محفوظ کرنے کے کام کے ماہر، زراعت کے ماہرین، ان سب کو افریقہ کیلئے اپنی خدمات پیش کرنے کی دعوت دی۔

---

مختلف ممالک میں سن وار طبی ادارہ جات کے قیام کی تعداد درج ذیل ہے۔

| سن اجراء | تعداد طبی ادارے | سن اجراء | تعداد طبی ادارے |
|---|---|---|---|
| 1970 | 1 | 1991 | 1 |
| 1971 | 11 | 1992 | 1 |
| 1972 | 2 | 1994 | 2 |
| 1973 | 1 | 1995 | 1 |
| 1974 | 1 | 1996 | 2 |
| 1975 | 1 | 1997 | 2 |
| 1978 | 1 | 1998 | 2 |
| 1981 | 2 | 1999 | 1 |
| 1982 | 1 | 2000 | 3 |
| 1983 | 2 | 2001 | 1 |
| 1984 | 2 | 2002 | 2 |
| 1987 | 2 | 2003 | 1 |
| 1988 | 2 | 2005 | 2 |
| 1990 | 1 | 2007 | 4 |

کل تعداد: **55**

بعض طبی ادارے خانہ جنگی اور دیگر وجوہ کی بنا پر عارضی طور پر بند کرنے پڑے۔

---

### ہومیو کلینک کا آغاز

……خلافت ثالثہ میں ایلو پیتھک طبی ادارے جاری ہوئے اور خلافت رابعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زیر ہدایت مجلس نصرت جہاں کو ہومیو پیتھی کے میدان میں بھی کام کا آغاز کرنے کی توفیق ملی۔

1991ء میں گھانا میں پہلا ہومیو کلینک کھولا گیا جس کے بانی ڈاکٹر مکرم محمد ظفر اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ اب تک وہاں خدمت کی توفیق

پارہے ہیں۔اس کے بعد گھانا میں ہی مزید دو ہومیو کلینک کھلے۔اور 1995ء میں طاہر ہومیو کمپلیکس کے نام سے مکرم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب اور محترمہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ نے ایک اور منصوبہ شروع کیا جو اپنی مصنوعات تیار کر کے مارکیٹ میں فروخت کرتا ہے۔ادویات،globules پلاسٹک کی بوتلیں، سیرپ اور کریمیں وغیرہ اس ادارے میں تیار ہوتی ہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہومیو ڈسپنسری لندن کے لئے بھی گھانا سے globules بھجوائے جاتے ہیں۔بعدازاں بورکینا فاسو میں بھی دو ہومیو کلینک کھولے گئے۔

## خلافت خامسہ میں ایک قدم اور آگے

✿......خلافت خامسہ میں اللہ تعالیٰ نے مجلس نصرت جہاں کے دائرہ خدمت میں مزید وسعت پیدا کی اور جنوری 2007ء سے جماعت نے انڈیا سے گئے ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ گھانا میں **Herbal Clinic** کا بھی آغاز کر دیا ہے جو سارے ملک میں کسی بھی مذہبی جماعت کے ذریعہ جاری ہونے والا پہلا ہربل کلینک ہے۔مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی محنت سے لوکل جڑی بوٹیوں سے ادویات تیار کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔نیز اپنے ہسپتال کے احاطہ میں ایسے پودے کاشت کئے ہیں جن سے ادویات تیار کی جائیں گی۔مریضوں کا علاج بھی جاری ہے۔

✿......سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے ابھی پانچ سال کا عرصہ ہی ہوا ہے اور **حضور کے بابرکت دور میں پانچ نئے طبی ادارے قائم ہوئے۔**

✿......حضور انور کے زیر ارشاد اس وقت یوگنڈا میں مزید ایک ہسپتال کھولنے کا پروگرام ہے۔ اسی طرح Niger میں جماعت احمدیہ کا پہلا ہسپتال بھی کھولا جا رہا ہے۔جس کیلئے ڈاکٹر صاحب کا تقرر حضور پرنور منظور فرما چکے ہیں نیز گیمبیا میں Basse کے مقام پر ہسپتال کو دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔گیمبیا کے حالات کی وجہ سے یہ ہسپتال عارضی طور پر بند رہا۔

✿✿✿✿✿✿

نصرت جہاں سکیم کے شروع ہونے سے اب تک اندازاً 250 سے زیادہ واقف ڈاکٹرز کو اس سکیم کے تحت خدمت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔جن میں سے 20 لیڈی ڈاکٹرز بھی ہیں (آٹھ لیڈی ڈاکٹرز اس وقت بھی اپنے خاوندوں کے ساتھ خدمت پر مامور ہیں) لیڈی ڈاکٹر محترمہ خالدہ ہاشمی صاحبہ گھانا میں خدمت کے دوران ایک حادثہ میں وفات پا گئیں اور احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کے احاطہ میں دفن ہیں۔

✿✿✿✿✿✿

## سیکرٹریان مجلس نصرت جہاں

اس سکیم کے آغاز سے اب تک جن واقفین زندگی کو بطور سیکرٹری مجلس نصرت جہاں خدمت کی توفیق ملی ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1 مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب
2 مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی
3 مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب
4 مکرم چوہدری محمد شریف صاحب
5 مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق
6 خاکسار مبارک احمد طاہر

✿✿✿✿✿✿

## احمدیہ سیکنڈری سکولز کا قیام

طبی ادارہ جات کے ساتھ مجلس نصرت جہاں نے درج ذیل ممالک میں سیکنڈری سکولز بھی قائم کئے ہیں۔

گھانا،سیرالیون،نائجیریا،گیمبیا،لائبیریا،یوگنڈا

مجلس نصرت جہاں کے قیام سے پہلے تحریک جدید کے تحت گھانا،سیرالیون اور یوگنڈا میں 7 سکنڈری سکولز قائم ہو چکے تھے۔اس کے بعد مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم ہونے والے سکولوں کا سن وار گوشوارہ درج ذیل ہے۔

| سن اجراء | تعداد سکولز | سن اجراء | تعداد سکولز |
|---|---|---|---|
| 1970 | 3 | 1984 | 2 |
| 1971 | 3 | 1986 | 1 |
| 1972 | 3 | 1988 | 1 |
| 1973 | 2 | 1990 | 1 |
| 1974 | 1 | 1992 | 1 |
| 1975 | 1 | 1994 | 1 |
| 1976 | 3 | 1996 | 2 |
| 1977 | 2 | 2000 | 4 |
| 1980 | 1 | 2003 | 5 |
| 1981 | 3 | 2005 | 2 |
| 1983 | 2 | 2006 | 7 |

کل تعداد: 51

✿✿✿✿✿✿

چونکہ جماعت احمدیہ ایک عالمگیر جماعت ہے اس لئے اس سکیم کے تحت پاکستان کے علاوہ درج ذیل دیگر ممالک سے بھی واقفین خدمت پر مامور رہے ہیں یا اب بھی موجود ہیں۔

ماریشس،انڈیا،بنگلہ دیش،گھانا،نائجیریا،سیرالیون

✿✿✿✿✿✿

## ایمان افروز واقعات

✿......ڈاکٹر مکرم محمد بشیر صاحب (سابق انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر کوکوفو،گھانا) حال میڈیکل آفیسر احمدیہ ہسپتال Mim گھانا نے 1996ء میں لکھا۔

جب خاکسار کو اس ملک (غانا) میں آئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے اور اپنی سی کوشش سے ہم ہر طرح کے Operations کرتے تھے۔یہ محض خدا کا فضل ہی تھا کہ مریضوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے ہسپتال کی برکت سے شفائے کاملہ عطا فرماتا رہا اور آج بھی خدا کا فضل ہے۔پروسٹیٹ (Prostate) کا آپریشن سرجری میں ایک بڑا میجر آپریشن سمجھا جاتا ہے۔ایک مریض اس مرض کا آ گیا تو پہلے تو دل نے کہا کہ Refer کر دو۔لیکن بعد میں تحریک پیدا ہوئی کہ یہ تو حضرت مسیح موعودؑ کے ہسپتال میں آیا ہے اور لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی اور لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کے مصداق اگر یہ کام میری وسعت سے باہر ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔میں نے وہ آپریشن کر دیا اس کے بعد دو ماہ گزر گئے لیکن میں اس کا catheter (پیشاب کی نالی) نکالنے سے ڈرتا تھا کہ نہ جانے اس کو پیشاب آئے یا نہ آئے۔اس دوران دعا کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ایک دن خواب میں مَیں نے مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب سرجن فضل عمر ہسپتال کو دیکھا اور ان سے کہا کہ میں نے اس مریض میں یہ کیا ہے۔تو میاں صاحب خواب میں ہی کہتے ہیں کہ اس کی Appendix نکال کر اس کی Urethra کی جگہ Transplant کر دو۔مَیں خواب میں ہی ان سے کہتا ہوں ”کہ یہ کام ہمارے بس سے باہر ہے۔“ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ پھر پریشان نہ ہو۔مکرم میاں صاحب کے نام میں بھی بشارت کے معنی ہیں۔اس کے بعد مَیں نے اس مریض کا Catheter نکال دیا اور خدا کے فضل کے ساتھ مریض 3 دن بعد ٹھیک ٹھاک ہو کر یعنی بغیر کسی پیشاب کی تکلیف کے گھر چلا گیا۔

✿......مکرم ڈاکٹر رفیع احمد صاحب اپنے خط بتاریخ 12.5.03 جو کہ تنزانیہ سے لکھا بیان کرتے ہیں کہ:

میرا سفر پاکستان سے 6.5.2005 کو بذریعہ جہاز سے دبئی نیروبی اور پھر تنزانیہ شروع ہوا۔نیروبی تک خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت پہنچ گیا تھا۔لیکن تنزانیہ دارالسلام کیلئے جب Kenyan Airways پر چڑھنے لگے تو پہلے تو سامان گم ہو گیا تھا جو کہ ڈھونڈنے کے بعد بھی نہیں ملا تو مجھے کہا کہ آپ جہاز پر جائیں۔سامان اگلے جہاز سے بھجوا دیں گے۔خیر خدا تعالیٰ کا نام لیکر جہاز پر سوار ہو گیا۔حسب عادت سفر شروع کرنے سے پہلے دعا پڑھ لی تھی۔دارالسلام تک سفر بہت آرام سے گزرا اور pilot نے کہا کہ ہم کچھ ہی دیر میں دارالسلام کے ہوائی اڈہ پر اتریں گے اور آپ اپنے اپنے حفاظتی Belt باندھ لیں لیکن جہاز نیچے جانے کی بجائے اور اوپر چلا گیا۔کسی کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھوڑی دیر بعد جب جہاز نے Airport کے اردگرد تین چار چکر لگائے اور flight crew کبھی جہاز میں ایک طرف بھاگ رہے ہیں اور کبھی دوسری طرف تو لوگوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی اور پوچھنا شروع کر دیا۔اتنی دیر میں pilot نے کہا کہ جہاز کے Rare wheals نہیں کھل رہے ہیں اور engineers کوشش کر رہے ہیں کہ کھل جائیں۔

تھوڑی سی گھبراہٹ ہوئی مجھے۔لیکن دل میں آیا کہ مَیں تو حضرت مسیح موعودؑ کا مہمان ہوں۔مجھے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔دل کو تسلی تھی۔لیکن جب جہاز کو ایک گھنٹہ اوراوپر ہو گئے تو پھر گھبراہٹ زیادہ ہو گئی وہ بھی اس وجہ سے کہ plane میں سب نے رونا شروع کر دیا، ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے۔مائیں اپنے بچوں کو گلے لگا کر پیار کر رہیں تھیں کہ شاید یہ ہمارا آخری سفر ہو۔مجھے گھبراہٹ ہوئی کیونکہ میرے پاس تو کوئی تھا بھی نہیں جس کے ساتھ اپنی پریشانی share کر سکوں۔ایسی حالت میں سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، درود شریف، مسیح موعودؑ کی دعائیں رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَادِمُکَ اور رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا پڑھنے کے بعد دعا کی کہ اے میرے پیارے خدا مَیں تو تمہارے مسیح کے راستے میں وقف کر کے نکلا ہوں اور خلیفہ وقت کی تحریک پر لبیک کہہ کر جا رہا ہوں۔اگر تمہاری یہی مرضی ہے کہ جماعت احمدیہ کا لاکھوں کا سامان جو میں نے ہسپتال کیلئے لیا تھا اور میں اس طرح ضائع چلے جائیں تو میں تیار ہوں، اور ساتھ میں دعا کی کہ خدا تعالیٰ کل میرے خلیفۂ وقت بھی تشریف لا رہے ہیں۔اگر آتے ساتھ ہی ان کو پتہ چلا کہ ہمارا احمدی ڈاکٹر دیگر لوگوں کے ساتھ plane crash میں مر گیا ہے تو ان کو بہت تکلیف ہو گی۔میرے خدا احمدیت کی خاطر اور احمدیت کی خدمت کی خاطر اور خلیفہ وقت کے دورے کی خاطر مجھے مسافروں سمیت بخیریت land کر دیں۔جیسے ہی میری دعا ختم ہوئی pilot نے کہا کہ wheels کھل گئے ہیں اور اب ہم land کرنے کے لئے تیار ہیں۔

خیر جہاز ہمارا بخیریت land کر گیا۔اور land کرتے ہی جہاز کے اندر ایک دوسرے کو مبارکبادیاں اور clapping شروع ہو گئی۔

جب ہم جہاز سے باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ کئی fire fighters ٹرک کھڑے تھے۔police کی بھی کافی گاڑیاں اور موٹر سائیکل تھیں۔اور Airport کا جتنا بھی عملہ تھا وہ تمام کا تمام waiting lounge کے باہر کھڑا clapping کر رہا تھا۔اور مبارکباد دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ نئی زندگی مبارک ہو۔جبکہ ہم تو جہاز کے Belly land کے منتظر تھے۔

یہ میرے سفر کی داستان ہے جو کہ سلسلہ اور خلیفۂ وقت کے بابرکت وجود کی وجہ سے بڑے حادثے سے بچ گیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے دکھا دیا تھا کہ تمہاری دعا ختم ہوتے ہی مَیں نے قبول کر لی۔

## مختلف لوگوں کی آراء

☆ 3 جولائی 1971ء کو سیرالیون میں Boajibu کے مقام پر دوسرے نصرت جہاں کلینک کا افتتاح ہوا۔اس موقع پر سیرالیون کے وزیر صحت Mr. C.P. Faray نے اپنے خطاب میں کہا۔

Being a scholar and health minister, I cannot help without expressing my joy saying that Ahmadiyya Jamaat at country level, is serving our country impartially. spiritual piousness and good health are the things which could help human beings in recognizing the presence of God and Jamaat Ahmadiyya by the grace of God under the guidance of its holy leader, is fully struggling in the achievements of this good.

*(Alfazal 29th July 1971)*

Mr. C.P. foray also said I have also come to know that such health centres are intended by you to be opened in Rokupr and Masingbi. It has been decided by my Ministry that in connection with the struggle every possible assistance will be extended to Ahmadiyya Mission. I wish that the staff of this clinic will acheive success in their struggle, and I appeal to the inhabitants of the place to extend their fullest cooperation .

*(Alfazal July 29, 1971)*

☆ بکورو میں پہلے کلینک کی افتتاحی تقریب میں Benue plateau state کے کمشنر فار ہیلتھ Mr. Smith Jnji shama نے کہا:۔

It was his ministry,s intentlon to give full assisatnce to all private medical establishments in their efforts to meet the growing medical needs of the people.

(بحوالہ New Nigeria 12 فروری 1972ء)

☆ Ogun State نائجیریا کے گورنر نے اجیبو اوڈے میں ہسپتال کی افتتاحی تقریب سے خطاب

**THOMPSON & CO SOLICITORS**

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

**Contact:**

**Anas A.Khan, John Thompson Solicitors**
**1st floor 48 Tooting High Street**
**London SW17 0RG**
**Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005**
**Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398**

کرتے ہوئے کہا:

I am happy to observe that the building of the hospital by the Ahmadiyya Mission of Nigeria is very much in keeping with the traditions of the mission. It is very well noted for its immense contribution to the development of this country, expecially in the fields of education and health.

(بحوالہ Daily Times بدھ 9 جولائی 1980ء)

☆ گیمبیا کے صدر Sir Dawda Jawara نے بانجل میں احمدیہ میڈیکل سنٹر کا افتتاح کرتے ہوئے کہا

Since the first Ahmadiyya Missionary arrived in the Gambia two decades ago, he and his government were pleased to note that apart from the solid spiritual foundation laid by the Movement, they had been involved in other key sectors so vital to this country's objectives as a develping nation, particularly in the fields of education and health.

this Hospital that i am about to open therefor is but the highest points of these efforts.

( بحوالہ The Gambia news bulletin 24 مارچ 1982ء )

☆ گیمبیا میں بانجل کے مقام پر احمدیہ میڈیکل سنٹر کا سنگ بنیاد رکھنے کے موقع پر گیمبیا کے قائمقام صدر Mr.Assan Musa Camara کا اظہار خیال:

Mr. Camara congratulated the Ahmadiyya Movement for the social work. it has done during its short stay in the Gambian. He said the movement did not only limit itself to the field of education but also does work in the social and health sectors of the country.

Mr. Camara said that he looked forward to closer cooperation between the Ahmadiyya Movement and Government.

(بحوالہ اخبار The Gambia News bulletin 4 اکتوبر 1980ء)

☆ Bukuru کے مقام پر ہیلتھ سنٹر کا افتتاح کرتے ہوئے نائجیریا کے Benue plateau state کے کمشنر نے کہا:

He expressed his gratitude to the Ahmadiyya Mission for their contribution to the development of the state in particular, and the country as a whole

(بحوالہ اخبار New Nigerian 12 فروری 1972ء)

☆ Ijebu-Ode میں احمدیہ میڈیکل سنٹر کا افتتاح کرتے ہوئے Ogun State کے گورنر کا اظہار خیال:

He was very happy to observe without any fear of contradiction that the building of the hospital was very much in keeping with the traditions of the mission.

He stressed that the mission was very well noted for its immense contributions to the development of the country especially in the fields of education and health while many educational and health institutions founded by the mission can be found in many different parts of the country.

(بحوالہ اخبار Daily sketch 20 جون 1980ء)

☆ بریگیڈئیر N.A.Odartey سابق ہیلتھ کمشنر آسوکورے میں احمدیہ میڈیکل سنٹر کا دورہ کرتے ہوئے Visitors Book میں مندرجہ ذیل note لکھا:

I am glad to come and see with my eyes what Ahmadiyya Hospitals and Mission are doing for the welfare of the people of Ghana.

(بحوالہ اخبار The Guidence فروری 1977ء)

# اب خلافت کا اعلیٰ نظام آ چکا

| | |
|---|---|
| رات اسلام پر تیرہ و تار تھی | ہر طرف فوجِ شیطاں کی یلغار تھی |
| امّتِ مسلمہ ساری بیمار تھی | نرغۂ دشمناں میں گرفتار تھی |
| ایسی مشکل گھڑی تھی کہ بس الاماں | تھا تقاضا کہ آئے مسیح الزماں |
| جوج ماجوج دنیا پہ تھے چھا گئے | باغِ احمد کے سب پودے مرجھا گئے |
| جو محافظ تھے دیں بیچ کر کھا گئے | چاند سورج بھی اُس وقت گہنا گئے |
| آسماں سے امام الزمان آگیا | پھر ثریّا سے لے کے ایمان آ گیا |
| ہاتھ میں تھی قلم ، ایسی تلوار سے | کفر سے جا لڑا برق رفتار سے |
| توڑ ڈالی کمر ایک یلغار سے | روشنی ہوگئی اُس کے مینار سے |
| نُور اُترا زمیں پہ اُجالا ہوا | پھر سے اسلام کا بول بالا ہوا |
| مُردہ روحیں اِسی سے شفا پائیں گی | ساری اقوام اس سے بھلا پائیں گی |
| اُس کی ہستی میں زندہ خدا پائیں گی | بے پناہیں اسی سے پناہ پائیں گی |
| تمکنت پائے گا اس سے دینِ متیں | اس سے پائے گا اسلام فتح مبیں |
| کفر و باطل پہ اب وقتِ شام آ چکا | پانچویں دَور کا بھی امام آ چکا |
| دینِ احمد کو جس سے دوام آ چکا | اب خلافت کا اعلیٰ نظام آ چکا |
| اس کو جاری ہوئے سال سو ہوگئے | بے نصیبے ہیں جو یہ گھڑی کھو گئے |
| جو خلافت کے سائے میں آ جائیں گے | لطف و انعامِ مولیٰ کو پا جائیں گے |
| دولتِ دو جہاں وہ کما جائیں گے | سوئے بختوں کو اپنے جگا جائیں گے |
| عصرِ بیمار کی اب دوا ہے یہی | زندگی بخش دستِ شفا ہے یہی |
| عافیت کا حصار اب یہی ایک ہے | امن کا تو دیار اب یہی ایک ہے |
| ہاں کرشنا اوتار اب یہی ایک ہے | دیں کا سپہ سالار اب یہی ایک ہے |
| امنِ عالَم اسی سے ہی وابستہ ہے | جو خدا سے ملائے یہی رستہ ہے |
| اُس کی چمکار دکھلانے کے دن ہوئے | اُس کی سچائی منوانے کے دن ہوئے |
| کفر پہ موت آ جانے کے دن ہوئے | پرچمِ حق کے لہرانے کے دن ہوئے |
| آؤ مل کے یہ پرچم اڑائیں سبھی | نئے ارض و سما اب بنائیں سبھی |
| کھوئی عظمت کو پانے کے دن آگئے | دینِ احمدؐ کے چھانے کے دن آگئے |
| موسمِ گُل کے آنے کے دن آگئے | پیار کے گیت گانے کے دن آگئے |
| طائرِ گوناگوں اُڑ کے آنے لگے | بولیاں میٹھی میٹھی سنانے لگے |
| اب حدوں سے سمندر نکلنے لگے | لاوے آتش فشاں بھی اُگلنے لگے |
| آسماں کے بھی تیور بدلنے لگے | شہر آباد ہیں جو اُجڑنے لگے |
| وقت قربِ قیامت کا ہے غافلو | غافلو! خواب غفلت سے بیدار ہو |

(مبارک احمد ظفرؔ ۔ لندن)

## خلافت رحمتِ خداوندی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نائیجیریا جانے والے دوسرے احمدی مبلغ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحبؓ کو 23 / جنوری 1922ء بعد از نماز فجر مسجد مبارک میں چند ہدایات لکھ کر دیں۔ اُن میں سے ایک حصہ یہ تھا کہ خلافت رحمت خداوندی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

’’خلافت کا سلسلہ ایک رحمت ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنی دُکھ میں ڈالتی ہے۔ انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ پس خلافت سے مسلمان کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہو سکتے نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے متعلق اور وابستہ ہیں...... ہمیشہ خلیفۂ وقت سے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہو اور خط و کتابت میں کبھی سستی نہ کرو۔ وہ لوگ جن کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت ہو ان کو بھی ان سب نصائح پر عمل کرنے کی تحریک کرو جو اوپر بیان ہوئیں یا بعد میں آپ تک پہنچتی رہیں۔

دینی لٹریچر سے آگاہ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ قرآن کریم کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ تو مومن کی جان ہے۔ مگر حدیث اور کتب مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ان سے غافل نہ ہو۔ کوئی نہ کوئی اخبار قادیان کا جس میں مرکز اور سلسلہ کے حالات ہوں ضرور زیر مطالعہ رہنا چاہئے کہ یہ ایمان کو تازہ کرتا ہے اور اس کی تاکید وہاں کے لوگوں کو بھی کریں جنہیں آپ تبلیغ کر رہے ہوں۔ اور پھر خلفاء کے اعلانات اور ان کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کو ظاہر کرتا ہے اور انسان کے لئے ان کا کلام بھی بمنزلہ دودھ کے ہوتا ہے‘‘۔

(الفضل 30/ جنوری 1922ء صفحہ 4)

## دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: **020 8875 4321**
**Fax Number: 020 8870 5234**

# براعظم افریقہ میں جماعت احمدیہ کا نفوذ۔ایک تاریخی جائزہ

## (خلافت احمدیہ کی برکت سے ابھرتا ہوا روشن افریقا)

(عبد الرب انور محمود خان۔ لاس اینجلس امریکہ)

افریقہ کا صحرائے اعظم جو حد نگاہ تک ریت کے تودوں اور چلچلاتی دھوپ کی زندگی کش داستان ہے اگر اچانک ایک ٹھنڈی ہوا کا بھرپور اور مستقل جھونکا اس موسم کو تبدیل کر دے تو کیسا لگے؟ اگر اس میں میل ہا میل پھیلے ہوئے بے نم ریگستان میں اچانک ٹھنڈا چشمۂ آب میسر آجائے تو کیا کیفیت ہو؟ اگر اس وسیع و عریض قطعہ زمین پر بسے ہوئے باشندگان جو کہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور سفید فام قوموں کے تحتِ اقدام ہیں انہیں اچانک آزادی نصیب ہو جائے اور وہ اپنی شناخت سے روشناس ہو جائیں تو کیسا لگے؟

ہاں ہاں یہ بے نصیب باشندگان جنہوں نے تثلیث کی کچلیاں بطور طوق اپنی گردنوں میں ڈالی ہوئی ہیں اچانک اگر چشمہ توحید سے سیراب ہو جائیں اور صرف سیراب ہی نہ ہوں بلکہ اس پر دل و جان نچھاور کرنے لگیں تو یہ نظارہ کیسا لگے گا؟

یہ شیخ چلّی کے خواب نہیں، نہ ہی ایشیائی مبالغہ اور نہ ہی بے جا انشاء پردازی۔ یہ دراصل تصویر ہے (جن کو الفاظ کے جالے میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں) اس خاموش انقلاب کی جو گزشتہ دس دہائیوں سے زیر ترتیب ہے اور جس کا مصور خالق حقیقی ہے جس نے خلافت احمدیہ کو اس عظیم انقلاب کا ذریعہ تجویز کیا ہے۔ اور یہ انقلاب اس شعر کا مصداق ہے۔

بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہاں نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا

### حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی رؤیا

آج سے 96 سال قبل اس انقلاب کی ایک جھلک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو یوں دکھائی گئی۔حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ بیماری میں مجھے تسلی دی اور یہ بشارت دی کہ مغربی افریقہ میں 5 لاکھ عیسائی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں اور وہ سب تعلیم یافتہ ہیں اور یہ دن اسلام کے لئے ایک انتہائی خوشی کا دن ہوگا۔(پیغام صلح 11 مارچ 1914ء)

اس جھلک کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی توجہ اس حدیث کی جانب مبذول ہوئی جس میں خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ حبشہ سے ایک شخص اٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا اور مکّہ مکرمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

(صحیح مسلم جلد دوئم صفحہ319)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود فرماتے ہیں:

"مجھے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ابتدائی تحریک درحقیقت اس وجہ سے ہوئی کہ مَیں نے ایک دفعہ حدیث میں پڑھا کہ حبشہ سے ایک شخص اٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا اور مکہ مکرمہ تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب میں نے یہ حدیث پڑھی اسی وقت میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس علاقہ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ یہ انذاری خبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹل جائے اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے......میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے فضلوں کی امید میں چاہا کہ پیشتر اس کے کہ وہ شخص پیدا ہو جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے ہم افریقہ کو مسلمان بنا لیں اور بجائے اس کے کہ افریقہ کا کوئی شخص مکہ مکرمہ کو گرانے کا موجب بنے وہ لوگ اس کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی شہرت کو بڑھانے کا موجب بن جائیں"۔

(الفضل 25 مارچ 1960ء صفحہ5-4 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ 271)

آیئے اب یہ مطالعہ کریں کہ 1908ء کے لگ بھگ افریقہ کا براعظم کس نوعیت کا تھا اور کن مسائل کا شکار تھا۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل 12 مغربی حکومتیں جو یورپ سے تعلق رکھتی تھیں افریقہ کے 52 ممالک کو بطور کالونی (Colony) استعمال کر رہی تھیں۔صرف دو ممالک لائبیریا اور ایتھوپیا اس ناروا حرکت سے محفوظ تھے۔ ان مغربی طاقتوں نے افریقہ جا کر اس کی ساری دولت آہستہ آہستہ لوٹنا شروع کر دی۔ تمام سونا چاندی اور دیگر ذخائر سے ملک کے باشندوں کو محروم کر دیا اور تہذیب سکھانے کے ڈھونگ میں ان کی دولت ہڑپ کر لی۔ ان حالات سے عیسائیت نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور ہر ملک اور ہر علاقے میں خوراک اور تہذیب کی لالچ میں کروڑوں کو صلیبیں پہنا دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا حدیث نبیؐ سے استنباط اور براعظم افریقہ کے سیاسی، مذہبی اور اقتصادی حالات کے ساتھ ساتھ ایک اور دلچسپ جہت ملحوظ رکھنا قرین مصلحت ہے اور وہ یہ کہ افریقہ کے ایک مغربی ملک کے کچھ افراد کو ایسی رؤیا اور خوابیں آئیں جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے الہام "یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ" کی عملی تصویر تھیں۔ چنانچہ نائیجیریا کے ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ کچھ سفید فام لوگ نماز کی امامت کر رہے ہیں جنہوں نے اپنے سر پر خاص قسم کا کپڑا باندھا ہوا ہے۔انہوں نے اس کا ذکر غانا کے چیف مہدی آپاہ سے کیا۔انہوں نے مزید جستجو کی اور لندن کی مدد سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے رابطہ کیا کہ ہمارے پاس ایک استاد بھیجا جائے جو ہمیں اسلام کی تعلیم دے سکے۔ ان ہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ افریقہ میں تبلیغ کی مہم کے لئے کوشاں تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کا انتخاب فرمایا اور ان کو لندن سے غانا جانے کی ہدایت فرمائی۔

ہم قارئین کے لئے چند اہم افریقن ممالک کی مختصر تاریخ پیش کرتے ہیں کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو تمام افریقن ممالک میں نفوذ عطا فرمایا اور 8 دہائیوں میں سارا افریقہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی سے نہ صرف واقف ہوا بلکہ آپ کے پیروکار 2001ء میں افریقہ کے جملہ ممالک میں پھیل گئے۔الحمدللہ اور افریقہ کے جملہ 54 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ گیا۔ یہ امر داستان افریقہ کا سب سے اہم پہلو ہے۔

## گھانا (Ghana)

1885ء ایک نائیجیرین مسلمان ابوبکر بن صادق نے ایک عیسائی مناد Benjammin Sam کو تبلیغ کی اور یہ مناد مسلمان ہو گیا۔ اس نے اپنے طور پر اسلام پھیلانے کی کوشش کی مگر زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ 1917ء میں یہ نئے مسلمان رحلت فرما گئے۔ان کی وفات کے بعد ان کے ایک پیرو مہدی آپاہ نے مسلمانوں کی سربراہی شروع کی۔

**1920**ء ایک ابتدائی مسلمان یوسف نیار کو نے ایک خواب دیکھا کہ وہ چند سفید فام لوگوں کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہے۔اس واقعہ کے بعد نائیجیریا کے ایک مسلمان عبدالرحمان پیدرو نے اس امر کی تصدیق کی کہ قادیان کے مرکز سے سفید فام مبلغین بھیجے جاتے ہیں۔ سالٹ پانڈ کے اس باشندے نے مہدی آپاہ سے کہہ کر ایک خط حضرت مصلح موعودؓ کو روانہ کیا کہ افریقہ میں مبلغین اور معلمین بھجوائے جائیں۔ حضور اقدس نے اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے اس مقصد کے لئے حضرت عبدالرحیم نیّر صاحب کا انتخاب کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ لندن سے غانا تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضرت نیّر صاحب مارچ 1921ء میں بذریعہ جہاز سالٹ پانڈ کی بندرگاہ پر پہنچے جہاں عبدالرحمان پیدرو صاحب نے آپ کا استقبال کیا۔ اگلے روز ان کی ملاقات چیف مہدی آپاہ سے اکرافو میں ہوئی۔ اسی رات مہدی آپاہ نے خواب میں دیکھا کہ جیسے رسول مقبول ﷺ ان کے گھر تشریف لائے ہیں۔ یہ خواب دراصل پیش خیمہ تھا کہ محمد مصطفیٰ کے عاشق صادق کے ذریعے نور محمدی براعظم افریقہ کو منور کرے گا۔ اگلے روز حضرت مسیح موعودؑ کے ایک غلام حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب تشریف لائے۔ مہدی آپاہ نے ان سے کہا کہ میں 45 سال سے مسلمان ہوں اور یہ فانٹی قبیلہ کے لوگ اسلام لائے۔ لیکن مجھے فکر ہے کہ میری وفات کے بعد یہ لوگ اسلام سے وابستہ رہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ تشریف لائے ہیں اب یہ سب آپ کے حوالے ہیں۔ حضرت نیر صاحب مرحوم نے تفصیل سے امام مہدی علیہ السلام کی آمد اور جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا اور حاضرین کو مندرجہ ذیل نصائح فرمائیں

1۔ پنجوقتہ نماز کا اہتمام کریں۔
2۔ خواتین اپنی زینت کو ڈھانپیں۔
3۔ چندہ جمع کر کے مسجد بنائیں۔

ان لوگوں نے ایک دن کی مہلت مانگی کہ وہ اس پر غور کریں۔ اگلے دن خدا کے فضل سے یہ مژدہ جانفزا سنایا گیا کہ تمام قبیلہ کے کم و بیش 5 ہزار افراد نے زمانہ کے امام کو پہچانا اور بیعت کر کے شامل احمدیت ہو گئے۔ حضرت نیّر صاحب نے یہ خبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بذریعہ تار بھجوائی۔ حضور اقدس نے اس پر بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ الفضل کی جلّی سرخیوں کے ساتھ یہ خبر الم نشرح ہوئی۔ خواجہ حسن نظامی نے اس پر خوش آئندہ تبصرہ فرمایا۔ یہ تھی اس انقلاب کی مبارک ابتدا جس کی جھلک حضرت خلیفہ اوّل کو دکھائی گئی اور جس کی تحریک خلیفہ ثانیؓ کے قلب اطہر میں ڈالی گئی اور ادھر الٰہی ہاتھ نے جملہ انتظامات الہام یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِی اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ' کے زیر اہتمام فرما دیئے۔ الغرض سرزمین افریقہ کا مغربی ساحل بھی بلالی روح سے بیدار ہو گیا۔

غانا میں تعارف احمدیت کی ابتدائی تاریخ میں اشانٹی کے علاقہ میں نفوذ کی داستان ایک اور عظیم الٰہی معجزہ ہے۔

**1922**ء: حضرت نیّر صاحب اشانٹی ریجن میں تشریف لائے ان کا استقبال مالم صادق صاحب نے کماسی میں کیا اور نیّر صاحب ان ہی کی قیام گاہ پر مقیم ہوئے۔ کماسی کے ایک شخص بنام Papa Kofidwamal 1910ء میں عیسائی ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے دو بھائیوں کی مدد سے ایک زرعی علاقہ زمین کوکو (Coco) کی کاشت کے لئے خریدا۔ انہوں نے اس علاقے میں رہائش اختیار کر لی۔ وہ چند دن کے لئے اپنے مکان سے لاپتہ ہو گئے مگر چند روز بعد خود ہی واپس آ گئے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ان سے کہا کہ مسلمانوں کی طرح عبادت کرو۔ ایک دوسرے شہر سے ایک مسلمان نے آ کر ان کو نماز سکھائی۔ اس مرد خدا نے کئی پیشگوئیاں کیں جس میں سے چند ایک قارئین کے افادہ کے لئے تحریر ہیں۔

1۔ امام مہدی آ چکے ہیں۔

2۔ بیرونی ممالک میں سے ایک ہلکی رنگت کے افراد یہاں اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

3۔ امام مہدی اس زمانے کے چاند ہیں اور ان کی لطیف روشنی میں دنیا امن کا گہوارہ بنے گی۔

اس بنا پر انہوں نے ایک چاندی کا ہلال بنوایا جو وہ اپنی پگڑی پر باندھتے تھے۔ اس کے علاوہ کئی اور پیشگوئیاں مغربی افریقہ کے خطہ کے بارے میں کیں۔ ان کی جملہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ انہوں نے دو مساجد تعمیر کیں۔ ان میں سے ایک کا افتتاح حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب مبلغ سلسلہ نے کیا۔

الغرض یہ دوسری مثال ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کے لئے آسمانی تحریکات فرمائیں اور افریقہ میں احمدیت کا نفوذ ممکن ہو سکا۔

**1920**ء: میں مومن کورے صاحب نے وا (Wa) شہر میں احمدیت قبول کی۔ اس سال حکیم فضل الرحمان صاحب کی مساعی سے تعلیم الاسلام ہائی سکول جاری ہوا اور جماعت کے امراء سے چندہ لے کر اس کی عمارت مکمل کی۔ شہر کے وسط میں غیر احمدیوں سے ایک مناظرہ ہوا جس میں جماعت کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اسی سال یکم اکتوبر کو الحاج نذیر احمد علی مرحوم غانا بھجوائے گئے۔ ان کی تبلیغ سے وا ریجن میں کئی خاندانوں نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے غانا کے جملہ شمالی علاقوں میں پیغام حق پہنچایا۔

**1931**ء: کے سال حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کو دوبارہ غانا بھجوایا گیا۔ آپ کے دور میں یہاں مشن ہاؤس قائم ہوا۔

**1931**ء: میں یکم مئی سے مولوی نذیر احمد علی صاحب اور مولوی نذیر احمد مبشر صاحب نے گولڈ کوسٹ مشن کا چارج لیا ایک سال بعد مولوی نذیر احمد علی کو سیرالیون بھجوا دیا گیا اور نذیر احمد مبشر صاحب غانا میں بطور امیر فرائض سرانجام دیتے رہے آپ نے نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی مساعی جمیلہ کو سراہتے ہوئے فرمایا:

"افریقی عوام میں بیداری کے جو سامان پیدا ہوئے ہیں ان میں مولوی نذیر احمد کو اس عمارت کی ایک بنیادی اینٹ کی سعادت حاصل ہوئی"۔ (الفضل 15 جنوری 1947ء)

حضرت مولوی نذیر احمد صاحب مبشر کو 1936ء سے 1961ء تک تبلیغی جہاد کا موقع ملا۔

**1950**ء: میں کماسی میں سب سے پہلا احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی شہر میں کھولا گیا۔

مانچسٹر گارڈین نے احمدیہ جماعت کی تبلیغی مساعی پر یوں تبصرہ کیا۔

"مالکیوں کے علاوہ مسلمانوں کا ایک اور فرقہ جماعت احمدیہ بھی ہے جو اپنی تبلیغی مساعی کے لحاظ سے مشہور ہے۔ اس کا مرکز پاکستان میں ہے۔ یہ جماعت تیزی کے ساتھ ترقی کے راستہ پر گامزن ہے۔ عیسائی اور مشرکین دونوں میں سے لوگ جوق در جوق اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس جماعت کی ترقی کی رفتار کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ 1931ء میں اس کے ممبروں کی تعداد تین ہزار ایک سو دس تھی جبکہ 1948ء میں یہ تعداد بائیس ہزار پانچ سو بہتر تک پہنچ چکی ہے۔ احمدیہ مشن کی نمایاں کامیابی میں اس کی تعلیمی سرگرمیوں کا بھی دخل ہے جس میں ثانوی تعلیم بھی شامل ہے۔ ان کی مساعی کو مغربی افریقہ کے تمام علاقوں میں محسوس کیا جا رہا ہے۔

("اشاعت اسلام اور ہماری ذمہ داریاں" از مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ربوہ۔صفحہ 22)

غانا کی وزیٹر بک میں یہ بھی درج ملے گا۔ غانا کے ڈپٹی اسپیکر الحاج یعقوب نے لکھا:

”یہ امر ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے اگر احمدیہ اسلام کے احیاء اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی جدو جہد نہ کرتی تو اسلام مادیات کے تھپیڑوں میں کبھی کا دب چکا ہوتا۔ مَیں چشم دید گواہ ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مساعی کے نتیجہ میں اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں سر بلندی حاصل کر رہا ہے اور یہ کہنے میں مبالغہ نہ ہوگا کہ اس دور کی انسانی تاریخ کا سب سے اہم واقعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے“۔

(احمدیہ مشن سالٹ پانڈ کی وزیٹر بک 1953ء)

حضرت مسیح پاکؑ نے کیا خوب فرمایا

لَقَدْ اُرْسِلْتُ مِنْ ربِّ کَرِیْمٍ
رَحِیْمٍ عِنْدَ طُوْفَانِ الضَّلَالِ

”اس گہری تاریکی میں خدائے کریم و رحیم نے مجھے اس زمانہ کے نور کی حیثیت سے مبعوث کیا ہے“۔

مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب گھانا کے بعض حکومتی افسران کو لٹریچر دے رہے ہیں

**1962ء:** مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب بطور مشنری انچارج تشریف لائے اسی اثناء میں کراچی سے مکرم مولانا عبد المالک خان مرحوم اور مکرم مولوی عبد الحمید صاحب اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے غانا بھیجے گئے۔ مکرم کلیم صاحب صدر مقام سالٹ پانڈ اور مولوی عبد المالک صاحب کماسی ریجن میں تشریف لائے۔ مولوی عبدالمالک خان صاحب کی تین سالہ مساعی جمیلہ سے 1300 افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے آپ ناسازی طبع کے باعث تین سال کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ مولوی عبدالحمید صاحب آنیریری مبلغ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ان ہی دنوں کماسی مشن ہاؤس کے لئے گرانقدر عطیات وصول کرنے کا اہم کام بھی شامل تھا۔ آپ سے تربیت یافتہ ایک لڑکے بعمر 13 سال جناب یوسف یاسن صاحب نے وقف کیا اور جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف مقامات بشمول برازیل میں خدمات انجام دیں اور آجکل غانا کے نائب امیر ہیں۔ خوش نصیب ہیں یہ بزرگان جنہوں نے خدمت دین میں ایک اعلیٰ معیار قائم کیئے۔ 1952ء میں مولانا صاحب موصوف نے کراچی میں رئیس المبلغین کا محترم اعزاز حضرت خلیفۃ ثانیؓ سے حاصل کیا اور غانا سے واپسی پر اپنے محترم والد بزرگوار کے نقش قدم پر جماعت کے ناظر اصلاح وارشاد کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہو کر اسی کام میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

**1970ء:** اس سال پہلی مرتبہ کسی خلیفۃ المسیح کے مبارک قدم سرزمین افریقہ میں پڑے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مغربی افریقن ممالک کا دورہ کیا 18/ اپریل سے 26/ اپریل تک کے اس دورے میں ایک عظیم تحریک نصرت جہاں لیپ فارورڈ سکیم اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے جاری فرمائی۔ اس اسکیم کے زیر اہتمام غانا میں چھ اسکول کھولے گئے۔ ایسوکور، فومنا، سلاگا، ایسارچر، پوٹسن اور وا کے شہروں کے یہ اسکول 1980ء تک جماعت کے بجٹ کا حصہ رہے اور 1980ء میں گورنمنٹ نے ان کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

ان تعلیمی اداروں سے حکومت کے متعدد ارکان نے تعلیم حاصل کی اور آج حکومت گھانا کی خدمت کر رہے ہیں

**1977ء:** میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو نصرت جہاں اسکیم میں بطور مشنری بھجوایا آپ نے سلاگا سے اسکول کی خدمات شروع کیں اس کے بعد ایسارچر کے سکول میں بطور پرنسپل خدمات کی توفیق پائی۔ دو سال کے لئے آپ احمدیہ ایگریکلچرل فارم کے مینجر رہے اور اس دور میں آپ نے غانا میں گندم کاشت کے تجربات کئے جو خدا کے فضل سے بہت کامیاب ہوئے۔

**1980ء:** میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دوسری مرتبہ دورۂ افریقہ کے دوران غانا تشریف لائے آپ کا یہ دورہ 24/ اگست سے 29/ اگست 1980ء تک جاری رہا اس دورے میں گانا کے صدر نے دو مرتبہ حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضرت اقدس کا نہایت والہانہ استقبال کیا گیا۔ باوجود موسلا دھار بارش کے احباب جماعت ساکت مورتوں کی طرح حضور اقدس کے ایڈریس کو سنتے رہے اور اوپر سے نیچے تک پانی سے شرابور ہونے کے باوجود کوئی جنبش نہ کی۔ اس سے ان کے اخلاص و محبت اور خلافتِ احمدیہ سے بے پناہ عشق کی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے

**1984ء:** میں احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک اجراء ہوا۔

**1988ء:** میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تاریخی سفر پر غانا تشریف لائے۔ یہ دورہ 5 فروری سے 13 فروری تک جاری رہا اور حضورؒ نے 13 مقامات کا دورہ کیا۔ چار مجالس عرفان منعقد ہوئیں اور 14 تقاریر سے احباب جماعت کو استفادہ کا موقعہ ملا۔ اس دورہ میں حضور اقدس نے جماعت کے جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا

**2004ء:** میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے 14 مارچ سے 21 مارچ تک پہلی مرتبہ غانا کا دورہ بحیثیت خلیفۃ المسیح کے فرمایا۔ اس دورہ میں 14-13 مقامات کا دورہ کیا متعدد مساجد کا افتتاح کیا یا سنگ بنیاد رکھا اور بستان احمد میں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔

**2008ء:** میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے امسال خلافت جوبلی کی تقریبات میں سب سے پہلے غانا کا دورہ فرمایا اور وہاں کے جلسہ سالانہ سے خطاب فرمایا جس میں لگ بھگ ایک لاکھ افراد جلسہ میں شامل ہونے کے لئے مختلف ممالک سے آئے۔ جلسہ میں صدر مملکت گھانا اور نائب صدر مملکت اور متعدد اہم شخصیات نے شمولیت کی۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

## کینیا (Kenya) مشرقی افریقہ

**1896ء:** حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں برٹش گورنمنٹ نے نیروبی سے ممباسہ ریلوے لائن شروع کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے ملازمین کی تلاش میں اشتہار دئے۔ اس کی پیروی میں کئی صحابہ نے ملازمت کے لئے درخواستیں دیں۔ کئی درخواستیں منظور ہو گئیں۔ حضرت منشی محمد افضل صاحبؓ اور میاں عبداللہ صاحبؓ 1896ء میں ممباسہ تشریف لائے۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحبؓ بھی تین سال تک ملٹری میں رہے اور بڑی حکمت سے تبلیغ کرتے رہے۔

**1901ء** تک مشرقی افریقہ کی جماعت کی تعداد 52 تک پہنچ گئی اور اس طور پر ہندوستان سے باہر یہ سب سے بڑی جماعت تھی۔ ڈاکٹر صاحب تو تین سال کے بعد وطن واپس آ گئے مگر منشی محمد افضل صاحبؓ اور شیخ نور احمد صاحبؓ مزید پانچ سال وہیں رہے اور باوجود مخالفت کے تبلیغ کے میدان میں سرگرم رہے۔

**1914ء:** خلافت ثانیہ کے ابتدائی دور میں کینیا کالونی میں جماعت کے افراد کی آمد کا سلسلہ بڑھ گیا اور تبلیغ کا دائرہ بھی وسیع تر ہوتا گیا۔ نیروبی میں حضرت معراج دین صاحبؓ، حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحبؓ اور متعدد افراد جماعت نے دیوانہ وار تبلیغ کی۔ کتوئی، ماگاڈی اور کیسومو میں جماعتیں قائم ہو گئیں۔

**1928ء:** نیروبی کونسل نے 3-4 ایکڑ زمین جماعت کو مسجد کی تعمیر کی غرض سے دی جس پر **1929**ء میں تعمیر شروع ہوئی اور **1931**ء تک یہ مسجد مکمل ہو گئی۔

**1934ء:** حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شیخ مبارک احمد صاحب کو کینیا کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے بھجوایا۔ آپ 27/ نومبر کو کینیا تشریف لائے۔

**1935ء:** محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے آتے ہی لال حسین اختر سے مباحثہ شروع کیا جس میں جماعت کی بڑی نیک نامی ہوئی اور لال حسین اختر پہلے یوگنڈا اور اس کے بعد واپس وطن چلا گیا۔

**1936ء:** اس سال ایک ماہوار رسالہ "Mapenzi ya Mungu" جاری ہوا جو اب تک جاری ہے۔

**1945ء** میں مولانا نور الحق صاحب بطور مشنری کینیا تشریف لائے۔

**1946ء:** اس سال مزید چھ مبلغین کو کینیا کے لئے روانہ کیا گیا جن میں میر ضیاء اللہ صاحب، فضل الٰہی بشیر صاحب، سید ولی اللہ شاہ صاحب، عنایت اللہ خلیل صاحب، جلال الدین قمر صاحب اور حکیم محمد ابراہیم صاحب شامل تھے۔ مولانا محمد منور صاحب اور عبدالکریم شرما صاحب کچھ عرصہ کے بعد کینیا تشریف لائے۔

کینیا (مشرقی افریقہ) کے بعض ابتدائی احمدی احباب

فروری **1961**ء میں امریکہ کے مایہ ناز پادری ڈاکٹر بلی گراہم مشرقی افریقہ کے دورہ پر گئے جس کی غیر معمولی تشہیر اور پریس میں اخباری سرخیوں کے ساتھ اس دورہ کی اہمیت واضح کی گئی۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے 3/ مارچ 1961ء کو ڈاکٹر بلی گراہم کو خط لکھا اور انجیل کے اصولوں کی رو سے بذریعہ دعا لا علاج مریضوں کو تندرست کرنے کا طریق رکھا اور اس کے مطابق اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کو للکارا۔ تاریخ احمدیت میں اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

”عیسائی حلقوں کی طرف سے ڈاکٹر بلی گراہم کو مجبور کیا جانے لگا کہ وہ یہ چیلنج قبول کر کے عیسائیت کی سچائی کا ثبوت دیں۔ ورنہ عیسائیت کو سخت زک پہنچے گی۔ مگر وہ آمادہ نہ ہو سکتے تھے اور نہ ہوئے۔ افریقہ کے غیر احمدی مسلمانوں نے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کو مبارک باد دی اور اقرار کیا کہ آپ نے عیسائیت کے بالمقابل اسلام کا جھنڈا خوب بلند رکھا ہے“۔

(تاریخ احمدیت جلد6 صفحہ264)

❁ ...... ہیوسٹن کی Rice University کے عمرانیات کے پروفیسر Wiliam Martin شیخ صاحب کے چیلنج اور بلی گراہم کے واضح گریز کا تذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

کینیا میں افریقن احمدیہ مسلم مشن کے سربراہ شیخ مبارک احمد نے ایسا زبردست چیلنج دیا کہ نبی ایلیا (الیاس) کے اس چیلنج کی یاد دلاتا ہے جو اس نے کوہ کرمل پر بعل کے پادریوں کو دیا تھا۔ (1سلاطین باب 18 آیت 20 تا 40)

اپنے خط میں مسلم لیڈر نے گراہم کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ تیس مریض لئے جائیں جن میں سے دس یورپین ہوں، دس ایشین ہوں اور دس افریقن۔ ان مریضوں کے بارہ میں کینیا کے ڈائریکٹر آف میڈیکل سروسز کی تصدیق ہو کہ یہ سب طبی لحاظ سے لا علاج ہیں۔ یہ مریض بذریعہ قرعہ اندازی مسلم لیڈر اور گراہم میں برابر تقسیم کر دئے جائیں۔ پھر ہر دو اپنے ساتھیوں سمیت اپنے حصہ کے مریضوں کی شفایابی کے لئے خدا سے دعا کریں تا کہ فیصلہ ہو کہ خدا کا فضل اور رحم کس کے ساتھ ہے اور کون اس سے محروم ہے۔ احمد نے کہا کہ اگر گراہم نے یہ تجویز قبول نہ کی تو دنیا پر ثابت ہو جائے گا کہ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جو بندے کا خدا سے تعلق قائم کرا سکتا ہے۔

امریکہ کے ایک Pentecoastel گروہ نے گراہم کو تار دی کہ چیلنج قبول کرلو۔ ایلیا کا خدا اب بھی زندہ ہے۔ مگر گراہم نے نہ تو یہ چیلنج قبول کیا اور نہ ہی پریس کے لئے کوئی تبصرہ کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد6 صفحہ266)

**1988ء:** حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک ہفتہ کے دورہ پر کینیا تشریف لائے۔

**2005ء:** حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے امسال کینیا کے چالیسویں جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ 7000 افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ ملک کے نائب وزیر اعظم موبی ایودری (Mubi Awowri) نے بھی جلسہ میں شرکت کی اور خطاب کیا۔ اور جماعت کی مساعی جمیلہ کی تعریف کی۔ انہوں نے ملک میں جماعت احمدیہ کی 68 مساجد کے قیام پر مبارکباد پیش کی اور حضور انور کا ذاتی شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح نائیواشا (Navaisha) اور نیکورو (Nikoro) میں مساجد کا سنگ بنیاد رکھا اور افتتاح فرمایا۔ حضور انور نے Banja مسجد کا بھی افتتاح فرمایا اور ایلڈوریٹ (Eldorate) کے مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور تختی کی نقاب کشائی کی۔

(باقی آئندہ)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 48

والے ہم نہیں ہوں گے تو اپنے آپ کو بھی اور اپنے بچوں کو بھی عافیت کے حصار سے نکال رہے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ بھول جاتا ہے، کمزوریاں ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ نصیحت فرماتے چلے جائیں۔ مومنوں کو نصیحت فائدہ دیتی ہے تاکہ کمزوریاں دور کرنے میں شیطان سے بچنے کے طریق ان کو ملتے چلے جائیں۔ یہی کام حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے انجام دیا اور یہی کام خلافت کا ہے۔

حضور انور نے فرمایا امریکہ میں تین قسم کے احمدی ہیں ایک تو پاکستانی احمدی ہیں جو پرانے اور نئے یہاں آباد ہیں، پھر مقامی افریقن احمدی ہیں، ان کی تعداد بڑھ رہی ہے بعض جماعتی نظام میں فعال ہیں اور جماعتی عہدوں پر کام کررہے ہیں۔ تیسرے سفید فام امریکن ہیں ان کی تعداد کم ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو بات میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے پاکستانی نژاد احمدیوں اور افریقن امریکن احمدیوں میں جو اکائی نظر آنی چاہئے وہ ہر سطح پر مجھے نظر نہیں آئی۔ مجھ تک دونوں طبقوں کی طرف سے بعض شکوے پہنچتے رہتے ہیں۔ آپؑ کی جماعت میں شامل ہوکر کسی طرح یہ زیب نہیں دیتا کہ پاکستانی نژاد احمدی اپنوں اور مقامی احمدیوں میں کوئی فرق رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہوکر وہ عاجزانہ راہیں اختیار کرنی ہونگی جو آپ نے اختیار کیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے سراہتے ہوئے آپ کو الہاماً فرمایا تھا کہ ''تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں'' اور کیونکہ پاکستانی احمدی پرانے ہیں اس لئے ان کا فرض بنتا ہے کہ انہیں اپنے اندر سموئیں۔ بھائی چارہ کو رواج دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مؤاخات میں ایک دوسرے کے نمونہ بن جائیں اور مؤاخات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہمارے سامنے کیا ہے؟ وہ نمونہ انصار مدینہ اور مہاجرین کا نمونہ ہے۔ ایسا اعلیٰ نمونہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تعریف فرمائی۔ وہ نہ صرف ایک دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے بلکہ ایک دوسرے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔ جب انہوں نے سچائی کو اختیار کیا تو ان کے ہر عمل سے سچائی ظاہر ہونے لگی ان کی عاجزی، محبت اور سچائی نے وہ نمونے دکھائے کہ ایک دنیا ان کی طرف کھنچی چلی آئی۔ پس اگر دنیا کو اپنی طرف کھینچنا ہے تو ہر طرح کے تکبّر، نخوت اور بدظنی کو دور کرتے ہوئے ایک دوسرے کے جذبات احساسات اور ضروریات کا خیال رکھنا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دینی مہمات میں سرگرمی دکھائیں تو اس کا کیا مطلب ہے۔ سب سے بڑی مہم تو ہمارے سامنے تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانے کی پیش ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ہم آپس میں دُوریاں دلوں میں لئے بیٹھے ہوں گے تو تبلیغ کے کام کو کس طرح سرانجام دیں گے۔ ہمارے کاموں میں برکت کس طرح پڑے گی۔ پس چاہے ایشین ہو یا افریقن امریکن ہو یا سفید فام ہو اگر حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں آکر ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اور اگر اس کے لئے ہم نے مسلسل کوشش نہیں کی اور مسلسل کوشش نہیں کررہے تو ہم اپنے مقصد سے ہٹ رہے ہیں۔ تبلیغ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمیں اپنے اخلاق کے معیار بہتر کرنے ہوں گے اور اپنی غلط فہمیوں کو بھی دُور کرنا ہوگا۔ تبھی ہم ایک حسین معاشرہ قائم کرسکتے ہیں جو تقویٰ پر چلنے والوں کا معاشرہ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد تو خدا کی پہچان کروانا تھا اور بندے کو بندے کے ساتھ پیار اور محبت کے تعلق کو قائم کروانا تھا اور ہے۔ اگر کسی احمدی کے دل میں یہ خیال نہیں تو اس کا خلافت احمدیہ کے قیام اور مضبوطی کے لئے قربانی کا دعویٰ بھی عبث ہے۔ پس یہ دونوں طرف کے لوگوں کا کام ہے پاکستانی احمدیوں کا بھی اور افریقن امریکن احمدیوں کا بھی کہ اس خلیج کو پاٹیں اور وہ معاشرہ قائم کریں جو تقویٰ پر مبنی معاشرہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں آنحضرت ﷺ کے ان الفاظ کی جگالی ہوتی رہنی چاہئے جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے تھے کہ اے لوگو تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ اور صلاحیت وجہ ترجیح وفضیلت ہے۔ کیا مَیں نے یہ اہم پیغام پہنچا دیا ہے۔ لوگوں نے بلند آواز سے عرض کیا ہاں اللہ کے رسول آپ نے یہ پیغام حق اچھی طرح پہنچا دیا ہے۔

پس افریقن امریکن احمدی بھائیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان پر کسی قسم کی زیادتی ہوگئی ہے تب بھی وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ کسی طرح بھی کم تر ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ نے جس کو مقام دیا ہے اس مقام کو کوئی دنیاوی طاقت نہیں چھین سکتی۔ لیکن اس مقام کے حصول کے لئے شرط تقویٰ میں ترقی ہے۔ پس تقویٰ میں ترقی کریں تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھیں اور اپنی کم تعداد کو اکثریت میں بدل دیں اور پھر تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے پاکستانیوں کے لئے تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شکووں سے مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ آپس میں مل بیٹھ کر مسئلے حل کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا عہدیداران سے بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اس انعام کی قدر کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خادم بنیں گے تو مخدوم کہلائیں گے۔ اپنے اندر وسعت حوصلہ اور برداشت پیدا کریں۔ ایک احمدی آپ کے پاس آتا ہے چاہے وہ کسی قوم کا ہو اس کی بات غور سے سنیں، تسلی کروائیں اگر مصروفیت کی وجہ سے وقت نہیں دے سکے تو کام سے معذرت کردیں۔ میں خود باوجود مختلف قسم کے کاموں کی زیادتی کے وقت نکال کر صرف اسے لئے ذاتی طور پر بعض زیادہ بڑی ہوئی رنجشوں کو سن کر حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن اگر عہدیداران سننے کا حوصلہ رکھنے والے ہوں تو میرے خیال میں میرا کام آدھا ہوسکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ایک اور اہم بات جو یہاں امریکی احمدی معاشرہ میں فکر انگیز طور پر بڑھ رہی ہے وہ شادیاں ہونے کے بعد ان کا ٹوٹنا ہے۔ کبھی لڑکی، لڑکے والوں کو دھوکہ دیتی ہے تو کبھی لڑکا لڑکی کو دھوکہ دیتا ہے اور عموماً لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے جو اس مکروہ کام میں ملوث ہیں۔ شادیاں ہوجاتی ہیں تو پھر پسند کا سوال اٹھتا ہے۔ اگر پسند دیکھنی ہے تو شادی سے پہلے دیکھیں۔ جب شادی ہوجائے تو پھر شریفانہ طریق یہی ہے کہ اس کو نبھائیں۔ خصوصاً جب بچیوں کی زندگی اس طرح برباد کی جاتی ہے تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو بہترین پسند کا رشتہ وہ قرار دیا ہے جس میں دین دیکھا جائے۔ پس ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کو اگر پسند کا سوال ہو تو یہ معیار ہونا چاہئے کہ دین کیسا ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ کفو نہ دیکھو۔ یہ بھی ضروری ہے۔ مگر کفو میں بھی دینی پہلو کو نمایاں حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ میں بچیوں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ دین میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں تاکہ کسی بچی پر یہ الزام نہ لگایا جائے کہ یہ بے دین ہے اس لئے میرا گزارا نہیں ہوسکتا۔ دوسرے دین میں ترقی سے اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے لڑکی میں اتنی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اور مشکل حالات سے نکالتا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا آجکل یہ ایک اہم مسئلہ امریکہ میں بنتا جارہا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ ابتدا میں قصور لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا لیکن جو باتیں سامنے آتی ہیں آخر میں لڑکا اور اس کے گھر والے عموماً زیادہ قصوروار ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ بچے ہوجاتے ہیں اور پھر میاں بیوی میں علیحدگی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو بچوں کے ذریعہ جذباتی تکلیف پہنچا کر تنگ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا بڑا واضح حکم ہے کہ نہ باپ کو نہ ماں کو بچوں کے ذریعہ تکلیف پہنچائی جائے اور پھر یہی نہیں بعض ماؤں سے بچے چھین لیتے ہیں اور جب میں اس بارہ میں تحقیق کرواؤں تو جھوٹ لکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر وہ جھوٹ لکھ کر مجھے دھوکہ دے بھی دیں تو خدا تعالیٰ کو تو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ تو یہ سب کچھ بھی صرف اس لئے ہوتا ہے کہ تقویٰ کی کمی ہے۔ اور اس میں ماں باپ بھی قصوروار ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا یہاں تعداد بڑھ رہی ہے جو مجھے فکرمند کررہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آپ کے کسی عہدیدار نے مجھے کہا کہ لڑکیوں سے کہیں کہ جماعت میں ایسے ہی لڑکے ہیں ان سے گزارا کریں۔ ایک تو ایسے عہدیداروں سے مَیں کہتا ہوں کہ جب فیصلہ کے لئے آپ کے پاس کوئی آئے تو خالی الذہن ہوکر فیصلہ کیا کریں۔ لڑکیوں کو مجبور کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ دوسرے میرے نزدیک یہ ہمارے احمدی نوجوانوں پر بدظنی ہے کہ نہ ہی ان کی اصلاح ہوگی اور نہ ہوسکتی ہے اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی ہے کہ اس میں اتنی طاقت نہیں کہ ان کی اصلاح کرسکے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں نے تو نصیحت اور دعا سے کئی طبائع میں بڑی واضح تبدیلیاں ہوتے دیکھا ہے۔ میں کس طرح کہوں بچیوں سے کہ اس کا کوئی حل نہیں زیادتیوں کو برداشت کرو یا لڑکوں کے بارہ میں یہ اعلان کردوں کہ ناقابل اصلاح ہیں۔ میں نے یہاں کے نوجوان لڑکوں اور مردوں میں جو اخلاص دیکھا ہے میں ان صاحب کی بات پر یقین نہیں کرسکتا۔ اگر چند ایک لڑکے جماعت میں زیادتی کرنے والے ہیں تو اس اعلان کے بعد میں گویا لڑکوں کو کھلی چھٹی دے رہا ہوں گا کہ تم بھی تقویٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے بن جاؤ۔ پس عہدیدار بھی اپنے سر سے بوجھ اتارنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تربیت کا جو کام ان کے سپرد کیا ہے اسے سرانجام دیں اور لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ اپنے اپنے جائزے لیں اور جس کی طرف سے بھی زیادتی ہوتی ہے وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس حسین معاشرے کو جنم دینے کی کوشش کریں جس سے یہ دنیا بھی ان کے لئے جنت بن جائے۔ نرم دلی، نیک اعمال اور عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں جو تقویٰ کی اساس ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگر ہر احمدی اس کی اہمیت کو سمجھ لے تو حقیقی معنوں میں ایک انقلاب ہوگا جو ہم اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو توفیق دے کہ وہ اپنے اندر خاص طور پر ان دنوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ آمین

حضور انور کا یہ خطبہ تین بجے تک جاری رہا اور یہاں انگریزی زبان میں اس کا رواں ترجمہ کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ MTA پر Live نشر ہوا۔ خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ اور عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلسہ گاہ سے ہوٹل Shereton کے لئے روانگی ہوئی۔ تین بج کر 35 منٹ پر حضور انور ہوٹل پہنچے اور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق آج پچھلے پہر مرد احباب کی حضور انور سے ملاقات تھی، اور بچوں کی وقف نو کلاس اور تقریب آمین کا پروگرام تھا۔

## مَردوں کی حضور انور سے ملاقات

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے اور چھ بجے جلسہ گاہ آمد ہوئی۔ حضور انور اپنے دفتر تشریف لے آئے اور سارے امریکہ کی جماعتوں سے آئے ہوئے مرد احباب کی ملاقات شروع ہوئی۔ ایک قطار کی صورت میں احباب باری باری حضور انور کے پاس سے گزرتے اور مصافحہ کا شرف حاصل کرتے، تصاویر بھی ساتھ ساتھ بن رہی تھیں۔ حضور انور ازراہ شفقت بڑی عمر کے بچوں کو قلم اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرماتے۔ ملاقات کرنے والوں میں جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی تھے۔ بچے بھی تھے اور بیمار بھی تھے۔ بعض لوگ وہیل چیئر پر کسی دوسرے کی مدد کے سہارے حضور انور سے ملنے کے لئے آئے۔ بعض ایسے بوڑھے بھی تھے کہ چلنے میں دشواری تھی گرتے پڑتے اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ کے لئے پہنچے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سات بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ مجموعی طور پر دو ہزار سات صد افراد نے حضور انور سے شرف

مصافحہ حاصل کیا۔

## واقفین نو بچوں کی کلاس

ملاقاتوں کے بعد پونے آٹھ بجے واقفین نو بچوں کی حضورانور کے ساتھ کلاس ہوئی جس میں 240 بچے شامل ہوئے ۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جوعزیزم محی الدین باری صاحب نے پیش کی بعد ازاں اسکاانگریزی ترجمہ سلمان احمد اوراردو ترجمہ فراز احمد نے پیش کیا۔حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کا اردو منظوم کلام۔

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اک اورجھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

عزیزم اسداللہ چوہدری نے خوش الحانی سے پیش کی۔ بعدۂ اس نظم کا انگریزی ترجمہ عزیزم طارق احمد نے پیش کیا۔

بعدازاں حضورانور نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جو بچے پندرہ سال سے اوپر کے ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔جس پر ان بچوں نے ہاتھ کھڑے کیئے۔ پھر حضورانور نے دریافت کیا کہ 15 سال عمر کے بچوں میں سے جنہوں نے وقف فارم پر کردیئے ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔چنانچہ اس پر بچوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کیئے۔

پھر حضورانور نے بچوں سے دریافت فرمایا جو بچے اردو زبان جانتے ہیں اور گھر میں اُردو بولتے ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔اس پر اردو زبان بولنے والے بچوں نے اپنے اپنے ہاتھ بلند کیئے۔

حضورانور نے دریافت فرمایا کہ امسال جامعہ احمدیہ میں کون کون جارہا ہے؟ اس پر امسال جامعہ میں جانے والا ایک بچہ کھڑا ہوا۔ایک دوسرا بچہ بھی کھڑا ہوا جو آئندہ سال جامعہ میں داخلہ لے رہا ہے۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام بچوں کو تحائف عطا فرمائے۔آخر پر ان واقفین نو بچوں نے زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے دوگروپس میں حضورانور کے ساتھ تصویر بنوائی اور حضورانور سے شرف ملاقات ومصافحہ حاصل کیا۔

## تقریب آمین

ساڑھے آٹھ بجے یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی ۔ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ تشریف لے گئے ۔ جہاں پروگرام کے مطابق بچوں کی تقریب آمین تھی۔آمین کی تقریب میں شرکت کرنے والے بچوں کی تعداد 130 تھی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری ہر بچے سے قرآن کی ایک آیت سنی اور ساتھ ساتھ اصلاح بھی فرماتے رہے۔تقریب آمین کا یہ پروگرام ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔آخر پر حضورانور نے دُعا کروائی۔

اس کے بعد حضورانور نے ارشاد فرمایا۔اذان دے دیں۔اذان دی گئی۔حضورانور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

## 21رجون 2008ء بروز ہفتہ:

صبح ساڑھے چار بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ اردگرد کے ہوٹلوں میں مقیم احباب بھی نماز کے لئے پہنچے تھے۔حضورانور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی ۔حضورانور کی اقتدا میں دوصد سے زائد احباب وخواتین نے نماز فجر ادا کی۔ ہال کے علاوہ گیلریاں بھی نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضورانور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضورانور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق پونے بارہ بجے ہوٹل سے جلسہ گاہ کے لئے روانگی ہوئی۔ بارہ بجے لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری ہوئی ۔صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوایس اے اور دیگر منتظمات نے حضورانور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہا۔

## لجنہ کی جلسہ گاہ میں آمد اور تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیم انعامات

خواتین کے اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ راشدہ حمید صاحبہ نے پیش کی ۔اس کا اردو ترجمہ نمود سحر صاحبہ اور انگریزی ترجمہ Tamara Rodney نے پیش کیا۔ بعدازاں مکرمہ فرحانہ احمد صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔اس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرنے والی طالبات کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سندات عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے گولڈ میڈل پہنائے۔

جن طالبات نے سندات اور گولڈ میڈل حاصل کیئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

مکرمہ صبا وسیم صاحبہ،مکرمہ کنزہ احمد صاحبہ،مکرمہ فرزانہ بشیر فرحت صاحبہ،مکرمہ عائشہ وحید صاحبہ،مکرمہ صوفیہ چوہدری صاحبہ،مکرمہ صبا مبارکہ علی صاحبہ،مکرمہ فریدہ احمد صاحبہ،مکرمہ ہاشمی سلطانہ صاحبہ،مکرمہ صبیحہ احمد صاحبہ۔

صدسالہ خلافت جوبلی پروگرام کے تحت خلافت سے متعلق مختلف مواضیع پر مضامین اور مقالہ جات لکھنے کا مقابلہ ہوا تھا۔ان مقابلہ جات میں اوّل آنے والی خواتین اور بچیوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے سندات خوشنودی حاصل کیں۔

لجنہ اماء اللہ سے پہلا انعام مکرمہ صبا رحیم صاحبہ نے حاصل کیا جبکہ ناصرات الاحمدیہ سے پہلا انعام عزیزہ حِنا طاہر نے اور واقفات بچیوں میں سے پہلا انعام عزیزہ عائشہ خان نے حاصل کیا۔

اس تعلیمی ایوارڈ اور انعامات کی تقریب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواتین سے خطاب فرمایا:

## حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ سے خطاب

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں آپ کے درمیان موجود ہوں اور خطاب کررہا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں آنے کی توفیق دی اور آپ کی خواہش کو پورا کیا۔

حضورانور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت پر بہت احسانات اور فضل کئے ہیں اور ان احسانات اور فضلوں میں سے اس زمانہ کی ایجادات بھی ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کے لئے لگا دیا گیا ہے۔اور ان ایجادات میں سے ایک بہت اہم ایجاد سیٹلائٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکرانے کے لئے الفاظ بھی نہیں ہیں۔اس کے ذریعہ سے تقاریر، خطبات اور دیگر زبانوں میں پروگرام تمام دنیا میں پہنچائے جاتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ مقرر کو بغیر لاؤڈ سپیکر کے تقریر کرنی پڑتی تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اس ایجاد کا استعمال شروع ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ آواز عورتوں کو آتی ہے لیکن اس بات کی اہمیت کہ لجنہ کی تربیت کے لئے ان میں الگ خطاب کیا جائے یہ خواتین کی اہمیت کی وجہ سے ہے۔اور یہ طریق اب تک چلا آرہا ہے اور یہ اُن کا حق بھی ہے کہ انہیں خلیفۂ وقت براہ راست خطاب کرے۔

حضور نے اس ضمن میں نائیجیریا کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کچھ ہفتے قبل نائیجیریا میں جلسہ کے موقع پر ایسا ہی خواتین کے لئے انتظام تھا لیکن بعض معززین شخصیتوں کی آمد کی وجہ سے پروگرام میں تبدیلی کرنا پڑی اور مَیں لجنہ میں خطاب کے لئے نہ جاسکا۔ وہاں پر اس وجہ سے لجنہ اماء اللہ Upset ہوگئیں اور انہوں نے کہا کہ ہم صدر لجنہ کو دیکھنے تو نہیں آئے یا کسی عہدیدار کے لئے تو نہیں آئے۔ہم تو خلیفۂ وقت کے لئے آئے ہیں۔ یہ تربیت کا بھی مسئلہ ہے اور جذباتی بھی ۔بہرحال اس کو کنٹرول کیا گیا ۔لجنہ میں براہ راست خلیفۂ وقت کا خطاب ضروری ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ اگر خواتین پچاس فیصد اپنی اصلاح کرلیں تو اسلام کی ترقی ہوجائے گی۔پس یہ اہمیت ہے عورتوں کی۔اسلام نے ہردو (مردوخواتین) کے الگ الگ کام مقرر کئے ہیں۔تربیت کے لحاظ سے عورت کا بہت بلند مقام ہے کیونکہ ماؤں کے قدموں میں جنت ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ لجنہ کے پروگراموں میں لجنہ اماء اللہ اپنا عہد دہراتی ہیں۔اس عہد پر غور بھی کریں جس میں جان ، مال ،عزت ، وقت کی قربانی کرنے کا عہد ہے ۔اور سب سے اہم بات اس عہد کی یہ ہے کہ خلافت احمدیہ کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنی ہے۔پس اپنے عہد کو نبھانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

حضورانور نے خلافت کی تشریح میں فرمایا کہ یہ تین قسم کی ہے۔انبیاء کرام کو خلیفہ کہا گیا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین ہیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء ہیں۔حضور انور نے فرمایا: اب یہ خلافت احمدیہ قیامت تک رہے گی ، انشاء اللہ العزیز۔یہ نہیں کہ اگر تم قربانی نہ کروگے تو خلافت کو کوئی خطرہ لاحق ہوگا۔خلافت احمدیہ خطرے میں نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ایک عورت یہ عہد کرتی ہے کہ وہ خلافت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے کام کرتی رہے گی اور اچھے کاموں میں قدم آگے بڑھاتی چلی جائے گی۔اس لئے اس لحاظ سے ہر احمدی عورت کو اپنی ذمّہ داری سمجھنی چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کی آیت وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان :74) پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ عورتیں جو شروع میں مذہب کو اہمیت نہیں دیتیں اور بچوں کی دینی تربیت سے لاپرواہ ہوتی ہیں وہ دھوکے میں ہیں اور جب ان کو اپنی اس غفلت کا احساس ہوتا ہے تو اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی۔ پس تربیت کرنے کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔MTA کے ذریعہ تربیت کے کاموں میں بڑا فائدہ ہوا ہے۔الا ماشاء اللہ۔

حضور نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ امریکہ میں مہنگائی ہے اور ٹیکسز بھی بہت ہیں اس لئے ملازمت اور دیگر کام مرد اور عورت دونوں کو کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دین کو مقدم نہ کیا جائے اور بچوں کی تربیت سے غفلت برتی جائے ۔ بچے آپ کا قیمتی اثاثہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: میرا دل حمد سے لبریز ہو جاتا ہے۔ان ماؤں کے لئے جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں مگر بچوں کی تربیت کی وجہ سے ملازمت نہیں کرتیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے گھروں میں بچوں کے سامنے عہدیداران یا کسی لڑائی جھگڑے کے بارہ میں جو جماعتی بات ہو نہ بیان کیا کریں۔جماعت کا ایک نظام ہے اس کی طرف رجوع کریں نہ کہ بچوں کے سامنے نظام کے خلاف اور عہدیداران کے خلاف باتیں کی جائیں۔اس قسم کی باتیں مرد حضرات زیادہ کرتے ہیں اس لئے عورتوں کو اس بارہ میں سخت قدم اٹھانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: لجنہ اماء اللہ امریکہ بہت چیزوں میں دنیا کی دیگر لجنات سے بہتر ہیں۔بعض دفعہ نیک لوگوں کے بچے بھی برائیوں میں ملوث ہوجاتے ہیں ان کی طرف انگلیاں اٹھانے کی بجائے دعا کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا : خلافت کی وجہ سے آپ سب ایک جان ہیں ۔خلافت نے سب کو متحد کر دیا ہے۔بچیوں کی تربیت بھی بہت ضروری مسئلہ ہے۔ پردہ، حیا اور عفّت کا بچیوں کو بچپن سے ہی بتانا چاہئے۔ پس آپ کے عہد میں جو قربانی کا ذکر ہے تو اگر چھوٹی چیزوں میں قربانی نہیں کرسکتے تو پھر بڑی چیزوں میں کس طرح قربانی کریں گی۔

حضورانور نے فرمایا کہ پاکستانی عورتوں کو رول ماڈل بننا چاہئے ۔یہاں کی عورتوں کے لئے نمونہ بنیں۔ واقفات نو بچیوں کو بھی شعور کی عمر تک پہنچنے پر خلافت کے ساتھ گہرا تعلق ہونا چاہئے ۔اللہ کرے آپ اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنے والی ہوں اور ایسی تبدیلیاں لائیں کہ جس سے جماعت کی عزت بڑھے اور ہم دوسرے لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے والے بنیں۔آمین

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی ۔ دعا کے بعد خواتین نے بڑے پُر جوش ، ولولہ انگیز نعرے بلند کئے اور کچھ دیر لجنہ جلسہ گاہ نعروں سے گونجتی رہی ۔ بعدازاں بچیوں نے نظمیں پیش کیں۔ اور افریقن امریکن خواتین نے اپنے روایتی انداز میں لَااِلٰـــــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اور دیگر نظمیں پیش کیں۔

دو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ سے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نمازظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پرتشریف لے گئے۔

بعدازاں سہ پہر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امورسرانجام دئے۔

## خواتین کی ملاقات

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جلسہ گاہ تشریف لائے۔سوا چھ بجے حضور انور لجنہ جلسہ گاہ پہنچے جہاں خواتین کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔خواتین اور بچیاں ایک قطار کی صورت میں باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے گزرتیں ، حضورانور کی خدمت میں سلام عرض کرتیں ، بعض اپنے مسائل ، تکالیف اور پریشانیوں کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کرتیں ۔تصاویر بھی ساتھ ساتھ بنائی جارہی تھیں۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بڑی عمر کی تعلیم حاصل کرنے والی بچیوں کو قلم عطا فرماتے اور کم عمر بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرماتے ۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات نو بجے تک جاری رہا۔ اس دوران مجموعی طور پر پونے چار ہزار کے قریب خواتین اور بچیوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے سینکڑوں کیمروں کے ساتھ ملاقات کے اس لمحہ لمحہ کو محفوظ کیا۔

## واقفات نو بچیوں کی

## حضورانور ایدہ اللہ سے ملاقات

خواتین سے اس ملاقات کے پروگرام کے بعد نو بجے واقفات نو بچیوں کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔اس کلاس میں 123 واقفات نو بچیاں شامل ہوئیں۔

کلاس کے پروگرام کا آغاز عزیزہ ملیحہ احمد کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا اردو ترجمہ عزیزہ رُخِ خنداں مرزا نے اور انگریزی ترجمہ عزیزہ سارہ صفی اللہ نے پیش کیا۔ بعدازاں عزیزہ عافیہ محمد نے حضورانور کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔جس کے بعد دو بچیوں عزیزہ غزالہ لطیف اور عائشہ محمد نے مل کر نظم ''قرآن سب سے اچھا،قرآن سب سے پیارا'' پیش کی۔

اس نظم کے بعد لبیبہ چوہدری نے نظم ''بدرگاہ ذی شان خیر الانام'' پیش کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزہ ترزہ باسط خان نے پیش کیا۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ جن کی عمر 15 سال سے زائد ہے وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔ پھر حضورانور نے ان 15 سال عمر کی بچیوں سے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے اپنا وقف فارم پُر کر دیا ہوا ہے۔ حضورانور نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ قرآن کریم کس کس نے ختم کرلیا ہوا ہے اور کیا اس کی روزانہ تلاوت کرتی ہیں؟ حضورانور نے بچیوں کو نصیحت فرمائی کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کریں۔

واقفات نو بچیوں کی یہ کلاس ساڑھے نو بجے تک جاری رہی۔ کلاس کے آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام بچیوں کو تحائف عطا فرمائے۔

## تقریب آمین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ کے اس حصہ میں تشریف لے آئے جہاں نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی سے قبل بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے باری باری ہر بچی سے قرآن کریم کی ایک آیت سنی۔آمین کی تقریب میں شرکت کرنے والی بچیوں کی تعداد 78 تھی ۔ تقریب آمین کا یہ پروگرام ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔آخر پر حضورانور نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اذان دی گئی۔حضورانور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش ہوٹل Sheraton تشریف لے گئے ۔ رات گیارہ بجے حضورانور ہوٹل پہنچے اور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

## جلسہ سالانہ قادیان 2008ء

### مورخہ 26، 27، 28 اور 29 دسمبر کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 117 ویں جلسہ سالانہ قادیان (خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی) کے انعقاد کے لئے 26، 27، 28 اور 29 دسمبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اور سوموار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔الحمدللہ علی ذلک

احباب سے درخواست ہے کہ اس جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

## عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

(سوسالہ جشن یوم خلافت کے موقع پر 27/مئی 2008ء کے عہد ساز دن
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجدید عہد وفا اور حضور ایدہ اللہ کے پُر شوکت ولولہ انگیز خطاب
اور 28/مئی کے ربوہ کے چراغاں کے پُر کیف نظاروں کے پس منظر میں)

اک ساتھ دیکھے لندن و ربوہ و قادیاں      دشمن دیے وفا کے بجھائیں کہاں کہاں
خود دشمنوں کے مٹتے ہی جاتے ہیں سب نشاں      ''ہے شکر ربّ عزّ و جل خارج از بیاں''
گھر گھر چراغِ دینِ محمدؐ جلائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

ہم نغمہ ہائے شکر سدا گاتے جائیں گے      اور نور مصطفیٰؐ سے ہی دل جگمگائیں گے
ربوہ کی ہر گلی کو ہم ایسے سجائیں گے      دل کی گلی گلی کو ہم ایسے سجائیں گے
اب دل کے بام و در پہ دیے جلتے جائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

اک فوج شرق وغرب وجنوب وشمال سے      سینہ سپر ہے جس کے لئے ماہ و سال سے
''وہ بادشاہ آیا'' ہے جاہ و جلال سے      دنیا کے تخت سارے ہوئے پائمال سے
اہل جنون و اہلِ خرد سر جھکائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

دیکھا جمال پھر وہ جلال آپ کا حضور      قلب و نظر کے واسطے سامان پُر سرور
بس تذکرہ ہے حضرت اقدس کا دُور دُور      آنے لگا ہے ایک جو دنیا کو اب شعور
سارے جہاں کو تابعِ فرماں بنائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

چہرے پہ رعب یار کے سب فاتحانہ تھا      سر کو جھکائے بیٹھا ہوا اک زمانہ تھا
اک ایک لفظ سیّدی کا عارفانہ تھا      حُسنِ خطاب دشمنوں پر تازیانہ تھا
ہے تیغ بے نیام۔ عدو کانپ جائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

اے شہنشاہِ وقت،زمانے کے اے امام      سونپی گئی ہے آپ کو ہی وقت کی زِمام
آئے گا انقلاب ، بدلے گا سب نظام      چلتے رہیں گے آپ کے پیچھے جو ہم خرام
اولاد کو بھی اپنی اطاعت سکھائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

تاثیر تھی بیان میں الہام کی طرح      آقا کے چاکروں پہ وہ انعام کی طرح
اپنی ہے صبح دشمنوں پہ شام کی طرح      مسرور ہم ہوئے ہیں ترے نام کی طرح
خوشیوں کے شادیانے بجائیں گے،گائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

وہ آسمانی باتیں ، وہ نظّارہ ہائے عشق      مولا کرے ہر احمدی اپنا نبھائے عشق
بے داغ ہو ہمیشہ یہ اپنی قبائے عشق      مولا کرے قبول سبھی نعرہ ہائے عشق
رسماً نہیں یہ کہتے ،عمل سے دکھائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

اک ساتھ دیکھے لندن و ربوہ و قادیاں      دشمن دیے وفا کے بجھائیں کہاں کہاں
خود دشمنوں کے مٹتے ہی جاتے ہیں سب نشاں      ''ہے شکر ربّ عزّ و جل خارج از بیاں''
گھر گھر چراغِ دینِ محمدؐ جلائیں گے      عہد وفا کیا ہے ہم اس کو نبھائیں گے

(فاروق محمود۔ لندن)

## اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 29/دسمبر 1954ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

''........... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

## حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی یادیں

ماہنامہ ''مصباح'' مئی 2007ء میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی بعض یادیں شامل اشاعت ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کی دوطرفہ محبت پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مولوی صاحبؓ کی ہر بات کی فکر رہتی تھی۔ جب آپؓ کی دوسری شادی ہوئی تو حضورؑ نے حضرت اماں جانؓ کی یہ ڈیوٹی لگادی کہ وہ روزانہ یہ معلوم کیا کریں کہ کیا گھر میں حضرت اماں جیؓ (بیگم حضرت مولوی صاحبؓ) آپؓ کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہیں؟ اسی طرح اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی کا چغلی کھانا شدید ناپسند تھا لیکن مَیں (یعنی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ) چونکہ بچپن سے ہی حضرت خلیفہ اوّلؓ سے بہت مانوس تھی اور ہر وقت اُن کے گھر آنا جانا رہتا تھا اس لئے مجھے صرف آپؓ کے تعلق سے ہی اجازت تھی کہ آپؓ کو کوئی تکلیف گھر میں یا کسی اَور سے پہنچی ہو، آپؓ کا اچھی طرح خیال نہ رکھا جاتا ہو تو مجھے ضرور بتاؤ۔ آپؓ کا حضورؑ کو بہت خیال رہتا تھا۔

میرا بچپن حضرت خلیفہ اوّلؓ کی گود میں کھیل کر گزرا۔ آپؓ بلا مبالغہ قریباً روز ہی بڑے پیار سے فرماتے کہ ''یہ اولاد اور یہ عبدالحیٔ جو میری بڑھاپے کی نرینہ اولاد ہے، یہ بھی تم لوگوں سے زیادہ مجھے پیارے نہیں''۔ ہم سب کیلئے تو ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہی تھے لیکن اکثر بہت زور دے کر فرماتے کہ ''محمود سے زیادہ یہ اولاد مجھے پیاری نہیں''۔ جب ابھی آپؓ کے صاحبزادے میاں عبدالسلام چھوٹے تھے تو مَیں روزانہ آپؓ کے پاس پڑھنے کے لئے جاتی تو اپنی جیب میں بادام اخروٹ لے جاتی اور روز ہی میاں عبدالسلام سے پوچھتی کہ بتاؤ عبدالسلام! تم کتنے اخروٹ کے نوکر ہو؟ وہ روز جواب دیتے کہ مَیں دو اخروٹ کا نوکر ہوں۔ ایک دن میاں عبدالحیٔ نے غصہ سے کہا کہ ''عبدالسلام نوکر کیوں کہتے ہو؟ تم کوئی نوکر ہو؟ کہہ دو کہ مَیں نوکر نہیں ہوں''۔ اندر کمرہ میں حضورؓ سُن رہے تھے۔ آپؓ نے نہایت جوش سے کڑک کر فرمایا: ''عبدالحیٔ! یہ کیا کہا تم نے...... یہ نوکر ہے''۔ پھر عبدالسلام کو اور مجھے، دونوں کو اندر بلایا اور عبدالسلام سے فرمایا کہ کہو کہ مَیں نوکر ہوں۔ بچے نے دہرادیا۔ لیکن اس جذبہ کا اندازہ وہی لگاسکتے ہیں جو آپؓ کی طبیعت سے واقف ہوں یا آپؓ کی صحبت میں رہ چکے ہوں۔ آپؓ کوہِ وقار، غیور اور خوددار تھے۔ کبھی آپؓ کا سر کسی کے آگے نہ جھکا۔ لیکن یہ اپنے محبوب آقا سے عشق تھا کہ حضورؑ کی ایک چھوٹی لڑکی جو آپؓ کی شاگرد بھی تھی، اُس کیلئے بھی اپنے بچے سے نوکر ہونا کہلوادیا۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ (بی بی باچھی) فرماتی ہیں کہ مجھے کبھی بھی یاد نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر کے ساتھ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ذکر نہ کیا ہو۔ کہا کرتی تھیں کہ اگر بیمار ہوتی تو حضورؓ کو بلایا کرتی تھی اور آپؓ بھی سب کام چھوڑ کر فوراً تشریف لاتے، باوجود اس کے کہ آپ خلیفہ تھے۔ مجھے تسلّی ہوجاتی تھی، دوائیوں کے ساتھ دعا بھی شامل ہوجاتی تھی۔

............

## خدا تعالیٰ کا ایک متوکل بندہ
## سیرۃ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مئی 2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی سیرت کے چند پہلو مکرم احمد طاہر مرزا صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

### قرض سے نجات کا طریق:

حضرت جمعدار فضل الدین صاحب آف لاہور تحریر کرتے ہیں کہ میں نے 1911ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے ہاتھ پر قادیان حاضر ہوکر بیعت کی۔ اس سے پہلے میں غیرمقلد خیالات کا تھا۔ میں اوورسیر تھا اور میری تنخواہ اخراجات کے لئے ناکافی تھی اس لئے ہمیشہ مقروض رہتا تھا اور اس قرضہ کو میں ان رقوم سے ادا کرتا تھا جو وقتاً فوقتاً بعض ٹھیکیدار باوجود میرے انکار کے مجھے بطور رشوت دیدیا کرتے تھے۔ جب میں نے بیعت کرتے وقت حضورؓ کے ہاتھ پر اقرار کیا کہ رشوت نہیں لوں گا، جھوٹ نہیں بولوں گا۔ تو مجھے اپنے قرضہ کا خیال آیا کہ اب کس طرح اتاروں گا۔ جس روپے کو پہلے میں رشوت نہیں سمجھتا تھا اب رشوت سمجھنے لگا اور ادھر قرض کا فکر تھا۔ بعض دفعہ توبہ توڑنے کے خیالات پیدا ہوئے، کبھی دل میں خواہش پیدا ہوتی تھی کہ مجھے کوئی کچھ دے اور میں اپنا قرضہ اتارلوں۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے توبہ کی توفیق دی ہے ممکن ہے دوبارہ تجھے سچی توبہ کی توفیق نہ ملے۔ ان متضاد جذبات کا تلاطم تین ماہ تک میرے دل میں رہا۔ پھر مجھے ایک خواب کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ اگر تُو توبہ پر قائم رہے گا تو یہ یہ انعامات ملیں گے۔ اور اگر توبہ توڑ دی تو گو تیری دنیا سدھر جائے گی مگر پھر توبہ نصیب نہیں ہوگی۔

اس خواب کے بعد میں نے اپنے متعلقین سے کہہ دیا کہ میری تنخواہ اس قدر ہے اور اسی میں سے مجھے چندہ وغیرہ دینا ہے۔ اور قرضہ کے متعلق فیصلہ کرلیا کہ قرض خواہوں کی طرف سے اگر مجھے قید میں بھی ڈال دیا جائے تو قید بھگت لوں گا مگر رشوت نہیں لوں گا۔

1912ء میں مَیں دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ میں حضور سے اپنے مصر جانے کے متعلق مشورہ لوں کیونکہ ان دنوں مصر میں کافی تنخواہ پر بھرتی کی جارہی تھی۔ جب میں نے اپنے مصر جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضور نے فرمایا اچھا ہے، آپ مصر چلے جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں مقروض ہوں اور عیالدار ہوں حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے قرضہ سے نجات دے۔ تو حضورؓ نے نذرانہ کے روپے واپس کرتے ہوئے فرمایا: میں بھی دعا کروں گا۔ مگر تمہارا کام یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں آئے وہ قرض خواہ کو دیدیا کرو اور پھر ضرورتاً اسی سے قرض لیا کرو۔ اس طرح تمہارا اعتبار ہوجائے گا اور ساتھ ہی ساتھ بہت بہت استغفار کرتے رہا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں قرضہ سے نجات دے۔ مگر دیکھنا قرض خواہ کا حق ادا کرنے میں جلدی کرنا۔ میں نے اسی دن اس نسخہ پر عمل شروع کردیا جس کو آج 37 سال ہوگئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے باعزت رہا ہوں۔

### بعض عطیات کا لینا ناجائز ہے

بعض لوگ ٹھیکیداروں کے عطیات کو رشوت نہیں سمجھتے بلکہ منہ سے مانگ کر بھی لے لیتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک ارشاد ہے جو کسی سٹیشن ماسٹر کے اس سوال کے جواب میں شائع ہوا تھا کہ بعض وقت جو لوگ سٹیشن پر بلٹی چھڑانے آتے ہیں باوجود اس کے کہ میں خود تقاضا نہیں کرتا وہ بلٹی کے ساتھ آنہ دو آنے میری میز پر رکھ دیتے ہیں۔ حضورؓ نے جواب دیا کہ ایسی رقم لینی ناجائز ہے۔ کیونکہ آج تو آپ لینے کی خواہش نہیں کرتے مگر کل کو جب آپ کو ایسی رقم لینے کی عادت ہوجائے گی، زبان سے مانگ کر لیں گے۔ اور اگر لوگ مانگنے پر نہیں دیں گے تو آپ ان کو نقصان پہنچا کر بھی لینے کی کوشش کریں گے۔

### سؤر کیوں حرام ہے؟

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بھیرویؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ رشتہ میں میرے خالو تھے اور میری روحانی تربیت انہوں نے اس طرح کی تھی جس طرح باپ بیٹے کی کرتا ہے۔

جب حضرت مولانا صاحب ریاست جموں میں شاہی طبیب مقرر ہوئے تو اس وقت جموں میں گدی نشین مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب تھے جو علم دوست آدمی تھے اور اپنے دربار میں مذہبی یا دیگر مسائل پر بحث بھی کراتے تھے۔ سب درباری فرش پر اور خود مہاراجہ صاحب ایک اونچی گدی پر بیٹھا کرتے تھے لیکن مباحثہ کے وقت وہ گدی سے اتر کر تمام درباریوں کے ساتھ فرش پر آبیٹھتے تھے تاکہ مباحثہ میں سب بے خوف ہوکر حصہ لیں۔ ایک دفعہ دربار میں اس امر پر بحث چلی کہ خنزیر کا گوشت کیوں حرام ہے۔ ریاست جموں کے ڈوگرے خنزیر پالتے اور اس کا گوشت کھاتے تھے۔ حضرت مولانا صاحبؓ نے خنزیر کے گوشت کی حرمت کے واسطے ایک یہ دلیل پیش کی کہ خنزیر ایک ناعاقبت اندیش جانور ہے جب وہ اپنے شکاری پر حملہ کرتا ہے تو اگر شکاری برچھی یا تلوار سامنے کردے تو خنزیر اپنا بچاؤ کرکے اِدھر اُدھر نہیں ہوجاتا بلکہ اسی برچھی یا تلوار پر کٹ کر مرجاتا ہے۔ مہاراجہ صاحب بھی خنزیر کی اس عادت کوتاہ اندیشی سے واقف تھے۔ انہوں نے جواباً کہا اچھا مولوی صاحب بھلا ہم ڈوگرے تو کوتاہ اندیش ہوئے۔ مگر انگریز بھی تو سؤر کھاتے ہیں۔ وہ تو کوتاہ اندیش نہیں۔ مولانا صاحب نے جھٹ عرض کیا: جناب انگریز ساتھ ہی گائے کا گوشت کھالیتے ہیں اس سے اصلاح ہوجاتی ہے۔ ہندو راجہ گائے کے ذکر پر غصہ سے لال ہوگئے مگر کچھ بولے نہیں۔ فوراً اٹھ کر گدی پر جابیٹھے جس کا مطلب یہ تھا کہ مباحثہ بند اور کئی ماہ تک مباحثہ کا سلسلہ بند رہا۔ اس کے بعد پھر ایک دن مباحثہ شروع کیا اور کہا کہ مولوی صاحب ایسی سختی نہ کیا کریں۔ مگر دینی امور میں حضرت مولوی صاحب کسی سے نہ ڈرتے تھے اور حق بات ضرور کہہ دیتے تھے۔

### دُعا کے متعلق عجیب نکتہ

حضرت مفتی صاحبؓ مزید فرماتے ہیں جب حضورؓ ریاست جموں میں شاہی طبیب تھے ان دنوں ایک مجذوب فقیر شہر جموں کے قریب کے جنگلوں میں رہتا تھا۔ وہ کبھی کبھی شہر آتا تو حضرت مولانا صاحب سے ملاقات کے لئے ضرور آتا۔ مولانا صاحب اسے علیحدہ کمرہ میں لے جاتے اور اللہ بہتر جانتا ہے کیا کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔

آپؓ نے ایک دفعہ بتایا کہ مجھے ایک امر کے واقعہ ہونے کا خوف تھا جس کا ہونا مجھے پسند نہ تھا۔ اور میں دعا کرتا تھا کہ وہ نہ ہو مگر وہ ہونے لگ گیا۔ تب میں مایوس سا بیٹھا تھا کہ وہی مجذوب فقیر آیا۔ میں نے اس سے اس امر کا ذکر کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا ہی مقدر تھا، اب ہم کیا کرسکتے ہیں۔ فقیر نے جواب دیا دعا کرو۔ میں نے کہا اب کیا دعا کریں جبکہ اس کے ہونے کا حکم خدا سے ہوگیا۔ فقیر نے کہا: نورالدین! کیا تم نے قرآن شریف میں یہ آیت نہیں پڑھی: وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ۔ خدا تعالیٰ اپنے حکم پر بھی غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے اپنے حکم کو منسوخ کرسکتا ہے۔

### خدا ہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ میرا توکّل ہمیشہ خدا پر رہا ہے اور وہی قادر ہر وقت میری مدد کرتا رہا ہے چنانچہ ایک وقت مدینہ میں میرے پاس کچھ نہ تھا حتیٰ کہ رات کو کھانے کے لئے بھی کچھ نہ تھا۔ جب نماز عشاء کے لئے وضو کرکے مسجد کو چلا تو راستہ میں ایک سپاہی نے مجھ سے کہا کہ ہمارا افسر آپ کو بلاتا ہے۔ میں نے نماز کا عذر کیا۔ پر اُس نے کہا میں نہیں جانتا میں تو سپاہی ہوں، حکم پر کام کرتا ہوں۔ آپ چلیں

---

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' مئی 2007ء میں ''نظام خلافت'' کے عنوان سے شائع ہونے والی مکرم یعقوب امجد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

یہ فیضِ نبوت کی برکت ہے ساری
کہ نورِ خلافت کا چشمہ ہے جاری
نظامِ خلافت ، خدا نے جو بخشا
تو اس کا ہے ہم پر یہ احسان بھاری
رسالت کی خادم، فضائل کی حامل
خلافت ہے اِک منصبِ کامگاری
خلافت کا بارِ امانت اٹھانا
حقیقت میں ہے حقِّ خدمت گزاری

---

ورنہ مجھے مجبوراً لے جانا ہوگا۔ ناچار مَیں ہمراہ ہوگیا وہ ایک مکان پر مجھے لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ امیر افسر سامنے جلیبیوں کی بھری ہوئی رکابی رکھا بیٹھا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ اسے کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا ہمارے ملک میں اسے جلیبی کہتے ہیں۔ کہا ایک ہندوستانی سے سن کر میں نے بنوائی ہیں۔ خیال کیا کہ اس کو پہلے کسی ہندوستانی کو کھلاؤں گا۔ چنانچہ مجھے آپ کا خیال آ گیا اس لئے میں نے آپ کو بلوایا۔ اب آپ آگے بڑھیں اور کھائیں۔ میں نے کہا نماز کے لئے اذان ہوگئی ہے۔ فرصت سے نماز کے بعد کھاؤں گا۔ کہا: مضائقہ نہیں۔ ہم ایک آدمی مسجد بھیج دیں گے کہ تکبیر ہوتے ہی آ کر کہہ دے۔ خیر میں کھا کر جب شکم سیر ہوگیا تو ملازم نے اطلاع دی کہ نماز تیار ہے۔ تکبیر ہوچکی ہے۔

پھر دوسری صبح ہی جب کہ اپنا بستر صاف کر رہا تھا اور اپنی کتابیں الٹ پلٹ کر رہا تھا تو ناگہاں ایک پونڈ مل گیا۔ چونکہ میں نے کبھی کسی کا مال نہیں اٹھایا اور نہ مجھے کبھی کسی کا روپیہ دکھلائی دیا اور میں خوب جانتا تھا کہ اس مقام پر مدت سے کوئی آدمی میرے سوا نہیں رہا۔ لہٰذا میں نے اسے خدائی عطیہ سمجھ کر لے لیا اور شکر کیا کہ بہت دنوں تک کے لئے یہ کام دے گا۔

## بیٹھے بیٹھے سولہ روپے آگئے

قریشی امیر احمد صاحب بھیروی کی روایت ہے کہ ہمارے سامنے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی خدمت میں شیخ محمد صاحب چٹھی رساں کتابوں کا ایک VP لائے جو سولہ روپے کا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: یہ کتابیں مجھے بہت پیاری ہیں اور میں نے شوق سے منگائی ہیں لیکن اب ان کی قیمت میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میرے مولیٰ کا میرے ساتھ ایسا معاملہ ہے کہ سولہ روپے آئیں گے اور ابھی آئیں گے۔ چنانچہ وہیں بیٹھے تھے کہ ایک ہندو اپنا ایک بیمار لڑکا لے کر آیا۔ حضرت نے نسخہ لکھ کر دیا۔ ہندو ایک اشرفی اور ایک روپیہ رکھ کر چل دیا۔ آپ نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ میں اپنے مولیٰ پر قربان جاؤں اس نے مجھے تمہارے سامنے شرمندہ نہیں کیا۔ اگر یہ شخص مجھے کچھ بھی نہ دیتا تو میری عادت ہی مانگنے کی نہ تھی۔ پھر ہوسکتا تھا کہ وہ صرف ایک روپیہ ہی دیتا یا اشرفی ہی دیتا۔ مگر میرے مولیٰ نے اسے مجبور کیا کہ میرے نورالدین کو سولہ روپے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اشرفی کے ساتھ روپیہ بھی رکھو۔

## صرف نورالدین کا ہاتھ لگا ہے:

ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ دارالضعفاء یا نور ہسپتال کے چندہ کے لئے حاضر ہوئے۔ آپؓ نے فرمایا۔ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں پھر دیدوں گا۔ مگر حضرت میر صاحبؓ اصرار کرتے رہے۔ جب اصرار بڑھا تو حضرت مولوی صاحبؓ نے کپڑا اٹھایا اور وہاں سے ایک پونڈ اٹھا کر دیدیا اور فرمایا: میر صاحب! اس پونڈ پر صرف نورالدین کا ہاتھ لگا ہے (یعنی یہ کسی ٹیکسال میں نہیں بنا) اللہ تعالیٰ نے میری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے غیب سے مہیا کر دیا ہے کہ نورالدین شرمندہ نہ رہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ ہی میرا خزانچی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب بھی تمہیں کوئی ضرورت ہو ہم دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت مولوی صاحب کھلے دل سے خرچ کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ میں قرض بھی لینا پڑے تو لے لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق ایک راز تھا جسے عام لوگ نہیں سمجھ سکتے وہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں سرشار تھے اور یہ سچ ہے کہ محبت محبت کو کھینچتی ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں اپنی مرضیات کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کی اطاعت میں فنا ہو جاتا ہے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی بندہ کی رضا کے مطابق ہو جاتی ہے اور یہی مقام حضرت خلیفہ اوّل کو حاصل تھا۔ غرض آپ فنا کے مقام سے گزر کر بقا اور لقا کے مقام تک پہنچ گئے تھے اس لئے فرمایا کرتے تھے کہ لوگ نہیں جانتے کہ نورالدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ ہے۔

## حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ سیرت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کا 16؍فروری 2007ء کا شمارہ ''مصلح موعود نمبر'' ہے۔ اس میں حضورؓ کی سیرۃ پر مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب کا ایک مضمون بھی شامل اشاعت ہے جو ماہنامہ ''خالد'' کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

حضرت المصلح الموعود کی ساری زندگی دعوت الی اللہ کے لئے ہی وقف تھی۔ ہر وقت خیال اس طرف ہی رہتا تھا۔ ایک دفعہ جب حضور ناصر آباد اسٹیٹ میں تشریف لے گئے تو حضور گھوڑوں پر سوار ہو کر عملہ ناصر آباد کے ساتھ فصل کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ڈیرہ پر محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے اور وہ اپنے ساتھ مچھلی پکڑنے کا سامان بھی لے کر گئے تھے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے خاکسار کو کہا کہ اس عرصہ میں ہم ڈھورے پر مچھلی کا شکار کرلیں، شکار کا سامان تو ہے۔ چنانچہ ہم ڈھورے پر گئے ابھی چار پانچ مچھلیاں پکڑی تھیں کہ حضورؓ مع احباب اس جگہ پہنچ گئے اور گھوڑے سے اتر کر فرمایا: ڈاکٹر صاحب! ہم بھی شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ مکرم ڈاکٹر صاحب نے کنڈی پر گنڈویہ لگا کر کنڈی حضورؓ کو دی۔ جونہی کنڈی سے باندھا ہوا سرکنڈا مچھلی کے گنڈویہ کھانے کی کوشش میں ہلتا حضورؓ ڈوری کھینچ لیتے۔ دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو حضورؓ نے ڈوری ڈاکٹر صاحب کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے لئے اس کام میں وقت لگانا معلوم ہوتا ہے منشاء الٰہی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں مچھلی پکڑنے کے لئے نہیں بلکہ آدمیوں کو پکڑنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

تحریک جدید کے ابتدائی عرصہ میں حضورؓ نے تحریک جدید کے زیر انتظام کچھ اشتہارات کی فوری اشاعت کا انتظام فرمایا۔ حضورؓ کی طرف سے ان اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے لئے مضمون عموماً جمعرات کے دن عصر کی نماز کے بعد ایک ایک ورق کی صورت میں ملتا تھا۔ یعنی جس قدر مضمون حضورؓ تحریر فرماتے ساتھ ساتھ نیچے بھجوا دیتے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی نظر ثانی کے بعد فوراً کاتبوں کے حوالہ کیا جائے پھر بعد طباعت مختلف جماعتوں کے نام پیکٹ بنا کر دستی اور باقیوں کو بذریعہ ریلوے پارسل بھجوا دیا جاوے۔ چنانچہ حضورؓ کی ہدایت کے مطابق راتوں رات چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں باہر جماعتوں کو تقسیم کے لئے بھجوایا جاتا رہا اور صبح سویرے روانہ ہونے والی گاڑی پر کارکن کے ذریعہ بٹالہ، امرتسر، لاہور، لائل پور جمعہ کے وقت سے پہلے پہنچا دیا جاتا۔

ایک مرتبہ حضورؓ نے یاد فرمایا تو دیکھا کہ حضورؓ نے ریش مبارک کو مہندی لگائی ہوئی ہے اور اوپر کپڑا باندھا ہوا ہے اس حالت میں بجائے آرام سے لیٹنے کے کاغذات پیش کرنے کا موقعہ عطا فرمایا اور ہدایت سے نوازتے رہے۔ اسی طرح جبکہ حضور کو غالباً 1951-52ء میں گلے میں سخت تکلیف تھی اور بولا بھی نہیں جا سکتا تھا حضور نے کاغذات پیش کرنے کے لئے فرمایا اور حضور کاغذات کا مضمون سن کر ایک دوسرے کاغذ پر قلم سے ارشاد نوٹ فرما دیتے تھے۔

ایک اور موقعہ پر جب حضورؓ بیمار تھے اور ربوہ کے کچے چوبارہ میں مقیم تھے، ایک معاملہ کے متعلق تحقیقات کا کام تھا۔ حضورؓ نے متعلقہ احباب کو اوپر کے چھوٹے سے کچے کمرہ میں ہی بلوا لیا۔ حضور انڈونیشین دھوتی پہنے ہوئے تھے۔ اسی حالت میں حضور چارپائی پر تشریف فرما رہے اور باقی دوست فرش پر بیٹھ گئے اور کئی گھنٹہ تک بیانات ہوتے رہے۔ حضورؓ نے ظاہری ٹیپ ٹاپ کو نظرانداز فرماتے ہوئے کام کو مقدم سمجھا اور اس حالت میں بھی کام جاری رکھا۔ چنانچہ حضورؓ نے اپنے دستور عمل کو ہی ملحوظ رکھتے ہوئے ایک مرتبہ واقفین زندگی کے لئے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ جب تک کوئی شخص شدید بیمار نہ ہو جاوے کہ کام کرنے کے قابل نہ ہو، وہ کام کرتا رہے اور رخصت منظور نہ کی جایا کرے۔

جب خاکسار انچارج تحریک جدید تھا تو حضورؓ نے وقت کی تنگی کی وجہ سے خاکسار کو بھی کاغذات پیش کرنے کے لئے یاد فرمایا اور مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کو بھی ارشاد فرمایا کہ وہ کشمیر کمیٹی سے متعلقہ کاغذات پیش کریں۔ پہلے حضورؓ میرے کاغذ پیش کرنے پر ہدایت دیتے۔ میں حضورؓ کی ہدایت کو لکھنے میں مصروف ہوتا تو اس وقت میں مکرم شمس صاحب حضورؓ کی خدمت میں کاغذ پیش کرتے اور وہ حضورؓ کی ہدایت کو نوٹ کرنے میں مصروف ہوتے تو خاکسار دوسرا کاغذ پیش خدمت کر دیتا۔

حضور نے کئی دفعہ اظہار فرمایا تھا کہ آدمی کے لئے کسی کام کے کر سکنے سے کلّی طور پر معذوری کا اظہار نامناسب ہے۔ ہر کام براہ راست یا بالواسطہ سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کانگریس کے زیر اہتمام وٹھل نگر علاقہ بمبئی میں اخبارات میں ایک صنعتی نمائش کا بہت پروپیگنڈا تھا۔ اُن دنوں دارالصناعت کے ضمن میں صنعتی معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حضورؓ نے خاکسار کو اس نمائش کے دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا اور خاکسار کے ساتھ دو گریجویٹ واقفین زندگی کو بھجوایا تا کہ اگر وہاں لیڈروں سے ملنے کا موقع ہو یا صنعتی نمائش کے موقعہ پر ترجمان کی ضرورت ہو تو ان سے کام لیا جاوے۔ کیونکہ گجرات کاٹھیاواڑ کے علاقہ کی زبان گجراتی ہے۔ لیکن انگریزی سے کام لیا جاسکتا ہے اور خاکسار انگریزی سے زیادہ واقف نہ تھا اس لئے حضور نے ذمہ دار تو خاکسار کو ہی رکھا لیکن سہولت کے لئے دو گریجویٹ نوجوانوں کو میری علمی کمی کو پورا کرنے کے لئے ساتھ بھجوا دیا۔

ایک موقعہ پر جبکہ حضور سندھ میں اپنی اراضی محمود آباد اسٹیٹ کے قریب کے نالہ ڈھورہ میں کشتی پر سوار سیر فرما رہے تھے۔ خاکسار بھی حضورؓ کے ہمراہ تھا حضورؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم کشتی چلا سکتے ہو؟ خاکسار نے عرض کیا کہ قادیان کی ڈھاب میں تو کئی مرتبہ موقعہ ملا ہے۔ فرمایا کہ کشتی پانی کے بہاؤ کی طرف جا رہی ہے، اس نالے میں سرکنڈے کے پودے جگہ جگہ اُگے ہوئے ہیں۔ تمہارا امتحان لیتے ہیں کہ کتنی دُور تک ان سے الجھنے کے بغیر کشتی چلا سکتے ہو۔ چنانچہ خاکسار نے اکیلے ہی کشتی چلانا شروع کی۔ تین چار جگہ سے تو بچ نکلا۔ بالآخر ایک جگہ کشتی رُک گئی تو حضورؓ مسکرائے اور دوسرے آدمی کو امداد کے لئے فرمایا۔

ایک بار کراچی میں جبکہ حضورؓ منوڑہ تشریف لے گئے وہاں ایک ڈچ کارگو جہاز حضور نے دیکھا۔ حضورؓ نے اظہار فرمایا کہ ڈچ جہاز بہت صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ حضورؓ کے اہل خانہ بھی ہمراہ تھے۔ اس جہاز کے کپتان سے جہاز کو دیکھنے کیلئے اجازت بھی فوراً مل گئی۔ جب حضورؓ اسے دیکھ کر بہت خوش خوش واپس تشریف لائے تو مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا کبھی پہلے جہاز اندر سے دیکھا تھا؟ مَیں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو دریافت فرمایا کہ جو تصور تمہارے دل میں جہاز کے متعلق تھا یہ جہاز اس سے بڑا تھا یا چھوٹا؟ خاکسار نے عرض کیا کہ تصور کے مطابق ہی تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کیسے۔ کیونکہ عموماً جہاز کے متعلق اسے دیکھنے سے پہلے یہ تصور ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا ہوتا ہے اور دیکھنے پر چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ جہاز ران کمپنیوں کے لٹریچر کی وجہ سے اس کی لمبائی چوڑائی اور کمروں کے متعلق تصور جو قائم ہوگیا تھا یہ اس کے مطابق ہی نکلا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ ہاں پھر تو ٹھیک ہے۔

جب قادیان میں تحریک جدید کو رجسٹرڈ کرانے کا خیال پیدا ہوا تو حضور نے فرمایا کہ یہ کام ایک ہفتہ کے اندر ہو جانا ضروری ہے۔ اسی طرح قادیان سے 1947ء میں لاہور آ جانے پر حضور کا یہ ارشاد مجھے ملا کہ ایک ہفتہ کے اندر رجسٹر کرایا جاوے۔ چنانچہ دونوں موقعوں پر دن اور رات ایک کر کے اور محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے مکان پر ہی مقیم ہو کر دونوں مرتبہ یہ کام اس عرصہ کے اندر اندر سرانجام پا گیا۔ یہ سب کچھ حضورؓ کی

---

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24؍اگست 2007ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہم محبت کو متاعِ دل و جاں کہتے ہیں
لوگ کیوں جذبۂ آشفتہ سراں کہتے ہیں
عشق ہے آگ تو یہ آگ سلگتی ہے کہاں
ہاں کبھی دل سے بھی اٹھتا ہے دھواں کہتے ہیں
عشق لڑتا ہے کبھی بر سرِ میدانِ جہاد
ہے کبھی پچھلے پہر سجدہ کناں کہتے ہیں
عشق ہے راہِ سلوک، عشق کو منزل سے غرض
عشق تسلیم جو ہو جائے تو جاں کہتے ہیں
نطق کو حسن سماعت بھی اطاعت بھی ملے
اہل دل اس کو امامت کی زباں کہتے ہیں
تمکنت، تسکینِ جاں نعمتِ تالیفِ قلوب
اس محبت کو خلافت کی عناں کہتے ہیں

توجہ، دعا اور جذبہ کے ماتحت ہی ہوا حالانکہ عام حالات میں ایسے کام کیلئے بہت وقت صرف ہوجاتا ہے۔

ایک موقعہ پر قادیان میں صبح صبح مکرم خان میر خانصاحب (سابق پہرہ دار) ایک معمولی کاغذ پر حضورؓ کا رُقعہ لے کر میرے مکان پر آئے۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ آٹھ ہزار روپے ساتھ لے کر ایک گھنٹہ کے اندر اندر باہر جانے کے لئے تیار ہوکر رپورٹ کرو۔ خاکسار نے رُقعہ لے لیا اور سوچ میں پڑ گیا کہ یہ سارا کام ایک گھنٹہ کے اندر کیسے ہوگا۔ کیونکہ روپیہ خزانہ سے نکلوانا ہے اور دفاتر 9 بجے کھلتے ہیں۔ پھر باہر جانے کے لئے بھی کچھ معلوم نہیں کہ کس جگہ یا کس علاقہ میں جانا ہے اور کتنے عرصہ کے لئے جانا ہے۔ سردیوں کا موسم ہے بستر وغیرہ کے متعلق کیا فیصلہ کیا جائے۔ بالآخر دل نے یہی فیصلہ کیا کہ فوراً رقم برآمد کرانے کا انتظام کیا جاوے۔ معقول رقم پاس ہوگی سفر کے حالات کے مطابق جو انتظام ضروری ہوگا ہوجائے گا چنانچہ خاکسار مکرم ومحترم مرزا محمد شفیع صاحب محاسب کے مکان پر حاضر ہوا اور حضور کا رقعہ دکھایا۔ انہوں نے سید محمود عالم صاحب امین کی طرف بھجوایا کہ باقاعدہ رقم برآمد کرانے میں تو دیر ہوجائے گی اس لئے حضور کے ارشاد کی وجہ سے خزانہ سے ہی اس رقعہ پر وصولی کراکر رقم دیدی جائے۔ حضورؓ سے ہدایت بعد میں حاصل کرلی جائے گی۔ خاکسار مکرم سید محمود عالم صاحب کے ہاں گیا۔ وہ فوراً تیار ہوکر میرے ساتھ آگئے۔ چنانچہ ابھی گھنٹہ میں چند منٹ باقی تھے کہ خاکسار نے حضور کی خدمت میں تعمیل ارشاد کی رپورٹ کردی۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا۔ ابھی قادیان سے باہر جارہا ہوں تم نے بھی ساتھ جانا ہے۔ چند منٹ کے بعد حضور تشریف لائے اور پہلی دفعہ حضور کی کار میں حضور کے ساتھ بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ حضورؓ پہلے لاہور پہنچے پھر ایک خاص کام کے لئے مجھے ایک دوسرے شہر بھجوایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی دقت پیش نہ آئی۔ خاکسار نے بھی سردی کے موسم کے پیش نظر گرم اچکن اور ایک لوئی کے علاوہ کوئی کپڑا نہ لیا کہ اس طرح سے پیدل سفر بھی ہوسکتا ہے اور کسی کمرہ کے کونے میں بیٹھ کر وقت گزر سکتا ہے۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ فوری طور پر جو انتظام ہوسکے کرلیا جائے اور غیر ضروری دُور اندیشی سے اپنی پریشانی کو بڑھانا مناسب نہیں ہوتا۔

حضور غالباً 39-1938ء میں سندھ تشریف لے گئے۔ خاکسار بھی ہمراہ تھا۔ میرپورخاص پہنچ کر حضورؓ خود تو ناصر آباد تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ میں رات کی گاڑی سے ناصر آباد پہنچوں۔ حضور نے ایک چیک دیا کہ بنک سے رقم برآمد کرائی جاوے اور ریزگاری اور چھوٹے نوٹ لئے جائیں جن کی چنائی کپاس کے موسم کی وجہ سے اسٹیٹوں میں بڑی ضرورت ہے۔ اور مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ اور مکرم نیک محمد خانصاحب کو بھی میرے ساتھ ہی رات کو آنے کا ارشاد فرمایا اس لئے کہ نقدی پاس ہوگی اور رات کا وقت ہوگا، حفاظت ضروری ہے۔ جب ہم کنجے جی کے ریلوے سٹیشن پر رات بارہ بجے پہنچے تو گھوڑے سٹیشن پر موجود تھے۔ جب ناصر آباد اسٹیٹ پہنچے تو دیکھا کہ حضور ایک کچے کمرہ میں مقیم ہیں (ابھی حضور کی کوٹھی تعمیر نہیں ہوئی تھی)۔ حضورؓ کے کمرہ کے ساتھ کے کمرہ میں مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضورؓ کی خدمت میں ہمارے آنے کی اطلاع دی گئی۔

حضورؓ نے مکرم ڈاکٹر صاحب کو فرمایا کہ انور صاحب سے ریزگاری وغیرہ لے لیں تاکہ یہ رات کو آرام سے سوسکیں۔ یہ حضورؓ کی خاص شفقت اور مہربانی تھی کہ حضورؓ نے اپنے ادنیٰ خدام کا اس قدر خیال فرمایا۔ اس کمرہ کی حالت یہ تھی اس کے صحن کے باہر دروازہ بھی نہ تھا۔ حضور جو کئی اسٹیٹوں کے مالک تھے ان کے لئے کیا مشکل تھا کہ فوری طور پر اچھا مکان تعمیر کروالیا جاتا لیکن حضور نے سادگی ہی کو پسند فرمایا اور محض ذاتی آرام کا زیادہ خیال نہ فرمایا۔

## حضرت مصلح موعود کی شفقتیں اور فراست

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کا 16 فروری 2007ء کا شمارہ ''مصلح موعود نمبر'' ہے۔ اس میں حضورؓ کے حوالے سے مکرم محترم میاں منیر احمد صاحب بانی نے اپنی یادیں بیان کی ہیں۔

خداتعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کو لاکھوں عشاق عطا فرمائے۔ لیکن یہ خاکسار جب حضور پر عاشق ہوا تو میری عمر صرف پانچ سال تھی۔ 1939ء کا جلسہ سالانہ سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ جب ہماری جماعت ملاقات کے لئے حاضر ہوئی تو حضورؓ نے باری باری سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ جب ہماری باری آئی تو والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے حضور کے ہاتھ میں دیدیا۔ حضور کا جو تصور قائم کر رکھا تھا اس سے کہیں زیادہ حسین وجمیل۔ مصافحہ سے ایک بجلی کی رو میرے بدن سے گزر گئی۔ خاکسار شعور کے پختہ ہونے تک بجلی کی اس رَو پر بہت حیران رہا۔ بعد ازاں بہت سے بزرگان سے ایسے واقعات سنے اور کتابوں میں پڑھا کہ خداتعالیٰ کے فرستادوں اور روحانیت سے معمور شخصیتوں کا لمس حاصل ہونے پر بعض دفعہ بجلی کی سی رو بدن سے گزرتی ہے جس کی لذت صرف محسوس کی جاسکتی ہے۔ تحریر وتقریر اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

1941ء میں ہمارا خاندان قادیان آبسا۔ حضور کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات کے دل پر گہرے نقوش ثبت ہیں۔

حضرت ام طاہر صاحبہؓ نے ہماری والدہ صاحبہ کو اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ کے ہمراہ ہم بچے بھی ہفتہ میں دو تین بار حضرت مرحومہ کے ہاں جاتے۔ اکثر حضرت مصلح موعودؓ بھی وہاں تشریف فرما ہوتے۔ گھریلو ماحول میں انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔

عام طور پر بزرگان کے بارہ میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ بہت خشک اور خاموش ہوتے ہوں گے لیکن حضرت مصلح موعودؓ سے زیادہ زندہ دل شخصیت میں نے نہیں دیکھی۔ آپ اکثر اپنی بات کی وضاحت کے لئے دلچسپ لطائف بیان فرماتے جو کہ میں گھر آکر اپنی نوٹ بک پر درج کرتا۔ ایک دن ہم نے حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ سے درخواست کی کہ حضورؓ کا کوئی تبرک عنایت فرماویں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور قصر خلافت میں ہیں، خود جاکر مانگ لو۔ چنانچہ ہم تینوں چلے گئے۔ حضورؓ اپنے کمرہ میں فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور کسی کتاب کا مطالعہ فرمارہے تھے۔ السلام علیکم عرض کرنے پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور اتنے تپاک اور شفقت سے حال دریافت فرمایا کہ گویا حضور ہمارا ہی انتظار فرمارہے تھے۔ پوچھا: بچو! کیسے آنا ہوا۔ ہم نے مدعا عرض کیا کہ کوئی تبرک عنایت فرمائیں۔ حضور نے تین سیب نکال کردیئے اور خود پھر کتاب پڑھنے میں منہمک ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضورؓ کی توجہ ہماری طرف ہوئی تو فرمایا: بچو! اب کیوں بیٹھے ہو؟ خاکسار نے عرض کیا کہ ہم نے تبرک کے لئے درخواست کی تھی۔ حضورؓ زیرلب مسکرائے اور فرمایا کہ جو سیب کھائے وہ کیا تھا؟ بچپن کی سادگی تھی۔ ہم نے عرض کیا وہ تو ہم نے کھالئے۔ کوئی ایسی چیز دیں جو ہمارے پاس رہے۔ اس پر حضورؓ نے تین خوبصورت لال رومال عنایت فرمائے اور ہم اجازت لے کر چلے آئے۔ 1946ء کے فسادات میں کلکتہ میں ہمارا مکان جل گیا تو ہم ان تبرکات سے محروم ہوگئے۔ لیکن اپنے محبوب کے مقدس ہاتھوں سے جو سیب کھائے تھے ان کی لذت اور شیرینی تادم واپسیں نہ بھولے گی۔

ایک دن حضورؓ کی خدمت میں ہم حاضر ہوئے تو حضورؓ نے والدہ صاحبہ سے تحریک جدید میں شمولیت کے تعلق سے دریافت فرمایا۔ والدہ صاحبہ نے بتایا کہ میں اور سیٹھ صاحب 1934ء سے ہی اس تحریک میں بفضل اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ دونوں کے متعلق مجھے علم ہے، میں بچوں کے بارہ میں پوچھ رہا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے اپنے تین لڑکوں اور دو بچیوں کی طرف سے دس روپے سالانہ کے حساب سے دس سال کے لئے مبلغ پانچ صد روپیہ وہیں ادا کئے۔ حضور نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ دفتر تحریک جدید قصر خلافت کے قریب ہی تھا۔ رقم آپ نے وہاں بھجوادی۔ اور دو تین روز بعد حضور کے دستخطوں سے مزین دس سالہ سرٹیفیکیٹ ہم پانچوں بہن بھائیوں کو خود عنایت فرمائے۔ حضور کی اس مہربانی سے ہم پانچوں اب سب دفتر اول کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

والد صاحب نے 1943ء میں قادیان میں مکان خریدنے کا ارادہ کیا تو ایک نیا تعمیر شدہ مکان مکرم شیخ فضل حق صاحب گارڈ کا پسند آیا۔ قیمت فروخت انہوں نے بارہ ہزار بتلائی لیکن یہ شرط رکھی کہ کسی سے اس کی فروختگی کا ذکر نہ کریں اور دو دن تک مجھے ہاں یا ناں میں بتادیں۔ والد صاحب نے صرف حضرت صاحب سے مشورہ کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ والد صاحب خاکسار کو ہمراہ لے کر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات بیان کی۔ حضور نے فرمایا کہ گارڈ صاحب کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی تو میں بھی اس مکان میں گیا تھا۔ بڑے ہال کمرہ میں مہمانوں کو بٹھایا گیا تھا۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ چاروں کونوں پر ہال کمرہ کے رقبہ کے چار کمرے ہیں۔ حضورؓ نے دو منٹ انگلیوں پر حساب کیا اور فرمایا کہ گارڈ صاحب نے یہ مکان ایک سال قبل بنوایا تھا۔ میرے اندازہ کے مطابق ان کی لاگت اس مکان پر پونے گیارہ ہزار روپے ہے۔ اس لحاظ سے بارہ ہزار روپے بہت مناسب قیمت ہے۔

چنانچہ ملاقات کے بعد بیعانہ دیدیا گیا۔ پھر والد صاحب نے اُنہیں کہا کہ اب آپ کے بتلانے میں کوئی حرج نہیں کہ تعمیر میں آپ کا کیا خرچ آیا تھا۔ گارڈ صاحب نے بتلایا قریباً پونے گیارہ ہزار۔ اس پر والد صاحب نے انہیں حضورؓ سے ملاقات کی تفصیل سنائی تو وہاں موجود سب احباب بہت ہی خوش ہوئے۔

خاکسار نے 1948ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ان دنوں حضرت مصلح موعودؓ کا قیام رتن باغ لاہور میں تھا۔ ہجرت کی وجہ سے انتہائی بے سروسامانی کا عالم تھا۔ ایسے حالات میں بھی طلبہ پر حضورؓ غیرمعمولی شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ کالج میں کوئی تقریب ہوتی تو حضور اکثر تشریف لاکر خطاب سے نوازتے۔ رتن باغ میں ملاقات کی سعادت بھی مل جاتی۔ 18 ستمبر 1949ء کو طلبہ کا ایک وفد پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد کی قیادت میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور قالین پر تشریف فرما تھے۔ ہم بھی حضور کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ طلبہ نے اپنی اپنی نوٹ بکیں پیش کیں۔ حضور نے ان پر نصائح لکھ کر دیں۔ خاکسار کی ڈائری پر رقم فرمایا: ''تقویٰ۔ تقویٰ اور تقویٰ اور پھر محنت۔ عزم اور ایثار''۔

بعد ازاں حضور نے طلباء کو نصائح سے نوازا کہ آپ کو بے حد محنت کی ضرورت ہے۔ حالات سرعت سے بدل رہے ہیں۔ پاکستان میں احمدیت کی مخالفت بہت تیز ہوجائے گی۔ اگر کسی وقت بھی جماعت بے سر ہوجائے تو ہر شخص اپنے آپ کو ستون سمجھے اور جماعت کو منتشر ہونے سے بچائے۔

1944ء میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضور کو بتلایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ یوں تو منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سے ہی حضور کی تقاریر اور خطبات مسحور کن ہوتے تھے۔ لیکن اس انکشاف کے بعد تو حضور کے جلال اور جمال پر گویا نکھار آگیا۔ والد صاحب ہر سال ایک دو ماہ کے لئے قادیان آیا کرتے تھے اور یہاں کے روحانی ماحول اور برکات پر فدا تھے۔ 1944ء میں جب آپ قادیان آئے تو اس وقت حضورؓ کا حسن کئی گنا بڑھ چکا تھا۔ روزانہ ہم لوگ مجلس علم وعرفان میں حاضر ہوتے اور اکثر رات دس گیارہ بجے واپس گھر آتے۔ والد صاحب ایسے مسحور ہوئے کہ انہوں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ کاروبار چھوڑ کر قادیان میں ہی دھونی رما کر بیٹھ جائیں گے۔ آپ کا کہنا تھا کہ خداتعالیٰ نے مجھے اتنی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 مئی 2007ء میں ''خلافت احمدیہ'' کے عنوان سے مکرم حافظ عطاء کریم شاد صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

چمن میں رنگ و بو اس سے
گلوں کی ہر نمو اس سے
بہاروں کو دوام اس سے
گلستاں کا نظام اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا
اداءِ رزم بھی اس سے
ضیاءِ بزم بھی اس سے
عمل بھی بامراد اس سے
تمنائیں بھی شاد اس سے
اسے تم حرز جاں رکھنا
خلافت درمیاں رکھنا

دولت سے نوازا ہے کہ میری تین چار پشتوں کے لئے کافی ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ نہیں پایا۔ لیکن یہ امر میرے اختیار میں نہ تھا۔ اب میں اس موعود کی روحانیت سے مستفید ہوا جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کا ہی نظیر ہے۔ یہ شعر اکثر آپ کے وردِ زبان رہتا ؎

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

والدہ صاحبہ کئی وجوہات سے اس پروگرام کی سخت مخالف تھیں۔ گھر کی فضا ہفتہ عشرہ بہت کشیدہ رہی۔ مذکورہ پروگرام کی موافقت و مخالفت میں روزانہ ہی دلچسپ مباحثہ ہوتا۔ والد صاحب کئی واقعات سناتے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے فلاں فلاں صحابی کو اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو ارشاد فرمایا کہ قادیان آ کر سکونت اختیار کرو۔ والدہ صاحبہ کی یہ دلیل تھی کہ ایک لحاظ سے تو قادیان میں ہی آپ کی سکونت ہے، مکان خرید لیا ہے، بال بچے یہاں کے روحانی ماحول میں پرورش پا رہے ہیں۔ لیکن بچوں کا مستقبل اس امر کا متقاضی ہے کہ آپ کاروبار کو خیر باد نہ کہیں۔ خدا تعالیٰ کے فرستادے اور خلفاء روحانی طبیب ہوتے ہیں ہر مریض کی علیحدہ تشخیص فرما کر اس کے مناسب حال نسخہ تجویز فرماتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے کسی صحابی کو نصیحت فرمائی کہ سب سے بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت کرنا ہے۔ کوئی اگر عبادت میں کمزور تھا تو اس کے مناسب حال یہ نسخہ تجویز فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی نمازوں کی بروقت ادائیگی ہے۔ کسی کو جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔

چنانچہ جب گھر میں باہمی بحث و مباحثہ سے مفاہمت نہ ہوسکی تو طے پایا کہ حضرت مصلح موعودؓ سے ہی راہنمائی حاصل کی جائے اور دونوں حضورؓ کی ہدایت کے دونوں پابند ہوں گے۔ والد صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والدہ صاحبہ کے نمائندہ کے طور پر یہ خاکسار ہمراہ تھا۔ والد صاحب نے اپنی دلی خواہش کا اظہار بلاکم وکاست کیا۔ حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس بات کی گارنٹی آپ نے حاصل کر لی ہے کہ یہ تین چار پشتوں والی دولت ہمیشہ آپ کے پاس رہے گی؟ اگر آپ کی ضروریات سے وافر دولت آپ کے پاس ہے تو اسلام اور احمدیت کی پہلے سے زیادہ خدمت کریں۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ بنے ہوئے کام اور روزگار کو بلاوجہ نہ ترک کرنا چاہئے۔ اگر آپ اس وقت کاروبار چھوڑ کر بیٹھ جائیں گے تو آپ کے بچے بڑے ہو کر کبوتر اڑائیں گے۔

چنانچہ حضورؓ کے مشورہ پر والد صاحب نے عمل کیا اور واپس کلکتہ چلے گئے۔ خدا تعالیٰ کے پیاروں کے منہ سے عمومی رنگ سے نکلی ہوئی باتیں اکثر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں۔ اس واقعہ کے قریباً دو سال بعد ہی 1946ء میں کلکتہ میں وسیع پیمانے پر ہندو مسلم فسادات رونما ہوئے۔ ہماری تجارت بکلّی تباہ ہو گئی۔ مکانات جلا دیئے گئے، کار نذرِ آتش ہوئی اور تین چار پشتوں والی دولت ایک قصہ پارینہ ہو گئی۔ 1947ء میں قادیان میں خریدی ہوئی وسیع جائیداد بھی ہاتھ سے نکل گئی۔ والد صاحب نے ہمت نہ ہاری اور 1958ء تک مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اپنے فضلوں سے نوازا تو احمدیت کی راہ میں اپنے آخری وقت تک بے دریغ خرچ کرتے رہے۔

## سیّدی ابّا جان

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' فروری 2007ء میں محترم صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کے پرانے دو مضامین میں سے کچھ حصہ شاملِ اشاعت ہے جو آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں اپنی یادوں کے حوالے سے رقم کئے تھے۔

آپ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؓ کی چار بیویاں تھیں اور متعدد بچے۔ لیکن اتنے بڑا گھرانہ پیار اور محبت کا نمونہ نظر آتا تھا۔ آپؓ اپنی بیویوں کے بارے میں کامل عدل سے کام لیتے تھے، نہایت محبت سے پیش آتے، سفروں میں باریاں مقرر تھیں اور ہر ایک کے حقوق کا پورا خیال رکھتے تھے۔ سب بیویاں دل کی گہرائیوں سے حضورؓ کی مداح تھیں۔ اسی طرح عدیم الفرصتی کے باوجود بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔ ہر رشتہ دار کی تعظیم اور اکرام مدّنظر رہتا۔ مخاطب کو ہمیشہ عزت سے خطاب فرماتے۔ صفائی کا اس قدر خیال تھا کہ النظافة من الایمان آپؓ کی پیشانی پر لکھا ہوا نظر آتا۔ جو لوگ گھر کے کام کے لئے رکھے جاتے، اُن کے لئے ہمیں تاکیدی حکم تھا کہ نوکر کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اسی طرح ہمارے گھر میں سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا تیار ہوتا۔ کام کرنے والوں اور بچوں کے کھانے میں کوئی تمیز نہ ہوتی۔

مَیں بہت چھوٹی تھی جب میری امّی (حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) کی وفات ہوئی۔ لیکن سیدنا ابّا جان نے ہم سے ایسی محبت کی کہ کبھی ماں کی محبت سے محرومی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا اس قدر خیال رکھتے جس کا تصور کرنا ناممکن ہے۔ کئی بار اپنے ہاتھوں سے ہماری کنگھی کی۔ ہماری غذا اور دوا کا پورا اہتمام اپنی نگرانی میں کرواتے۔ تقریباً روزانہ ہی پوچھتے کہ دودھ پیا ہے یا نہیں۔ اگر کبھی اس میں غفلت ہو جاتی تو اپنے ہاتھ سے دودھ پلاتے۔ دوسری طرف حضورؓ کی عدیم الفرصتی کا یہ عالم تھا کہ بچپن میں مَیں سمجھا کرتی تھی کہ شاید ابّا جان کو نیند آتی ہی نہیں کیونکہ رات کو جب بھی مَیں نے دیکھا، آپؓ کو دینی کاموں میں مصروف دیکھا۔ لیکن کبھی تکان کا اثر بھی نہیں دیکھا۔

جن بچوں کی مائیں فوت ہو جائیں اُن کی دلجوئی خصوصیت کے ساتھ کرتے۔ ایک بار ہم حضورؓ کے ساتھ منالی پہاڑ پر گئے ہوئے تھے کہ آپؓ نے ''تبّت پاس'' جانے کا پروگرام بنایا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ اس پروگرام میں بچے شامل نہیں ہیں تو مَیں بے تکلّفی سے دوڑتی ہوئی حضورؓ کے پاس گئی اور جانے کی ضد کی۔ آپؓ سمجھانے لگے کہ راستہ بہت خطرناک ہے لیکن مَیں نے اس قدر اصرار کیا کہ حضورؓ نے اپنا سفر بھی ملتوی کر دیا۔ اس پر سب گھر والے میرے پیچھے پڑ گئے کہ مَیں نے اُن کی سیر خراب کی ہے۔ میری طبیعت پر بھی بہت اثر ہوا اور مَیں اداس ہو گئی۔ مجھے اداس دیکھ کر حضورؓ نے فرمایا کہ میری بچی کو کیوں اداس کر دیا ہے، مَیں تو خود اس کے بغیر جانا نہیں چاہتا۔ پھر کچھ دیر کے لئے اپنے کمرہ میں چلے گئے اور پھر باہر آ کر مجھے گلے لگا کر بار بار یہ شعر پڑھا:

تبسم لب پہ ہے ہر دل شناسائے محبت ہے
نہ ظاہر تجھ کو دے دھوکہ یہ لڑکی بیش قیمت ہے

یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

میری بیٹی امۃ النور کو ایک دفعہ سندھ میں ڈبل نمونیہ ہو گیا اور بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ مَیں نے سیدنا ابّا جان کو دعا کے لئے تار دیا۔ آپؓ کا جواب آیا کہ نوشی اچھی ہو جائے گی، لمبی عمر پائے گی۔ چنانچہ چند ہی دن میں وہ بالکل تندرست ہو گئی۔ ڈاکٹر حیرانی سے اسے معجزہ کہتے تھے۔ اسی عرصہ میں ابّا جان کا خط ملا کہ میری تار سے دو روز قبل آپؓ نے خواب میں دیکھا تھا کہ نوشی کافی بڑی عمر کی ہے اور نہایت صحتمند ہے اور ابّا حضور، ابّا حضور کہتی ہوئی آپؓ سے لپٹ گئی ہے۔ چنانچہ جب تار ملا تو آپؓ سمجھ گئے کہ یہ خواب بچی کی شفایابی اور لمبی عمر پانے کے متعلق ہے۔

جب دہلی میں جلسہ مصلح موعود ہوا تو معاندین نے حضورؓ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ پتھراؤ کے نتیجے میں میرے میاں (محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب) کو سر پر بہت شدید چوٹ آئی کہ دہلی کے بڑے ڈاکٹروں نے بھی کہہ دیا کہ بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اُس وقت بھی مَیں نے حضورؓ کو نہایت کرب اور بے چینی کی حالت میں ٹہلتے اور دعا کرتے دیکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور میرے میاں کو ایسی معجزانہ شفا عطا فرمائی کہ ہندو اور عیسائی ڈاکٹر بھی کہنے لگے کہ یہ حضورؓ کی دعاؤں کا معجزہ ہے۔

بعض دفعہ بچوں کا نام اُن کے بزرگوں کے نام پر رکھتے تا کہ یاد تازہ رہے۔ میری چھوٹی بچی کا نام میری امّی کے نام پر امۃ الحئی رکھا۔ جب بھی وہ آتی، آپؓ فرماتے: تم تو اپنی نانی ہو!۔ وہ بھی خوش ہو کر دوسروں کو بتاتی کہ ابّا حضور مجھے اس لئے زیادہ پیار کرتے ہیں کہ میرا نام امۃ الحئی ہے۔

میرے بیٹے ظہیر سے پوچھا کرتے کہ بڑا ہو کر وہ کیا بنے گا؟ پھر خود ہی فرماتے کہ میرا بیٹا تو مبلغ بنے گا اور خدمتِ اسلام کرے گا۔ ایک دفعہ پوچھا تو ظہیر کہنے لگا کہ مَیں ڈاکٹر بنوں گا۔ یہ سن کر فرمایا کہ ہمارے بڑے ماموں جان (یعنی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ) جیسے ڈاکٹر بننا۔ ڈاکٹر بھی اور مبلغ بھی۔ خدمت خلق بھی کرنا اور خدمت اسلام بھی۔ اسی طرح آپ اکثر یہ فرماتے کہ یہ خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طرح خدمتِ خلق کرے گا اور مبلغ بھی بنے گا۔

1956ء میں حضورؓ نے مجھے مری سے خط لکھا کہ تم لوگ بھی میرے پاس آ جاؤ۔ چنانچہ مَیں، میرے میاں اور بچے مری چلے گئے۔ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ پروفیسر صاحب (میرے خسر) کہاں ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ ربوہ میں۔ اس پر آپؓ کا چہرہ متغیّر ہو گیا اور بہت ناراض ہوئے کہ اُن کو چھوڑ کر کیوں آئی ہو، میرا یہ مقصد تو نہیں تھا کہ وہ تنہا وہاں رہیں۔ پھر میرے میاں سے فرمایا کہ جا کر اُنہیں لے کر آؤ۔ جب وہ آ گئے تو اُسی وقت اُن سے ملاقات کی اور فرمایا کہ یہ بچے بھی عجیب ہیں، آپ کو تنہا چھوڑ کر آ گئے حالانکہ مَیں نے تو آپ کو بھی بلایا تھا۔ اس کے بعد تقریباً دو ماہ کے قیام کے دوران حضورؓ مجھے دن میں کئی بار اُن کا خیال رکھنے کی تاکید فرماتے اور کھانے کی میز پر بیٹھتے ہی پوچھتے کہ پروفیسر صاحب کا کھانا گیا ہے یا نہیں۔

حضورؓ کے عشق الٰہی کی کیفیت اس واقعہ سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ غالباً 1940ء میں سیدنا ابّا جان اور جماعت کے بعض احباب نے حضورؓ کے وصال کے متعلق خواب دیکھے۔ جس پر حضورؓ نے جماعت کے نام ایک وصیت لکھی۔ احباب جماعت کو جو محبت اپنے آقا سے تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہ تھی۔ لوگ روزے رکھ کر، اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اور نماز تہجد میں اپنے آقا کی درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا اور خوابوں کے ذریعے ہی حضورؓ کی درازیٔ عمر کی خوشخبری بھی اپنے پیاروں کو دیدی۔ سیدی ابّا جان نے بھی کوئی خواب دیکھا۔ اُس روز آپ رات کے کھانے کے لئے تشریف لائے تو گاؤ تکیہ کے سہارے خاموش اور بہت ہی اداس لیٹے تھے۔ کئی بار آپا جان (سیدہ امّ طاہرؒ) نے کہا کہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ کافی دیر بعد آپ ایک دم اٹھے اور بڑے درد سے یہ شعر پڑھنے لگے:

ہم دونوں میں حائل تھی جو دیوارِ گراں وہ گر نہ سکی
قسمت میں جدائی لکھی تھی مَیں جا نہ سکا وہ آ نہ سکے

آپا جان نے پوچھا کہ اتنے اداس کیوں ہیں اور یہ شعر کیوں پڑھا ہے؟ تو فرمایا کہ مَیں تو سمجھا تھا کہ بس جلد ہی اب اپنے خدا سے جا ملوں گا لیکن تم لوگوں نے مجھے جانے نہ دیا۔

## حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد

لجنہ اماء اللہ ناروے کے رسالہ ''زینب'' (جنوری تا مارچ 2007ء) میں حضرت مصلح موعودؓ کے مقدّس الفاظ میں حضورؓ کی سیرۃ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مختصر مضمون میں سے ایک اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

''کام جلدی جلدی کرنے کی عادت پیدا کرو۔ اٹھو تو جلدی سے اٹھو، چلو تو چستی سے چلو، کوئی کام کرنا ہو تو جلدی جلدی کرو۔ دو گھنٹے کا کام آدھ گھنٹہ میں کرو۔ اس طرح جو وقت بچے اُسے خدا کی راہ میں صرف کرو۔ میرا تجربہ ہے کہ زیادہ تیزی سے کام کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ایک ایک دن میں سو سو صفحات لکھے ہیں''۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' مئی 2007ء میں شائع ہونے والی حضرت قاضی محمد ظہورالدین اکمل صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت میں خداوند دو عالم کی نیابت ہے
خلافت میں تمام اقوامِ عالم کی امامت ہے
خلافت ہی سے استحکام احکام شریعت ہے
خلافت ہی سے قطع و قمع کفر و شرک و بدعت ہے
خلافت سے جو پھرتے ہیں، ضلالت میں وہ گرتے ہیں
خلافت کی اطاعت ربّ اکبر کی اطاعت ہے
اسی سے روز افزوں ہے ترقی اس جماعت کی
اسی سے ہو رہی تنظیم ملک و قوم و ملّت ہے

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide

**8th August 2008 – 14th August 2008**

*Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344*

## *Friday 8th August 2008*

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, & MTA News
01:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Fiji and New Zealand.
01:15 Al Maa'idah
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th July 1995.
02:30 Future Challenges
03:30 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th February 1998.
04:30 Mosha'airah: an evening of poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 10th February 2007.
08:00 Siraiki Muzakarah
08:55 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 23rd December 1995.
10:00 Indonesian Service
10:55 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh, London.
13:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:20 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:15 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:25 Spotlight: an interview with Ihsanul Haque regarding his lifetime achievements.
18:30 Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News [R]
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Jihad by the Pen: presentation by Amjad M Khan on the topic of Islam and Jihad.
23:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 23rd December 1995.

## *Saturday 9th August 2008*

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 104
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 13th July 1995.
02:35 Friday Sermon: recorded on 8th August 2008.
03:50 Spotlight: an interview with Ihsanul Haque regarding his lifetime achievements.
04:55 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 23rd December 1995.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 10th February 2007.
08:05 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
08:25 Friday Sermon: recorded on 8th August 2008.
09:30 Australian Flora and Fauna: a documentary covering exotic flowers from Towoomba.
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar: variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:05 Intikhab-e-Sukhan: live poem request programme
15:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:05 Moshaairah [R]
17:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th May 1995. Part 1.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif, Hani Tahir and Mustapha Sabit.
20:35 MTA International News
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:00 Australian Flora and Fauna [R]
22:35 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as) [R]
22:55 Friday Sermon [R]

## *Sunday 10th August 2008*

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th July 1995.
02:55 Friday Sermon: recorded on 8th August 2008.
04:20 Moshaairah: an evening of poetry
05:25 Australian Flora and Fauna
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 12th November 2006.
08:10 Seminar: Khilafat day seminar organised by Majlis Ansarullah, Rabwah.
08:50 Learning Arabic: lesson no. 6.
09:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Australia.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: recorded on 23rd March 2007
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bengali Reply to Allegations: discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 1st August 2008.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:10 Learning Arabic: lesson no. 6
16:25 Huzoor's Tours [R]
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1998.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:20 Seminar [R]
23:00 Learning Arabic: lesson no. 6. [R]
23:15 Seerat-un-Nabi (saw)

## *Monday 11th August 2008*

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Seminar
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 19th July 1995.
02:50 Friday Sermon
03:55 Learning Arabic: lesson no. 6.
04:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th May 1998.
05:20 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) held with Huzoor. Recorded on 17th February 2007.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 1.
08:25 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Maulana Inyatullah on the topic of the Islamic way of worship.
09:00 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 23rd December 1997.
10:05 Friday Sermon: rec. on 27th June 2008.
10:55 Medical Matters: programme on the topic of psychological diseases.
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: recorded on 15th June 2007.
15:25 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Maulana Inyatullah on the topic of the Islamic way of worship [R]
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:50 Learning French: lesson no. 1 [R]
17:15 French Service [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th July 1995.
20:25 MTA International News
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Jalsa Salana Speeches [R]

## *Tuesday 12th August 2008*

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 1
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th July 1995.
02:30 Friday Sermon delivered Hadhrat Khalifatul Masih V recorded on 15th June 2007.
03:55 French service
04:40 Jalsa Salana Speeches
05:15 Medical Matters
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 18th February 2007.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st May 1998. Part 1.
09:10 Professor Abdus Salam
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana Holland: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18/06/2008.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:00 Question and Answer Session: recorded on 31st May 1998. Part 1.
16:55 Intikhab-e-Sukhan
18:00 MTA Travel: programme featuring a visit to Spain
18:30 Arabic Service
20:35 MTA News International
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05 Professor Abdus Salam
23:00 Jalsa Salana Holland: concluding address [R]

## *Wednesday 13th August 2008*

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:55 Learning Arabic: lesson no. 5
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th August 1995.
02:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal): rec. 18/02/2007
03:25 Question and Answer Session: rec. on 31/05/1998
04:20 Professor Abdus Salam
05:15 Jalsa Salana Holland
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class Huzoor recorded on 25th February 2007.
08:05 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (as)
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st May 1998, part 2.
10:00 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 19th April 1985.
15:15 Jalsa Salana UK 1994: speech delivered by Karim Ahmed Khan on the occasion of Jalsa Salana UK , recorded on 31st July 1994.
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor, recorded on 25th February 2007.
17:05 Khilafat Jubilee Quiz
17:35 Question and Answer Session
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th August 1995.
20:30 MTA International News
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) [R]
22:05 Jalsa Salana UK 1994 [R]
22:45 From the Archives [R]

## *Thursday 14th August 2008*

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Hamaari Kaenaat
01:30 Liqaa Ma'al Arab
02:30 Australian Documentary: Sea World
03:00 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
03:35 From the Archives
04:50 Khilafat Jubilee Quiz
05:35 Jalsa Salana UK 1994
06:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Children's Class with Huzoor, recorded on 3rd February 2007.
08:00 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 15th October 1995.
09:10 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to New Zealand.
09:50 Future Challenges: a guide for students on university admissions.
09:50 Indonesian Service
10:55 Pushto Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:55 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th March 1998.
15:00 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to New Zealand.
15:35 Future Challenges: a guide for students on university admissions. [R]
16:10 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 15th October 1995. [R]
17:20 Mosha'airah: an evening of poetry [R]
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). recorded on 10th March 1998. [R]
22:10 Future Challenges: a guide for students on university admissions. [R]
22:40 Children's Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT 7***

**Al Fazl International Weekly, London**

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 15 | Friday 25 July & 01 August, 2008 | Issue No. 30-31

صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ شمالی امریکہ کی مختصر جھلکیاں

# حضرت مسیح موعودؑ کا جلسہ سے مقصد بڑی زمینیں خریدنا، حاضری بڑھانا یا اپنے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنا نہیں تھا بلکہ تقویٰ میں ترقی کرنا تھا۔ تبلیغ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمیں اپنے اخلاق کے معیار بہتر کرنے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ کے ساتھ جماعت احمدیہ امریکہ کے جلسہ سالانہ کا افتتاح)

## خلافت کی وجہ سے آپ سب یک جان ہیں۔ بچیوں کی تربیت بہت ضروری مسئلہ ہے۔ پردہ، حیا اور عفت کا بچیوں کو بچپن سے ہی بتانا چاہئے۔

## تربیت کے لحاظ سے عورت کا بہت بلند مقام ہے۔ جب ایک عورت یہ عہد کرتی ہے کہ وہ خلافت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اچھے کاموں میں قدم آگے بڑھاتی چلی جائے گی۔

(جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر لجنہ اماء اللہ سے خطاب)

مردوں اور عورتوں کی حضور انور سے الگ الگ اجتماعی ملاقات، واقفین نو بچوں اور واقفات نو بچیوں کی کلاسز، بچوں اور بچیوں کی الگ الگ تقریبات آمین۔

**(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے امریکہ کے پہلے دورہ کی مختصر جھلکیاں)**

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

### 20/جون 2008ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل کے ایک لاؤنج میں جو نماز کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا گیا تھا، تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ اس ہوٹل میں جہاں حضور انور کا قیام ہے اور ارد گرد کے دوسرے ہوٹلوں میں ملک کی مختلف جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز ٹھہری ہوئی ہیں۔ حضور انور کی اقتدا میں ڈیڑھ صد سے زائد احباب نے نماز فجر ادا کی۔ نماز کی ادیئگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ امریکہ کے ساٹھویں جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا اور امسال کا یہ جلسہ سالانہ ''خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی'' کا جلسہ تھا اور یہ جلسہ اس لحاظ سے بھی ایک انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل تھا کہ اس میں اور پھر امریکہ کے کسی بھی جلسے میں پہلی بار حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس رونق افروز ہو رہے تھے اور امریکہ جماعت کی ایک نئی تاریخ رقم ہو رہی تھی۔

دوپہر ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک بجکر 45 منٹ پر حضور انور جلسہ گاہ پہنچے۔ پروگرام کے مطابق پہلے تقریب پرچم کشائی ہوئی۔ یہ تقریب بھی MTA پر Live نشر کی جا رہی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب امریکہ نے امریکہ کا قومی پرچم لہرایا۔ بعدازاں حضور انور کی خدمت میں امریکہ کا وہ قومی پرچم پیش کیا جو حضور انور کی امریکہ آمد پر ایوان حکومت میں 16/جون کو لہرایا گیا تھا۔ اور بعد میں روایت کے مطابق یہ پرچم ایوان حکومت کی انتظامیہ کی طرف سے مع خط حضور انور کی خدمت میں بھجوایا گیا تھا۔

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد حضور انور جلسہ گاہ کے اندر تشریف لے گئے اور دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

### خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کا جلسہ سالانہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ سے آپ کی خواہش تھی اور میری بھی خواہش تھی کہ میں یہاں آؤں اور براہ راست جلسہ میں شمولیت کروں۔ یہ جلسہ سالانہ جو اس وقت دنیا کے ہر ملک میں ہو رہا ہے اس کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر رکھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی بستی میں جس پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد فرمایا تھا اور جس میں حاضری کو صرف 75 افراد کی تھی۔ لیکن یہ مسیح ومہدی کے تربیت یافتہ وہ لوگ تھے جن کا خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق بن چکا تھا۔ ایمان اور ایقان میں بڑھے ہوئے تھے جن کے نور ایمان اور نور یقین نے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کیا اور ان کی احمدیت کے لئے کوششوں اور قربانیوں کو خدا تعالیٰ نے بے شمار پھل عطا فرمائے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق تھے۔ پہلا جلسہ ان عاشقوں نے اپنے محبوب کے گرد جمع ہو کر ایک مسجد میں کر لیا تھا۔ مسیح محمدی کی وجہ سے جو انہیں نور بصیرت عطا ہوا تھا اس کے ذریعہ وہ یقیناً اس یقین پر قائم ہو گئے ہوں گے کہ اب مسجد سے نکل کر یہ جلسہ میدان تک پھیلنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کی چھوٹی سی بستی قادیان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے اکثر ممالک کے میدانوں میں پھیلنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کے ممالک کی جماعتیں اپنے جلسوں کے لئے سینکڑوں ایکڑ زمینیں خرید رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ امریکہ نے 22 ایکڑ زمین خریدی اور وہاں اپنی مسجد بنائی۔ کچھ عرصہ وہاں جلسے منعقد ہوئے پھر یہ جگہ کم ہو گئی۔ پھر کرایہ پر جگہ لے کر جلسے شروع ہوئے اور اس جلسہ کے لئے بھی کرایہ پر جگہ لی گئی ہے۔ اب آپ اس کو محسوس کرتے ہوئے کوئی بڑی جگہ لیں تا کہ وہاں جلسے منعقد کر سکیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب باتیں سوچنے پر مجبور کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ کے کئے گئے وعدے سچے تھے۔

حضور انور نے فرمایا آج آپ بھی جلسہ گاہ کے لئے سو، دوسو ایکڑ زمین خریدنے کی بات کر رہے ہیں۔ پس ہمیشہ یہ ذہن میں رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جلسے سے مقصد بڑی زمینیں خریدنا، حاضری بڑھانا یا اپنے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنا نہیں تھا بلکہ تقویٰ میں ترقی کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں کی جماعت تیار کرنا تھا۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ایک جماعت تیار کرنا تھا۔ ایسے لوگ ہوں جن کے ماتھوں پر عبادت کے نشان ہوں۔ دل خدا کی محبت سے لبریز ہوں اور ان کی راتیں تقویٰ سے بسر ہونے والی ہوں اور جن کے دل خدا کے خوف سے ڈرتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا جوں جوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے دوری پیدا ہو رہی ہے پہلے سے بڑھ کر تربیت کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہر ماں باپ کو اپنی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے اپنے عملوں کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آج اس مادیت کے ماحول میں اپنے بچوں کو خدا کے قریب لانے کا حق ادا کرنے

باقی صفحہ نمبر 40 پر ملاحظہ فرمائیں

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۱۹۰۸-۲۰۰۸

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت الحاج مولانا نورالدین
خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی، مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

حضرت مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت الحاج مولانا حکیم نورالدین صاحب بھیروی
خلیفۃ المسیح الاول ؓ (1841ء-1914ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود ؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ۔
حضرت حکیم مولانا نورالدین ؓ، حضور ؑ کے بائیں ہاتھ تشریف فرما ہیں

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب ؓ بھیروی کا حضرت مسیح موعود ؑ کے ساتھ پہلا گروپ فوٹو
(جون 1899ء)

1902ء کا ایک فوٹو۔ حضرت مولانا نورالدین ؓ کی گود میں آپ کے فرزند مکرم میاں عبدالحئی صاحب ؓ ہیں

قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کے مکان کا بیرونی دروازہ

بہشتی مقبرہ قادیان میں حضرت مسیح موعود ؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کے مزار مبارک

مقام ظہور قدرت ثانیہ، بہشتی مقبرہ قادیان۔ اس جگہ حضور ؑ کی نعش مبارک رکھی گئی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعودؓ
(12؍جنوری 1889ء۔8؍نومبر 1965ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1924ء میں انگلستان روانگی سے قبل احباب جماعت قادیان کے ساتھ
(11؍جولائی 1924ء)

حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ ویمبلے کانفرنس انگلستان
(1924ء) میں تشریف لے جانے والے احباب

19؍اکتوبر 1924ء: حضرت مصلح موعودؓ مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

حضرت مصلح موعودؓ مسجد فضل کے سنگ بنیاد سے قبل نماز پڑھاتے ہوئے

ویمبلے کانفرنس 1924ء کے موقع پر

سفر یورپ کے دوران وینس ہوٹل اٹلی میں
حضورؓ کے ساتھ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ہیں

حضرت مصلح موعودؓ کی 1955ء میں بحری جہاز کے ذریعہ انگلستان آمد کے موقع پر
حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کار کا دروازہ کھولتے ہوئے

جلسہ خلافت ثانیہ سلور جوبلی کا ایک روح پرور منظر

حضرت مصلح موعودؓ احباب جماعت کے ہمراہ تعلیم الاسلام کالج
قادیان کے احاطہ میں

قیام ربوہ کے ابتدائی ایام کی ایک یادگار تصویر

خلافت ثانیہ سلور جوبلی جلسہ کے موقع پر حضورؓ کے خطاب کا ایک منظر

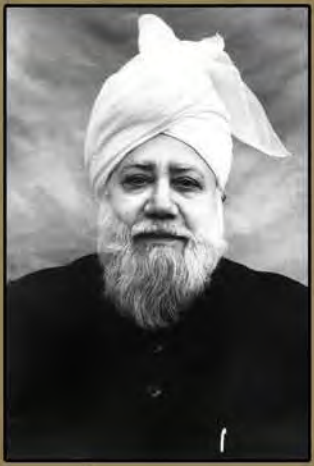

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ
(15/نومبر 1909ء - 9/جون 1982ء)

1965ء کے جلسہ سالانہ پر خطاب فرماتے ہوئے

1953ء کے فسادات میں گرفتاری کے بعد رہائی کے وقت

مسجد بشارت (سپین) کے سنگ بنیاد سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ
ایک سل پر ہاتھ رکھ کر دعاؤں کا ورد فرما رہے ہیں

1974ء میں قومی اسمبلی (پاکستان) میں پیش ہونے والا وفد

کسر صلیب کانفرنس (لندن) میں خطاب فرماتے ہوئے

مسجد فضل لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے

دورۂ افریقہ 1970ء کے دوران گیمبیا میں

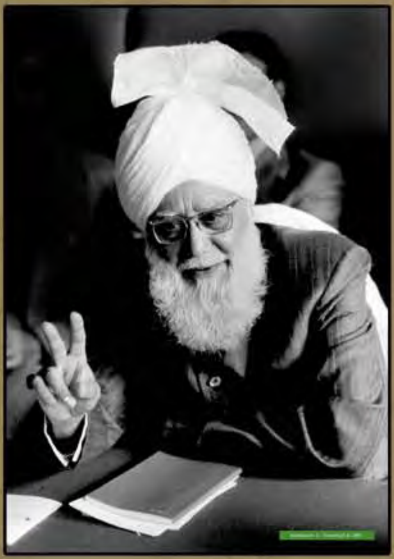

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سوئٹزرلینڈ میں ایک پریس کانفرنس کے دوران

دورۂ افریقہ کے دوران گھانا میں

فضل عمر فاؤنڈیشن کے بورڈ کے ممبران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی معیت میں

سالانہ اجتماع انصاراللہ (پاکستان) کے موقع پر جماعت کے عہدیداران کے ساتھ

دورۂ افریقہ کے دوران

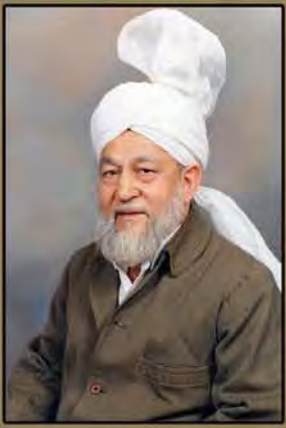

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
(18/دسمبر 1928ء-19/اپریل 2003ء)

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر خطاب فرماتے ہوئے

صد سالہ جوبلی 1989ء کے موقع پر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں

جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر پاکستان سے تشریف لانے والے مرکزی انجمن کے عہدیداران

واقفین نو برطانیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ

درویشان قادیان حضور رحمہ اللہ کے ساتھ (مسجد اقصیٰ قادیان 1991ء)

انڈونیشیا میں بیعت کا ایک منظر

اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل کے موضوع پر کوئین الزبتھ دوم کانفرنس سینٹر میں تقریر فرماتے ہوئے
(24رفروری 1990ء)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

پہلی عالمی بیعت کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لاتے ہوئے۔
حضور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مبارک کوٹ زیب تن فرمایا ہوا ہے۔

لِقَاء مَعَ الْعَرَب کے ایک پروگرام میں سوالوں کے جواب دیتے ہوئے

سپین میں مسجد بشارت کے افتتاح کے موقع پر منعقد ایک تقریب میں۔ حضور انور کے بائیں ہاتھ مکرم پروفیسر
ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہیں اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ڈائس پر تقریر فرما رہے ہیں۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
(ولادت: 15/ستمبر 1950ء)

انتخاب خلافت کے معاً بعد مسجد فضل لندن میں

مسجد بیت الفتوح (لندن) کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے

دورہ افریقہ کے دوران ایک مسجد کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے

جلسہ سالانہ UK کے موقع پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد دعا کرواتے ہوئے

طاہر ہال، بیت الفتوح لندن میں Peace کانفرنس میں خطاب فرماتے ہوئے

جلسہ سالانہ فرانس کے موقع پر خطاب

مسجد ناصر ہارٹلے پول UK کے افتتاح کے موقع پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی

جامعہ احمدیہ UK کے افتتاح کے موقع پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے

مسجد بریڈفورڈ کے سنگ بنیاد کے موقع پر منعقدہ تقریب میں خطاب فرماتے ہوئے

مسجد خدیجہ (برلن) کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے

جلسہ سالانہ قادیان کا ایک منظر

جلسہ سالانہ UK کا ایک منظر

کینیڈا کے سابق وزیر اعظم حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

تنزانیہ کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

گھانا کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

فجی کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

بورکینا فاسو کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

تنزانیہ کے وزیر اعظم حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

ماریشس کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

سیرالیون کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

جبرالٹر کے گورنر حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

وزیر اعظم بورکینا فاسو حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

بینن کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

ماریشس کے نائب صدر مملک حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

کینیڈا کے موجودہ وزیر اعظم حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

نائب وزیر اعظم ماریشس حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

یوگنڈا کے صدر مملکت حضور انور ایدہ اللہ کے ہمراہ

خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر 27رمئی 2008ء کو Excel سینٹر لندن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب فرما رہے ہیں۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے تحت کوئین الزبتھ دوم کانفرنس سینٹر لندن میں منعقدہ تقریب سے خطاب کا ایک منظر

خلافت جوبلی کے حوالہ سے جماعت احمدیہ یوکے کے تحت منعقدہ تقریب عشائیہ میں

جلسہ سالانہ USA، 2008ء کا ایک منظر